جلدِ دوم

حصہ سوم

معاملات تجارت، ہبہ، عاریت، قرض، بکری اونٹ پالنے اور
سفر وغیرہ ۱۵ر مضامین پر مشتمل ہے

مؤلفہ
مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب القاسمی مدظلہ العالی
اُستاذِ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور

پسند فرمودہ
حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ
اُستاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر
زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی

کتاب کا نام ـــــ شمائل کبریٰ جلد دوم

تاریخ اشاعت ـــــ اپریل ۲۰۱۰ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ ـــــ فاروق اعظم کمپوزرز کراچی

سرورق ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-32725673 - 021-32760374

فیکس: 021-32725673

ای میل: zamzam01@cyber net.pk

ویب سائٹ: www zamzampublishers com

ملنے کے دیگر پتے

- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرکثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلًا جَزِيْلًا

ـــــ مِنْجَانِبْ ـــــ

احبابِ زمزم پبلشرز

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
36 Rolleston Street Leicestor
LE5-3SA
Ph 0044-116-2537640
Fax 0044-116-2628655
Mobile 0044-7855425358

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax 01204-389080
Mobile 07930-464843

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

شمائلِ کبریٰ نئے انداز میں پانچ جلدیں (مکمل دس حصے) شائع ہو چکی ہیں۔ الحمد للہ اب شمائلِ کبریٰ کی چھٹی جلد (گیارہواں حصہ) اور ساتویں جلد (بارہواں حصہ) پیشِ خدمت ہے۔

اُمت میں حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب کی تالیف شمائلِ کبریٰ کو جو پذیرائی حاصل ہوئی ہے، اس کا ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں مختصر سے عرصے میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ خود پاکستان میں زمزم پبلشرز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے زمزم پبلشرز ہی نے یہ کتاب قدرداں قارئین کے سامنے متعارف کرائی اور اب پاکستان میں پہلی بار شمائلِ کبریٰ کے مکمل دس حصے بڑے سائز کی پانچ جلدوں میں پیش کرنے کا اعزاز بھی الحمدللہ زمزم پبلشرز کو حاصل ہو رہا ہے۔

اللہ عزوجل سے امید اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے انداز کو بھی اُمت میں پذیرائی اور اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

محمد رفیق زمزمی

شمائل کبریٰ کی جلدوں کا اجمالی خاکہ

اسوۂ حسنہ معروف بہ ''شمائل کبریٰ'' جو شمائل وسنن نبوی کا ایک وسیع بیش بہا ذخیرہ اور قیمتی سرمایہ ہے۔ اس کے ایڈیشن ہندو پاک میں شائع ہو کر خواص وعوام میں مقبول ہو چکے ہیں۔ امت نے اسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور اس پر منامی بشارت نبی پاک ﷺ بھی ہے۔ دوسری زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہونے کی اطلاع ہے۔ اس کی دس جلدیں اب تک طبع ہو چکی ہیں۔ بقیہ جلدیں زیر طبع اور زیر ترتیب ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس محض اپنے فضل وکرم سے بعافیت پایہ تکمیل پہنچا کر رہتی دنیا تک اسے قبول فرمائے۔

ان دس جلدوں کا اجمالی خاکہ پیش نظر ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سی جلد کن مضامین پر مشتمل ہے۔

شمائل کبریٰ جلد اول ۔ حصہ اول: ① کھانے ② پینے ③ لباس کے متعلق آپ کے شمائل اور سنن کا مفصل بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد اول .. حصہ دوم: ① سونے ② بیدار ہونے ③ بستر ④ تکیہ ⑤ خواب ⑥ سرمہ ⑦ انگوٹھی ⑧ بال ⑨ داڑھی ⑩ لب ناخن ⑪ امور فطرت ⑫ خضاب ⑬ عصا کے متعلق آپ کے شمائل وسنن کا مفصل بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد دوم ...حصہ سوم: ① معاملات ② تجارت ③ خرید وفروخت ④ بازار ⑤ ہبہ ⑥ عاریت ⑦ اجارہ اور مزدوری ⑧ ہدیہ ⑨ قرض ⑩ مرغ ⑪ گھوڑے ⑫ بکری ⑬ اونٹ ⑭ سواری ⑮ سفر کے متعلق آپ کے شمائل وسنن کا مفصل بیان ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بلند پایہ مکارم اخلاق کا نہایت ہی مفصل بیان جو ۵۷ عناوین پر مشتمل ہے۔

شمائل کبریٰ جلد دوم .. حصہ چہارم: ① اخلاص ② صدق ③ محبت والفت ④ محبت وعداوت خدا کے واسطے ⑤ حب خدا ورسول ⑥ مؤمن کو خوش کرنا ⑦ مسلمانوں کی مدد ونصرت ⑧ پریشان حال کی مدد ونصرت ⑨ مظلوم کی مدد ⑩ یتامیٰ اور بیواؤں کی خدمت ⑪ احباب کی ملاقات اور زیارت ⑫ اولیاء وصلحاء کی زیارت ⑬ عفو ودرگزر ⑭ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر ⑮ سائلین کی رعایت ⑯ اکرام مسلم ⑰ بڑوں کی تعظیم ⑱ اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر کرنا ⑲ مؤمن کی عزت ⑳ لوگوں کے مرتبہ کی رعایت ㉑ خاطر مدارات ㉒ مہمان نوازی ㉓ امانت اور دیانتداری ㉔ وعدہ پورا کرنا ㉕ حلم وبردباری ㉖ اعتدال اور میانہ روی ㉗ سنجیدگی ㉘ نرمی سہولت ㉙ پردہ پوشی ㉚ غصہ برداشت کرنا ㉛ توکل ㉜ قناعت ㉝ استغناء ㉞ صبر ㉟ شکر ㊱ سادگی ㊲ قناعت ㊳ تواضع وانکساری ㊴ شرم اور حیا ㊵ سخاوت ㊶ استقامت ㊷ شجاعت اور بہادری ㊸ نیکی پر خوشی، گناہ پر رنج ㊹ زائد پر دوسروں کو ترجیح ㊺ دوسروں کے لئے وہی جو اپنوں کے لئے ㊻ توڑ والوں سے جوڑ ㊼ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے پرہیز ㊽ سلامتی صدر ㊾ خوش کلامی ㊿ خندہ پیشانی (۵۱) خاموشی اور قلت کلام (۵۲) شفقت اور رحمت (۵۳) ایثار (۵۴) سفارش (۵۵) حسن ظن (۵۶) مشورہ (۵۷) عدل وانصاف (۵۸) اجتماعیت اور اتحاد (۵۹) اصلاح بین الناس (۶۰) نیکوں کی صحبت (۶۱) بروں سے اجتناب (۶۲) مشتبہات سے بچنا (۶۳) مؤمن کو نفع پہنچانا (۶۴) کھانا کھلانا (۶۵) کپڑا پہنانا (۶۶) راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا (۶۷) اہل

محبت کی آمد پر خوشی ۶۸ سلام ۶۹ مصافحہ ۷۰ والدین کے ساتھ حسن سلوک ۷۱ اولاد کے ساتھ حسن سلوک ۷۲ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ۷۳ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک ۷۴ تمام مخلوق کے ساتھ اچھے برتاؤ کے متعلق آپ کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد سوم.. حصہ پنجم: اس جلد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی احوال واوصاف کا اور آپ کے اخلاق و عادات واطوار کا مفصل بیان ہے جو ۱۰۰ اعنوانات پر مشتمل ہے۔ ۱ چہرہ مبارک ۲ پیشانی مبارک ۳ دندان مبارک ۴ آنکھ مبارک ۵ سر مبارک ۶ سینہ مبارک ۷ لعاب دہن ۸ برکات دہن ۹ رخسار مبارک ۱۰ کان مبارک ۱۱ پلک مبارک ۱۲ داڑھی مبارک ۱۳ گردن مبارک ۱۴ کندھا مبارک ۱۵ ہڈیوں کے جوڑ ۱۶ بغل مبارک ۱۷ سینہ مبارک ۱۸ پیٹ مبارک ۱۹ پیٹھ مبارک ۲۰ بال مبارک ۲۱ رنگ مبارک ۲۲ آواز مبارک ۲۳ قلب مبارک ۲۴ دست مبارک ۲۵ پیر مبارک ۲۶ قد مبارک ۲۷ سایہ مبارک ۲۸ حسن مبارک ۲۹ عقل مبارک ۳۰ پسینہ مبارک ۳۱ مہر نبوت ۳۲ خون مبارک ۳۳ پاخانہ مبارک ۳۴ آپ کا ختنہ شدہ ہونا ۳۵ قوت وشجاعت ۳۶ فصاحت و بلاغت ۳۷ خشیت و بکاء ۳۸ ہیبت و وقار ۳۹ آپ کے بلند پایہ مکارم اخلاق ۴۰ جود وسخا ۴۱ آپ کی تواضع کا بیان ۴۲ شفقت و رحمت ۴۳ حلم و بردباری ۴۴ گفتگو اور کلام مبارک ۴۵ قصہ گوئی ۴۶ آپ کے اشعار ۴۷ خوش مزاجی ۴۸ مسکراہٹ ۴۹ خوشی اور رنج کے موقعہ پر آپ کی عادت طیبہ ۵۰ مزاج ۵۱ شرم وحیاء ۵۲ آپ کی مجلس ۵۳ بیٹھنے کا طریقہ ۵۴ بدلہ کے متعلق ۵۵ گرفت کی عادت نہیں ۵۶ صبر کے متعلق ۵۷ اہل خانہ کے متعلق ۵۸ گھر میں داخل ہونے کے سلسلہ میں ۵۹ احباب اور رفقاء کے ساتھ برتاؤ ۶۰ بچوں کے ساتھ برتاؤ ۶۱ خادموں اور نوکروں کے ساتھ برتاؤ ۶۲ خدمت گاروں کا بیان ۶۳ یتیموں کی خدمت ۶۴ غرباء اور مساکین کی خدمت ۶۵ سائلین کے ساتھ برتاؤ ۶۶ مشورہ فرماتے ۶۷ تفاؤل خیر ۶۸ ایثار ۶۹ پچھنے لگانا ۷۰ رفتار مبارک ۷۱ نعل مبارک ۷۲ جوتا چپل پہننے کے متعلق ۷۳ موزے کے متعلق ۷۴ لینے دینے کے متعلق آپ کی عادت ۷۵ بارش کے سلسلے میں آپ کی عادت ۷۶ احباب کی خامیوں کے متعلق آپ کی عادت ۷۷ سیر وتفریح کے متعلق ۷۸ تصویر کے متعلق آپ کی عادت ۷۹ سلام کے متعلق آپ کی عادت ۸۰ مصافحہ کے بارے میں آپ کی عادت ۸۱ معانقہ کے متعلق ۸۲ تقبیل اور بوسہ کے سلسلے میں ۸۳ چھینک کے متعلق ۸۴ نام اور کنیت کے متعلق ۸۵ جنگی سامان کا ذکر ۸۶ گھریلو سامان کا ذکر ۸۷ پہرے داروں کا ذکر ۸۸ رہن سہن کے متعلق آپ کی عادات طیبہ ۸۹ وعظ وتقریر ۹۰ قرأت کا ذکر ۹۱ عبادت میں اہتمام ۹۲ نوافل کے متعلق آپ کی عادات ۹۳ لوگوں کے گھروں میں نفل پڑھنے کے متعلق ۹۴ ذکر الٰہی کرنے کے بارے میں ۹۵ توبہ واستغفار ۹۶ عمر مبارک ۹۷ متفرق پاکیزہ عادتیں۔

شمائل کبریٰ جلد سوم.. ..حصہ ششم: ۱ طہارت ونظافت ۲ پاخانہ پیشاب کے متعلق ۳ مسواک ۴ وضو ۵ مسح موزہ ۶ تیمم ۷ غسل ۸ مسجد ۹ اذان ۱۰ اوقات صلوٰۃ کے متعلق آپ کے شمائل اور طریق مبارک کا مفصل بیان ہے۔

شمائل کبریٰ جلد چہارم　　حصہ ہفتم. ۱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مکمل نقشہ ۲ مستحبات ۳ مکروہات وممنوعات

④ سجدہ سہو ⑤ خشوع وخضوع ⑥ سترہ ⑦ جماعت ⑧ امامت ⑨ صف کی ترتیب ⑩ اور سنن راتبہ کے متعلق آپ کے پاکیزہ شمائل کا ذکر ہے۔

شمائل کبریٰ جلد چہارم ۔۔ حصہ ہشتم: ① نماز شب وتہجد ② تراویح ③ وتر ④ اشراق ⑤ چاشت ⑥ دیگر تمام نفل نمازیں، صلوٰۃ الحاجہ، صلوٰۃ الشکر، صلاۃ التسبیح والحفظ وغیرہ ⑦ نماز استسقاء ⑧ نماز گہن ⑨ نماز خوف ⑩ جمعہ ⑪ عید بقرعید ⑫ نماز سفر کے متعلق آپ کے پاکیزہ شمائل کا بیان۔

شمائل کبریٰ جلد پنجم ۔۔ حصہ نہم: ① زکوٰۃ وصدقات ② رویت ہلال ③ روزہ رمضان ④ افطاری وسحری ⑤ شب قدر ⑥ اعتکاف ⑦ نفلی روزے، ماہانہ اور ہفتہ واری روزے ⑧ ممنوع روزے ⑨ اور سفر کے روزے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ حسنہ اور تعلیم وطریق مبارک کا مفصل بیان۔

شمائل کبریٰ جلد پنجم ۔۔۔ حصہ دہم: موت میت اور برزخ کے متعلق ① قبض روح ② غسل میت ③ کفن میت ④ جنازہ میت ⑤ تدفین میت ⑥ قبر اور اموات پر برزخ ⑦ تعزیت ⑧ وصیت ⑨ وراثت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوۂ حسنہ اور تعلیم وطریق کا مفصل بیان ⑩ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک اور تجہیز وغسل وغیرہ کا بیان۔

شمائل کبریٰ جلد ششم حصہ یازدہم: نکاح، طلاق، اور اس کے متعلقات کا مفصل بیان۔

شمائل کبریٰ جلد ہفتم ۔ حصہ دوازدہم: آپ کے حج وعمرہ مبارک وغیرہ کا مفصل ذکر۔

اس کے بعد کی جلدوں میں دیگر بقیہ شمائل وخصائل عیادت، مرض، علاج ومعالج، طب نبوی وغیرہ امور کا مفصل ذکر ہوگا۔
اللہ پاک صحت وعافیت وبرکت کے ساتھ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے امت کے حق میں نافع اور اپنے حق میں باعث رضا بنائے۔ آمین۔

فہرست مضامین

قرض کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان ۱۰۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

خداوند قدوس کا بے انتہا فضل وکرم ہے کہ "شمائل کبریٰ" کی یہ تیسری جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

جس میں آپ ﷺ کے معاملات، خرید وفروخت، ہدیہ، قرض، گھوڑے اونٹ بکری پالنے اور آپ ﷺ کی سواری اور سفر کے متعلق سنن وعادات اقوال وتعلیمات کا مفصل ذکر ہے۔

حسب سابق باب کے متعلق آداب وفقہی مسائل بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ اہل فضل وارباب عمل کے لئے کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

سنت کی عظیم دولت ہر مؤمن کا مقصد حیات، دنیا کی سعادت کے ساتھ آخرت کی بیش بہا دولت ہے۔

اسوۂ رسول کے شیدائیوں، سنت کے متلاشیوں کے لئے یہ نہایت ہی قیمتی ذخیرہ ہے، جس میں موضوع کی جامعیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

معاونین کے حق میں دعا ہے کہ انہیں خدائے پاک اپنی شایان شان جزا عطا فرمائے۔

ہمارے مخلص محترم مولانا محمد رفیق عبدالمجید صاحب، زمزم پبلشرز سے اس کی اشاعت کر کے امت میں سنت کی ترویج اور شیوع کی عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں۔ خدائے پاک ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کو دارین کی سعادت وخوشحالی سے نوازے اور مکتبہ کو فروغ اور ترقی عطا فرمائے احیاء سنت اور ترویج شریعت میں ان کو امتیازی شان حاصل ہو۔ آمین۔

خدائے وحدہ لاشریک سے دعا ہے کہ شمائل کے اس وسیع سلسلہ کو جو امت کے لئے سنت اور دارین کی کامیابی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے خلوص وعافیت کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ رہتی دنیا تک امت کے ہر طبقہ کو اس سے مستفید فرمائے۔ عاجز کی لغزشوں کو معاف فرما کر ذخیرہ آخرت سرمایہ نجات اپنی رضا وتقرب کا باعث بنائے۔ آمین

محمد ارشاد القاسمی بھاگل پوری
استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور
ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

معاملات کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حلال کمائی فرض ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''فرائض کے بعد حلال کمائی کا حاصل کرنا فرض ہے۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۲)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ فریضہ عبادت کے بعد دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے حلال کمائی کے ذریعہ مال کا حاصل کرنا فرض ہے تاکہ دوسروں کا محتاج نہ ہو اور سوال کی ضرورت پیش نہ آئے اور اس کے نفس اور اس کے ماتحتوں کا حق ضائع نہ ہو۔ جس طرح عبادت کا حکم بندوں پر ہے کہ وہ خدا کی عبادت کریں اسی طرح ضروریات دنیوی کی تکمیل کے لئے حلال ذریعہ سے مال کا حاصل کرنا بھی خدا کا حکم ہے اس کی اطاعت میں داخل ہے۔ مگر اس کمائی میں اتنا نہ لگے کہ یاد خدا، تعمیر آخرت سے غافل ہو جائے۔

کسب میں خصوصاً دو چیزوں کی رعایت رکھی جائے۔

1. حلال طریقہ سے ہو۔
2. اتنی مشغولیت نہ ہو کہ خدا کی یاد سے غفلت یا دوسرے نمبر پر ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ بندے پر حلال کمائی کے تعب کو دیکھے۔ (کنز العمال صفحہ ۹۲۰۰)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ حلال کمائی کے حاصل کرنے میں جو پریشانی ہوئی ہو، اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک روایت میں ہے کہ حلال کمائی جہاد ہے۔ (کنز العمال صفحہ ۹۲۰۵)

تجارت رزق حلال کا ذریعہ ہے

حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ "یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ" کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تجارت خدا کے حلال رزق میں سے ہے۔ اسے سچائی اور بھلائی کے ساتھ حاصل کرے۔ (بیہقی جلد ۵ صفحہ ۲۶۳)

مطلب یہ ہے کہ خدا کی پاک اور حلال کمائی تجارت سے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ اسے سچائی اور شریعت کے مطابق اختیار کرے۔ اسی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے ایسے تاجروں کا حشر بھی مقربین کے ساتھ ہوگا۔

اپنے ہاتھ کی کمائی حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔" (بخاری صفحہ ۲۷۸)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی ملازمت اور اجارہ سے بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی کھائے۔ نیز یہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آدمی دوسروں کے ہدایا اور تبرعات پر اعتماد کرے۔

اسی لئے حضرت مقدام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس آدمی سے بہتر کسی نے نہیں کھایا جس نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا۔ (صفحہ ۲۷۸)

کون سی کمائی بہتر ہے؟

حضرت رافع بن خدیج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا کون سی کمائی بہتر ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھانا۔ (یعنی صنعت وحرفت کے ذریعہ مال حاصل کرنا، جیسے کپڑا بننا، برتن بنانا، لکڑی کا کام کرنا وغیرہ)۔ (بیہقی صفحہ ۲۶۳، مشکوۃ صفحہ ۲۴۲)

اور بیع مبرور، یعنی مشروع طریقہ سے خریدنا بیچنا۔ (بیہقی صفحہ ۲۶۳، مشکوۃ صفحہ ۲۴۲)

فَائِدَہ: بیع مبرور اور مشروع کا مطلب یہ ہے کہ احکام خداوندی کی رعایت کے ساتھ کرنا۔ شریعت سے جو طریقہ ممنوع ہے اس سے بچنا۔ مثلاً دھوکہ نہ دینا، سودی طریقہ اختیار نہ کرنا، فاسد معاملہ نہ کرنا، مشتبہ امور سے بچنا وغیرہ۔

سچے تاجروں کا مقام

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سچے تاجروں کا حشر قیامت میں

شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (سنن کبری صفحہ ۲۶۶، ترغیب صفحہ ۵۸۵)

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا سچے تاجروں کا مقام حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، جامع صغیر صفحہ ۲۰۳)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سچے تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ (جامع صغیر صفحہ ۲۰۳، ترغیب صفحہ ۵۸۵)

فَائِدَہ: حلال اور شریعت کے موافق سچائی اور دیانت داری کے ساتھ تجارت ایک مشکل ترین امر ہے۔ مال اور اس کے نفع کے مقابلہ میں بسا اوقات انسان شریعت کی حدود اور کبھی اخلاقی امور کی رعایت نہیں کر پاتا ہے۔ خصوصاً آج کل کے دور میں اس لئے اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جو دیانت داری اور سچائی سے اس خرید وفروخت کے معاملہ کو چلائے گا اور شریعت کے جائز اور ناجائز امور کی رعایت کرے گا محض مال اور نفع کو بنیاد نہیں بنائے گا تو ایسے تاجروں کا یہ قابل رشک انجام ہوگا۔

سب سے پہلے جنت میں کون؟

حضرت ابوذر اور حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے روایت ہے کہ "سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا۔" (کنز العمال صفحہ ۹۲۴۵)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ سچے تاجر کو جنت میں جانے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (کنز العمال صفحہ ۹۲۱۹)

کمائی کے پاکیزہ ہونے کے اوصاف

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کسی میں یہ چار باتیں پائی جائیں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوگی۔

۱. خریدے تو برائی نہ بیان کرے۔
۲. فروخت کرے تو تعریف نہ کرے۔
۳. کسی کی کو نہ چھپائے۔
۴. درمیان میں قسم نہ کھائے۔

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے:

تاجروں کی کمائی میں بہتر و پاک وہ ہے۔ (جس میں یہ بات ہو) بولے تو جھوٹ نہ بولے۔ امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے۔ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے۔ خریدے تو برائی نہ بیان کرے۔ بیچے تو تعریف نہ

کرے۔ ان کے ذمہ دینا ہو تو ٹال مٹول نہ کرے۔ لینا ہو تو اس میں تنگی (جھجک) نہ کرے۔

فَائِدَہ: اس حدیث پاک میں کمائی اور نیک تاجروں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں:

❶ خریدتے وقت برائی کا مطلب یہ ہے کہ عموماً تاجر جب کسی سے کچھ خریدتے ہیں تو ضرور اس میں نقص نکالتے ہیں کہ اچھا نہیں ہے۔ اس میں فلاں فلاں کمی ہے تاکہ وہ اس کی قیمت کم کر دے یا متاثر ہو کر گھاٹا کھا کر بیچنے پر راضی ہو جائے۔

❷ فروخت کرتے وقت تعریف کا مطلب یہ ہے کہ کیسا ہی سامان ہو، اس کی بے حد خوبی اور اچھائی بیان کریں گے تاکہ خریدار کسی طرح متاثر ہو کر مال لے لے اور اس کا مال بک کر کے اسے نفع حاصل ہو اور خریدار اس کی بات سے متاثر ہو کر اس وقت لے لیتا ہے پھر بعد میں افسوس کرتا ہے کہ اس کے کہنے سے پھنس گیا۔

خیال رہے کہ تاجر چیز کی اچھائی یا برائی جو حقیقت میں ہو اگر بیان کرتا ہے تو یہ ممنوع نہیں کہ یہ ضروری ہے۔

اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اس کے کہنے سے متاثر ہو کر خریدے یا بیچ دے اور بعد میں افسوس ہو کہ اس کے کہنے سے دھوکہ ہو گیا ایسا نہ ہو۔

ادائیگی پر ٹال مٹول کا مطلب یہ ہے کہ تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی حق نکلتا ہے تو جلدی نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ کل لے جانا، پرسوں لے جانا، فرصت کے وقت آنا۔ تاکہ اس کی جیب اور خزانہ جلد نہ خالی ہو۔ سو یہ بھی بہت بری عادت ہے۔ دوسروں کی ضرورت رکی رہتی ہے اور پریشانی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے ظلم اور گناہ فرمایا ہے۔ خدائے پاک ہی ان امور سے بچائے۔ (آمین)

تجارت صنعت سے بہتر ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا رزق کے بیس دروازے ہیں، انیس اس میں سے تجارت کے لئے ہیں اور ایک اس میں سے زرگری کے لئے ہے۔ (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۴)

فَائِدَہ: اس سے تجارت کی اہمیت اور وسعت کا پتہ چلتا ہے

تجارت بہتر ہے یا زراعت؟

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ مال کمانے اور حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں۔ ① زراعت ② تجارت ③ صنعت و حرفت۔ ان تینوں میں کون بہتر ہے آئمہ کرام و علمائے عظام کا اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی تجارت کو افضل قرار دیتے ہیں۔ کسی نے کہا زراعت افضل ہے کہ یہ توکل کے زیادہ قریب ہے۔ امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کہا کہ بخاری کی حدیث نے زراعت اور صنعت و

حرفت کو ترجیح دی ہے کہ ان دونوں کا تعلق عمل ید کسب ید سے ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ اس میں عام انسانوں کا فائدہ ہے۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۱۸۶)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک موقع پر ذکر کیا ہے کہ بعضوں نے تجارت کو افضل قرار دیا ہے مگر بیشتر احادیث زراعت اور ہاتھ کی کمائی پر فضیلت کو ثابت کرتی ہیں۔

کون سی تجارت بہتر ہے؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اگر اہل جنت کو تجارت کا موقع اور اس کی اجازت دی جاتی تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۶۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے یا عطر کی تجارت بہتر ہے۔ اسلاف و اکابرین کی ایک جماعت نے بزازی کا مشغلہ اختیار کیا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ بھی اس شرف کے حامل تھے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی ایک حدیث میں ہے۔ ''تم پر کپڑے کی تجارت لازم ہے۔'' (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۱)

مسند دیلمی میں حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اگر جنت میں تجارت کی اجازت ہوتی تو لوگ کپڑے بیچتے۔ (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۳)

ایک روایت میں ہے کہ اگر جنت میں تجارت کی اجازت ہوتی تو میں کپڑے کی تجارت کا حکم دیتا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کپڑے کے تاجر تھے۔ (کنز جلد ۴ صفحہ ۳۳)

بہترین ذریعۂ معاش کیا ہے؟

حضرت جمیع ابن عمیر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے معلوم کیا گیا کہ بہترین کمائی کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بیع مبرور اور ہاتھ کی کمائی۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۲۳)

فَائِدَہ: اس حدیث پاک میں بیع مبرور کو افضل کسب قرار دیا گیا ہے دراصل یہ فضیلت الگ الگ حالتوں کے اعتبار سے ہے۔ کسی وقت یا کسی شخص کے لئے بیع مبرور کی فضیلت ہے کسی کی ہاتھ کی کمائی میں ہے۔

بیع مبرور کا مطلب یہ ہے کہ خرید و فروخت محض مال حاصل کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ سچائی اور دیانت داری کے ساتھ حلال مال حاصل کرنا اور دیئے گئے حقوق کو ادا کرنا ہو۔

بہترین رزق

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر، ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو گزارے کے لئے کافی ہو۔ (ترغیب صفحہ ۵۳۷)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کی طرف چلو۔ یقیناً تھوڑا اور کافی بہتر ہے اس زائد سے جو غفلت میں ڈال دے۔ (مسند احمد، ترغیب جلد۲ صفحہ۳۲۷)

فَائِدَہ: بقدر کفاف رزق اتنا مال ہو کہ ضرورت پوری ہو جاتی ہو۔ پریشانی اور دوسرے کی محتاجگی اور سوال کی نوبت نہ آئے، قابل تعریف ہے۔ حدیث پاک میں اس کی فضیلت مذکور ہے۔ مال کی وسعت اور فراوانی اکثر گناہ اور غفلت کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے یہ محمود نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے اہل وعیال کے لئے بقدر کفاف رزق کی دعا کی ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا بھی اکثر یہی حال رہتا ہے۔

کپڑے اور عطر کی تجارت اہل جنت کی تجارت

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر خدائے پاک اہل جنت کو تجارت کی اجازت دیتا تو وہ لوگ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے اور عطر کی تجارت افضل ترین تجارت ہے۔

صنعت وحرفت کی فضیلت

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حلال کمائی جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ صنعت وحرفت کو پسند کرتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۱۶۲)

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حرفت اختیار کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۷۳)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک جوان کے زہد اور تقویٰ کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ (ہاں) اگر وہ صنعت وحرفت سے کماتا ہو۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۲۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی صنعت وحرفت کے ذریعہ سے کما کر زندگی گزارنا ملازمت سے بہتر ہے۔ حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ذریعۂ معاش بھی صنعت وحرفت اور ہاتھ کی کمائی تھا۔

بڑھئی کا پیشہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَامُ بڑھئی تھے۔ (ابن ماجہ نمبر۲۷۷)

زراعت اور کھیتی کی فضیلت

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کوئی پودا بوتا ہے یا کھیتی کرتا ہے

اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی جانور بھی کھاتا ہے تو اس کے حق میں صدقہ لکھا جاتا ہے۔

(بخاری، عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی پودا یا درخت بوتا ہے تو جس مقدار میں وہ نکلتا ہے (یعنی پھلتا اور پھولتا ہے) اسی مقدار نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے۔

(عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۷۰)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی پودا یا درخت بوتا ہے اس سے جو مخلوق بھی یا آدمی فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کے حق میں یہ صدقہ ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۷۰)

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اے اہل قریش! تم ایسی جگہ ہو، جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ پس کھیتی کرو، کھیتی مبارک چیز ہے۔"

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۲۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسانی کا پیشہ نہایت بابرکت ہے۔ اس سے پوری دنیا کی غذائی ضرورت پوری ہوتی ہے جو کس قدر ثواب کی بات ہے اور خوبی کی بات یہ کہ بلانیت وصدقہ کے اس کو صدقہ کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

کھیتی سے کوئی بھی کھالے یا چرالے تو ثواب

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی پودا بوتا ہے اس سے کوئی کھالے تو ثواب، چرالے تو ثواب، درندے کھالیں تو صدقہ کا ثواب، پرندے کھالیں تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (عمدہ القاری جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

بونے کی تاکید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی کے ہاتھ میں بونے کے لئے کوئی پودا ہو اور قیامت آجائے اور وہ بو سکے تو بونے سے پہلے کھڑا نہ ہو۔ (عمدہ القاری جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۴)

صدقۂ جاریہ ہے

حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کوئی تعمیر کرے جو ظلماً یا ناحق نہ ہو یا کوئی درخت بوئے جو ناحق یا ظلماً نہ ہو تو جب تک خدا کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھاتی رہتی ہے اس کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ (مسند احمد، عمدہ القاری جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۵)

مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے کی زمین پر ناجائز طریقہ سے نہ ہو تو اس کا ثواب صدقۂ جاریہ کے طور پر ملتا

رہتا ہے۔

خوش حالی اور فراوانی مقبولیت کی علامت نہیں

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ پاک نے تمہارے درمیان رزق (مال) کو تقسیم فرمایا ہے۔ اللہ پاک دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی جس سے محبت نہیں کرتا اور اللہ پاک دین نہیں دیتا مگر صرف اسی کو جس سے محبت کرتا ہے، پس اللہ پاک نے جسے دین دیا اس سے محبت فرمائی۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۳۱، حاکم جلد۱ صفحہ۳۳)

مال کی فراوانی کا انجام

ضمرہ ابن حبیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے افکار زیادہ ہوں گے اور جس کا فکر زیادہ ہوگا اس کا دل ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا۔ ایسے شخص کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں کہ کدھر جائے گا اور جس شخص نے ایک فکر (آخرت) اختیار کر لی، اللہ پاک اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔ (حاکم صفحہ۳۲۹، ابن ماجہ نمبر ۴۱۰۶)

جائیداد کی زیادتی میں نہ پڑے

حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا زیادہ جائیداد کے جھمیلوں میں نہ پڑو کہ دنیا میں پھنسے رہو۔ (حاکم جلد۳ صفحہ۳۲۲، ترمذی نمبر ۲۳۲۸، ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۲۶)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ جائیداد کی کثرت اس میں مصروفیت پیدا کرتی ہے اور اس سے انسان دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے زاہدین کی جماعت نے مکروہ قرار دیا ہے۔

(عمدۃ القاری جلد۱۲ صفحہ۱۵۶)

واقعۃً جائیداد اور اسباب کی کثرت انسان کو خدا کی عبادت اور آخرت کی تیاری سے محروم کر دیتی ہے۔ مؤمن کے لئے اس دنیا سے کیا فائدہ جو آخرت کے خسارہ یا آخرت کے اعمال ذکر، عبادت، تلاوت و دینی کاموں میں رکاوٹ کا باعث بنے۔

جسے خدا نے حقیقی عقل دی ہے وہی اس کے فوائد و نقصان کو سمجھ سکتے ہیں۔ ورنہ عوام تو عوام، خواص کے سمجھ میں نہیں آتی۔ ہاں! اگر اسباب دنیا کی کثرت یاد خدا سے غفلت کا سبب نہ ہو بلکہ خدمت دین صدقہ و ہدایا کا باعث ہو، مدارس، مکاتب، دینی مواقع، اہل اللہ اور دینداروں پر خرچ ہوتا ہو تو پھر یہ محمود اور مطلوب ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق احادیث پاک میں تعریف ہے۔ "نِعْمَ الْمَالُ لِرَجُلٍ صَالِحٍ" نیک و صالح لوگوں کے لئے مال بہترین شے ہے۔

خلاف شریعت معاش سے بچے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بلایا اور فرمایا۔ قریب آ جاؤ۔ لوگ قریب آئے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ رب العالمین کے قاصد حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہیں۔ انہوں نے یہ وحی لائی ہے کہ کسی جان کو موت نہیں آ سکتی جب تک وہ اپنے رزق کو پورا نہ کر لے۔ اگر دیر ہو جائے تو اللہ سے خوف کرو اور تلاش رزق میں سنجیدگی اختیار کرو۔ رزق کی تاخیر تمہیں خدا کی نافرمانی گناہ پر آمادہ نہ کرے۔ کیونکہ اللہ کے پاس جو ہے اسے طاعت کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۳۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ طیب معاش میں اگر معاش حاصل نہ ہو، اور اسباب معیشت کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے تنگی ہو تو پریشان ہو کر خلاف شریعت راستہ سے رزق حاصل نہ کرے۔ کسی ناجائز کسب یا کسب میں ناجائز امور کو اختیار نہ کرے کہ دنیا میں بے برکتی، پریشانی اور آخرت میں وبال جان بن جائے۔ حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تنگی اور عسر آ جائے تو اللہ کی فرماں برداری اور اطاعت ہی کے ذریعہ اسے حاصل کرو۔ (جلد۲ صفحہ ۵۲۶)

فائدہ: بہت مرتبہ دیکھا جاتا ہے کہ شریعت کے موافق تلاش معاش میں کامیاب نہیں ہوتا تو گناہ اور ناجائز راستہ سے طلب معاش میں لگ جاتا ہے۔ سو ایسی حرکت نہ کرے۔ مثلاً سچ بولنے سے مال نہیں بکتا ہے تو جھوٹ اور فریب سے مال فروخت کر کے نکل جاتا ہے، ایسا نہ کرے، صبر کرے خدا کی نصرت ہوگی۔ قرآن پاک میں ہے:

"جو تقویٰ اختیار کرے گا خدا اسے بے گمان رزق دے گا۔"

حصول معاش میں سنجیدگی اختیار کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! غناء کا تعلق اسباب و سامان کی زیادتی سے نہیں ہے اصل غناء دل کا غناء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو رزق لکھ دیا ہے وہ بندے کو دے کر رہتا ہے۔ لہٰذا رزق کی تلاش میں سنجیدگی اور متانت اختیار کرو۔ حلال کو اختیار کرو اور حرام کو چھوڑ دو۔

(ابو یعلی ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۳۵)

تلاش روزی میں حیران و سرگرداں نہ ہو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! خدا سے ڈرو، روزی کو اچھی طرح (اطمینان اور عزت سے) تلاش کرو۔ کوئی جان اس وقت تک مر نہیں سکتی جب تک کہ

پورا رزق (مقسوم) وصول نہ کرے، گو تاخیر ہو جائے۔ خدا سے ڈرو اور تلاش رزق میں بہتر طریقہ (شریعت کے مطابق) حاصل کرو۔ حلال کو حاصل کرو اور حرام کو چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ نمبر ۲۱۴۴)

قربِ قیامت میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ مال حاصل کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ نہ کریں گے۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ ۲۷، مسند احمد صفحہ ۴۳۰)

فائدہ: بس مقصد یہ ہوگا کہ مال آجائے تاکہ عیش و راحت نصیب ہو اور اس مال کے حاصل کرنے میں وہ شریعت کے قانون کو نہ دیکھے گا۔ آج امت کا یہی حال ہے وہ تجارت اور مال میں حرام وحلال کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔

ایک لقمہ حرام سے چالیس دن کی نماز ودعا قبول نہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس شخص نے ایک لقمہ حرام کھایا اس کی چالیس دن تک کی نماز قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی چالیس دن تک کی دعا قبول کی جائے گی۔

(کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس کا کچھ بھی باقی رہے۔

(کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۴)

مال حرام کے صدقہ وخیرات میں بھی ثواب نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال حرام جمع کرے اور صدقہ خیرات کرے اس کا کوئی ثواب نہ ہوگا اور اس کا گناہ ہوگا۔ (ابن حبان، کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مال حرام جمع کرنے والا تم کو رشک میں نہ ڈال دے کہ صدقہ کرے تو قبول نہ ہو۔ رکھ چھوڑے تو جہنم کا توشہ بنے۔ (حاکم، کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ (مال حرام) اگر خرچ کرے (اہل و عیال پر) یا صدقہ وخیرات کرے تو ثواب نہ پائے، روک کر رکھے تو برکت نہ ہو، چھوڑ کر مرجائے تو جہنم کا سبب بنے۔ (طبرانی، کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۷)

فائدہ: بہت سے مالداروں کو دیکھا گیا ہے، خلاف شرع ناجائز مال خوب جمع کرتے ہیں اور مسجد، مدرسہ میں اور دین کی طرف منسوب کام میں خوب خرچ کرتے ہیں۔ لوگ اس سے متاثر بھی ہوتے ہیں۔ مال والا بھی یہ

سمجھتا ہے کہ دینی لائن میں خرچ کرنا حرام کا کفارہ بن جائے گا۔ سو اس حدیث پاک سے ایسے خیال کی تردید ہوتی ہے۔ ثواب ہی نہیں، قبول ہی نہیں بلکہ مال حرام کے حاصل کرنے کا شدید گناہ سر پر رہے گا اور یہ صدقہ خیرات کام نہ دے گا۔ خلاف شرع مال جمع کرنے اور صدقہ خیرات کرنے والے غور کریں۔

مال حرام کا انجام

حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مال حرام حاصل کرتا ہے۔ اگر پاس رکھے رہا تو برکت نہ ہوگی۔ خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے۔ اگر چھوڑ کر مرگیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ ۱۸)

مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

سعید بن جبیر رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مال کو برباد وضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بربادی یہ ہے کہ اللہ پاک حلال کمائی سے نوازے اور اسے اللہ کے حرام کردہ راستہ میں خرچ کیا جائے۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ ۵۲)

فَائِدَہ: مال خدائے پاک کی نعمت ہے۔ گناہ میں اور اس کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف خرچ کرنا ناشکری ہے اور ناشکری نعمت کو گھٹاتی ہے اور اس سے محروم کرتی ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مال کی فراوانی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی ہوتی ہے اور پھر یہ نافرمانی مال کی بے برکتی، مصیبت و حادثہ کی آمد، تنگی و غربت کا سبب ہوتا ہے۔ جس کا احساس نہیں ہوتا۔

کس مال میں برکت ہے؟

حضرت خولہ بنت قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ "یہ مال شیریں وشاداب ہے جو اسے جائز اور صحیح طور سے حاصل کرے گا، برکت دی جائے گی۔"

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جو مال کو اس کے حق (شرعی قاعدہ) کے ساتھ حاصل کرے گا اسے برکت دی جائے گی اور جو ناحق (خلاف شرع طور سے) حاصل کرے گا تو اس کی مثال اس طرح ہے جو کھائے پیٹ نہ بھرے، یعنی مال سے فائدہ حاصل نہ ہوگا، پریشانی بڑھے گی اور پتہ نہیں چلے گا کہاں سے آیا اور کہاں گیا۔ (اصلاح المال، ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ ۱۳)

دین وشریعت پر عمل مالداری سے بڑھ کر ہے

حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے لوگوں کے

درمیان رزق تقسیم فرما دیا ہے، اور اللہ پاک نے دنیا اسے بھی دی ہے جس سے وہ محبت کرتے ہیں اور اسے بھی دیا ہے جس سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ اور دین صرف اسی کو دیا ہے جس کو محبوب رکھتے ہیں۔ پس جسے خدائے پاک نے دین سے نوازا ہے بس وہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ (ابن ابی الدنیا جلد۲ صفحہ۳۱، حاکم جلد۱ صفحہ۳۳)

فَائِدَہ: اس سے واضح ہوا کہ مال محبوبیت کی علامت نہیں ہے۔ اگر خدا نے دین اور شریعت پر عمل سے نوازا ہے تو بہت بڑی دولت ہے۔ مال کے پیچھے نہ لگے اور نہ افسوس کرے۔

ترغیب وفضائل

بازار میں جانا اور خرید وفروخت کرنا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بازار گیا آپ کپڑا فروش کے پاس تشریف فرما ہوئے اور چار درہم میں ایک پاجامہ خریدا۔ (مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی نے (یمن کے مقام) ہجر سے کپڑا لاکر اس کی تجارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور پاجامہ کا بھاؤ کیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۳، ابن ماجہ صفحہ ۱۶۱)

حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سوق نبیط تشریف لے گئے اور دیکھنے کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارا بازار نہیں ہے۔ پھر ایک دوسرے بازار تشریف لے گئے اور فرمایا یہ تمہارا بازار نہیں۔ پھر لوٹ آئے اور فرمایا یہ تمہارا بازار ہے نہ ان کا کچھ کم کیا جائے اور نہ ان پر کوئی ٹیکس لگایا جائے۔

فائدہ: آپ نے جو فرمایا کہ ''تمہارا بازار نہیں ہے'' اس کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ یہاں دھوکا وغیرہ بہت ہے۔ صحیح سامان اور قیمت کا اندازہ مشکل ہے۔ اس لئے یہاں نہ خریدا جائے اور ''کم نہ کیا جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ جو بازار کے منتظم ہوتے ہیں وہ ٹیکس اور چنگی وغیرہ کے طور پر بیچنے والے کا کچھ سامان لے لیتے ہیں، یہ ظلم ہے اور شرعاً ناجائز ہے۔ اسی طرح نقد ٹیکس لینا بھی جائز نہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ (بازار میں) ایک شخص کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ میں ہاتھ ڈالا، تو اس نے دھوکہ کر رکھا تھا۔ (یعنی اوپر اچھا تھا اور اندر خراب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دھوکہ دے ہم میں سے نہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۶۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے تو ایک شخص نے آپ کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو نکلے نہ آپ نے مجھ سے گفتگو کی نہ میں نے آپ سے۔ یہاں تک کہ بنی قینقاع بازار آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے سامنے بیٹھ گئے۔ (بخاری مختصراً جلد ۱ صفحہ ۲۸۵)

فائدہ: ان روایتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بازار تشریف لے جانا اور حسب ضرورت سامان خریدنا معلوم ہوا۔

یہی بازار جانا تو کفار کے نزدیک باعث اعتراض ہوا تھا۔

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ مشرکین نے آپ کو عار اور شرم دلائی کہ یہ کیسے خدا کے رسول اور پیغمبر ہیں کہ جو کھانے اور پینے کے محتاج ہیں اور بازار بھی آتے جاتے ہیں۔ (یعنی اپنی ضرورت کے سامان کی خریداری کے لئے بازار خود جاتے ہیں۔ کوئی خادم، نوکر چاکر نہیں، جو ان کا سامان لا دیا کرے) آپ اس واقعہ سے سخت غمگین ہوئے۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے اور فرمایا خدائے پاک آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ آیت "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ" پیش کرتے ہیں یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول و پیغمبر آئے ہیں ان کو کھانے اور پینے کی ضرورت ہوئی اور بازاروں میں ان کا (سامان معیشت خریدنے کے لئے) جانا ہوتا رہا۔ یعنی یہ بتا کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تسلی دی گئی۔ (جلد ۷ صفحہ ۱۱۲)

ضرورت سے بازار جانا تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت

ابن ابی حاتم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حضرت قتادہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پہلے تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بازاروں میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ (الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۲۴۳)

فَائِدَہ: یعنی اپنی ضرورت کا سامان بازار سے جا کر لانے کو وقار اور شرافت کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔ جیسا کہ بعض لوگ بازار جانا شان اور وقار کے خلاف سمجھتے ہیں۔

اہل علم اور مقتدیٰ حضرات کا بازار جانا

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے "عمدۃ القاری" میں امام بخاری کے باب **"ما ذکر فی الاسواق"** کے تحت ابن بطال کا قول ذکر کیا ہے کہ اس سے امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا مقصد اہل فضل و شرف کا بازار میں جانا ثابت کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بازار باوجودیکہ "شر البقاع" ہے لیکن پھر بھی انبیاء اور صلحاء کا ضرورت سے بازار جانا ثابت ہے۔ (جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۵)

اسی طرح امام بخاری نے **"شری الامام الحوائج بنفسه"** کا باب قائم کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امام کا جلالت شان کے باوجود حاجت ضروریہ کے لئے بازار جانا شرافت کے خلاف یا خلاف تقویٰ نہیں۔

عموماً دیہاتوں اور قصبوں کے بازار میں جہاں منکرات اور فواحش نہیں ہوتے یا بہت کم ہوتے ہیں اور عورتوں کا بھی فتنہ نہیں ہوتا۔ ضرورت سے جانا یقیناً تواضع اور سنت کی اتباع ہوگی۔

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ بڑے اور اونچے مرتبہ والوں کا خود سے سامان خریدنا۔ باوجودیکہ ان کے خدام ہوں، سنت اور تواضع و مسکنت کا اظہار ہے۔ حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ اور اسلاف صالحین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا طریق ہے۔

بعض اہل فضل کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بازار جانا شان اور مرتبہ کے خلاف سمجھتے ہیں، اس لئے خدام اور متعلقین سے یہ کام لیتے ہیں اور اس میں وہ اپنا وقار اور شان محسوس کرتے ہیں، شاید اس کا سبب کبر و عجب ہو، جسے اہل بصیرت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

خیال رہے کہ وقار و عزت اور فضیلت سنت کی اتباع میں ہے نہ کہ متکبرین اور رؤسا کی اتباع میں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ مالدار اور سیاسی اقتدار والے خود سے بازار جانا شان اور مرتبہ کے خلاف اور اسے عیب سمجھتے ہیں۔

واضح ہو کہ بعض لوگ اسے دیانت اور تقویٰ کے بھی خلاف سمجھتے ہیں۔ سو ولایت اور تقرب کے امور سنت سے ہٹ کر نہیں ہو سکتے۔

ضرورت کا سامان خود خریدنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خریدا اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک بت پرست بکری لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بکری خریدی۔ (بخاری صفحہ ۲۸۱)

فائدہ: آپ نے خود بھی خرید فرمایا ہے اور کبھی خادم وکیل کی معرفت بھی خرید فرمائی ہے۔ حسب حال اور وقت دونوں سنت ہے۔

فروخت کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریداری زائد کی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید و فروخت دونوں کا معاملہ کیا ہے۔ رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خریداری بمقابلہ فروختگی زائد ہے۔ ہجرت کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شے کے فروخت کرنے کا معاملہ بس شاذ و نادر ہی ہے۔ (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

آج کل شہروں کے بازاروں کا حکم

خیال رہے کہ بازار میں ضرورت سے جانا اور سامان وغیرہ کی خرید و فروخت خود سے کرنا سنت اور تواضع و مسکنت ہے۔ لیکن اگر بازار میں منکرات اور عریانیت ہو۔ نظر وغیرہ کی حفاظت نہ ہو سکتی ہو یا عورتیں حد درجہ بے حیائی کرتی پھرتی ہوں تو ایسی حالت میں بازار نہ جانا ہی بہتر ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”الجامع لاحکام القرآن“ میں لکھا ہے:

”مَهْمَا كَثُرَ الْبَاطِلُ فِي الْأَسْوَاقِ وَظَهَرَتْ فِيهَا الْمَنَاكِيرُ كُرِهَ دُخُولُهَا لِأَرْبَابِ الْفَضْلِ وَالْمُقْتَدىٰ بِهِمْ“ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۷ صفحہ ۱۶)

اس سے معلوم ہوا وہ اہل علم جو مقتدی اور مشیخت کے مقام پر ہوں۔ ان کے لئے بازار میں خرید و فروخت جب کہ بے حیائی اور بے پردگی کا غلبہ ہو مکروہ ہے۔

چنانچہ وہ اس مسئلہ پر مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اہل علم مشائخ نے کہا کہ کتابوں اور ہتھیار کے بازار کے علاوہ میں نہ جائے۔ امام قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اپنی رائے لکھتے ہیں کہ ضرورت پر بازار چلا جائے مگر وہاں کھائے پیئے نہیں چونکہ یہ مروت اور وقار کے خلاف ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بازار میں ناشتہ اور چائے پینے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ اہل علم و فضل کے مقام کے مناسب نہیں کہ وہاں ہر طبقہ کے لوگوں کا مجمع ہوتا ہے۔

علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ جن بازاروں میں فواحش اور عورتوں کی ایک بھیڑ ہوتی ہے۔ اس کو اس زمانہ کا منکر قرار دیتے ہوئے اس میں جانے کے قائل نہیں:

"حتی تری المراة فی القیساریات وغیرهن قاعدة متبرجة بزینتها وهذا من المنکر الفاشی فی زماننا هذا" (جلد ۷ صفحہ ۲۲)

جب علامہ قرطبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ ساتویں صدی کے بازاروں کا یہ حال بتا رہے ہیں تو اس دور میں بازاروں میں منکرات فواحش اور عورتوں کا کتنا فتنہ ہو سکتا ہے۔ کتنی بے حیائی اور عریانیت ہو سکتی ہے۔ اہل بصیرت پر مخفی نہیں اس لئے آج کل شہروں کے بازاروں سے حتی الوسع احتیاط چاہئے تاکہ کم از کم نگاہوں کی حفاظت ہو سکے۔

خرید وفروخت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند قیمتی ارشادات

خرید وفروخت میں نرمی اور خوش اخلاقی کا حکم اور اس کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک خرید وفروخت اور فیصلے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری صفحہ ۲۷۸، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معاملات میں) نرمی اختیار کرو۔ تمہارے ساتھ نرمی کی جائے گی۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل ایمان میں افضل وہ آدمی ہے جو خریدے تو نرمی اختیار کرے۔ بیچے تو نرمی سے بیچے، فیصلہ کرے تو نرمی سے فیصلہ کرے۔ فیصلہ لے تو نرمی سے لے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

فائدہ: اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ معاملات اور لین دین میں نرمی، خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے۔ مثلاً خریدار کہے اسے بدل دو، یا دوسرا دو یا اس سے اچھا دو تو بگڑے نہیں، انکار نہ کرے، اگر مبیع چنے تو اس پر نکیر نہ کرے بلکہ اس کو خوشی سے لینے کا موقعہ دے، جھڑکے نہیں۔ ایسا شخص اللہ کو محبوب ہے۔ اور ایسے احوال جنتی کے احوال ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے ایک ایسے شخص کو جنت میں داخل فرما دیا جو خرید وفروخت اور فیصلے میں لوگوں کے ساتھ درگزر اور نرمی کرنے والا تھا۔ (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۳۰۷)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ تاجروں اور دکانداروں کو لوگوں کے ساتھ درگزر، نرمی اور خوش اخلاقی کا معاملہ کرنا سنت اور ثواب عظیم کا باعث ہے۔

کاروبار اور تجارت میں برکت اور وسعت کیسے ہو؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے رزق میں برکت چاہے یا اپنی وفات کے بعد ذکر خیر چاہے، تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہئے اور چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۷۷)

فَائِدَہ: یعنی جس شخص کو تجارت میں یا اور کسی معاملہ میں برکت اور وسعت چاہئے تو اسے چاہئے کہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مقصد یہ ہے کہ برکت رزق کے لئے کون سا عمل کرے۔ حدیث پاک میں اس کا جواب ہے۔ امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ نے کتاب البیوع میں اسے ذکر کر کے بیوع میں سبب برکت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۰)

ایک حدیث میں ہے کہ رزق میں زیادتی نہیں ہوتی مگر صلہ رحمی سے۔

داؤد بن عیسیٰ رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ نے بیان کیا کہ تورات میں یہ لکھا ہے کہ حسن سلوک، حسن اخلاق اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھائی گھروں کو آباد، مال کو زائد اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔ خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

(عمدۃ القاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۱)

اگر تجارت سچائی اور دیانت داری کے ساتھ نہ ہو تو برا حشر

حضرت رفاعہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے نقل کرتے ہیں کہ تاجر لوگ قیامت میں تاجر اور بدکار اٹھائے جائیں گے۔ سوائے ان کے جنہوں نے اپنی تجارت میں سچائی اور دیانت اختیار کیا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۵۵، ترمذی صفحہ ۱۵۵)

فَائِدَہ: عموماً تاجر لوگ اس فکر میں رہتے ہیں کہ محض دنیاوی نفع زیادہ سے زیادہ ہو جائے، آخرت برباد ہو، اس کا خیال نہیں کرتے کہ یہ تجارت، خرید و فروخت شریعت اور حکم خداوندی کے مطابق ہے یا نہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے تنبیہ کی گئی ہے کہ قیامت میں ان کا حشر بدکار مجرموں کی طرح ہوگا اور ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا۔ لہٰذا ایسے برے حشر سے بچنے کے لئے دنیا میں شریعت کے مطابق تجارت کرے کہ سچے اور دیانت دار تاجروں کا حشر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ہبہ اور ہدیہ پر گزر کرنے کے مقابلہ میں کسب افضل ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینہ آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمارے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارگی فرما دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں بہت مالدار ہوں، میں نصف مال تم کو دیتا ہوں اور میری جس بیوی کو تم پسند کرو، میں طلاق دیتا ہوں۔ تم اس سے شادی کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یہاں کوئی بازار ہو تو بتا دو جس میں تجارت ہو سکے۔ انہوں نے بازار قینقاع بتا دیا۔ چنانچہ پنیر اور گھی کی تجارت میں لگ گئے۔ (بخاری مختصر ا صفحہ ۲۷۵)

فَائِدَہ: اس روایت میں حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ نے بجائے ہدایا اور احسان کے بازار میں جا کر خرید و فروخت کے ذریعہ مال حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ اس پر حافظ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ اس سے تجارت

وغیرہ میں لگ کر مال کا حاصل کرنا ہدایا وغیرہ پر اکتفا سے افضل ہے۔ (جلد۴ صفحہ ۲۹۰)

یہی سنت اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کا راستہ ہے۔

مقدام بن معدیکرب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ

حبیب بن عبیدہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ حضرت مقدام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے یہاں ایک باندی تھی جو دودھ فروخت کرتی تھی اور اس کی قیمت حضرت مقدام لیتے تھے۔ اس پر بعض لوگوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا کہ آپ دودھ فروخت کراتے ہیں اور اس کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ (یعنی دنیا حاصل کرتے ہیں) انہوں نے کہا ہاں! میں ایسا کرتا ہوں اور اس (دنیا کمانے) میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے درہم و دینار کے انہیں کچھ نفع نہ دے گا۔

(مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ ۶۸)

آخری زمانہ میں مال اختیار کرنے کا حکم

حضرت مقدام بن معدیکرب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا آخری زمانہ میں لوگوں کو دراہم و دنانیر (روپیہ پیسہ) ضروری ہوگا کہ وہ اس کے ذریعہ سے اپنی دنیا اور دین کو درست رکھ سکیں۔

(مجمع جلد۴ صفحہ ۶۸)

فَائِدَہ: ایک تو اس وجہ سے کہ بیت المال کا انتظام نہ رہے گا۔ دوسری اس وجہ سے کہ لوگوں میں ایک دوسرے کی اعانت ونصرت کا اور کام آنے کا جذبہ ختم ہو جائے گا۔ ہر شخص اپنی عیش و راحت کی فکر میں رہے گا۔ لہٰذا دینی ضرورت میں اس کا کوئی خیال نہ کرے گا۔ ایسی حالت میں اگر اس کے پاس کچھ بھی دنیا نہ ہوگی تو اس کے دین میں بھی رخنہ پڑے گا اور دنیاوی پریشانی موجب ہلاکت ہوگی۔

آج کل اس دور میں اپنی دینی ضرورت کی کفالت کے لئے بقدر ضرورت دنیا ہر اہل دین کے لئے ضروری ہے تاکہ وہ دنیا داروں کا محتاج نہ رہے۔

تقویٰ کے ساتھ مال بہترین شئے ہے

عبداللہ بن خبیب نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اس مالداری میں کوئی حرج نہیں جو خوف وتقویٰ خداوندی کے ساتھ ہو۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۲۴)

فَائِدَہ: خوف وتقویٰ کے ساتھ مالداری بہترین نعمت خداوندی ہے کہ اس سے بندگان خدا کی خدمت کا موقع ملتا ہے۔ جب یہ مال کے حقوق ادا کرتا ہے تو فقراء ومساکین اور اہل ضرورت کی اعانت ہوتی ہے۔ دین پر مال خرچ کرنے کی وجہ سے دین اور اہل دین کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی دنیا بھی اچھی گزرتی ہے اور آخرت کی تعمیر کا

بھی خوب موقع ملتا ہے۔اس لئے حدیث پاک میں ہے۔"نِعْمَ الْمَالُ لِرَجُلٍ صَالِحٍ" نیک آدمی کے لئے مال کیا ہی بہترین شئے ہے۔

بازار میں کب جائے اور کب آئے؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان صبح کے وقت اپنا جھنڈا لیتا ہے اور سب سے پہلے داخل ہونے والے کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہمراہ آتا ہے۔ (ابن ماجہ، مجمع الزوائد صفحہ ۸۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بازار میں اول داخل ہونے والا اور آخر میں آنے والا نہ ہو۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۸۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کو نماز کے لئے جاتا ہے تو ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے اور جو صبح کو بازار جاتا ہے تو ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ بازار جاتا ہے۔

(ابن ماجہ نمبر ۲۲۳۴ جلد ا صفحہ ۱۶۱)

فائدہ: بازار میں اولاً اور سب سے پہلے جانا اہتمام پر اور سب سے آخر میں حد درجہ مشغولیت پر دلالت کرتا ہے اور بدترین و مبغوض مقامات کے ساتھ اس درجہ اہتمام اور شغل مذموم ہے کہ عبادت اور آخرت سے غفلت کی علامت ہے۔ جو یقیناً اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ اولاً صبح کی نماز کے بعد تلاوت اور دعاء و وظائف وغیرہ سے فراغت حاصل کر لے پھر جائے۔ ذکر، اذکار اوراد وغیرہ کو چھوڑ کر بازار جانا حرص، طمع اور حب دنیا کی علامت ہے۔

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اس نے معلوم کیا بہترین اور بدترین مقام کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے نہیں معلوم! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے معلوم کر کے بتاؤں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین مقامات اللہ کے نزدیک مساجد اور بدترین مقامات اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔ (بزار، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۷۹)

دن کے شروع حصہ میں سفر تجارت وغیرہ کرے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو بھیجتے تو دن کے شروع حصہ میں بھیجتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! میری امت کو دن کے شروع حصہ میں برکت عطا فرما۔

(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۶۵)

فائدہ: شروع دن برکت کا وقت ہے۔ آپ نے شروع دن اور جمعرات کے دن کے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ۶۵)

اسی وجہ سے آپ عموماً شروع دن میں کام شروع فرماتے۔ اگر لشکر وغیرہ بھیجنا ہوتا تو آپ اسی وقت کا لحاظ فرماتے۔ اس وجہ سے بہتر ہے کہ سفر یا اہم امور کو دن کے اول وقت میں کرے۔

شروع دن میں برکت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تلاش رزق میں صبح کا وقت اختیار کرو۔ صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا وقت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ۶۴، کنز العمال جلد۴ صفحہ۴۸)

شروع دن کے کام میں برکت کی دعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔ اے اللہ! میری امت کو دن کے شروع حصہ میں برکت عطا فرما۔ (بزار جلد۲ صفحہ۷۹)

معاملات کے متعلق آپ ﷺ کی چند اہم تعلیمات

بیع کی واپسی کا حکم اور اس کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان کے خریدے ہوئے مال کو واپس کر لے (جب کہ وہ واپس کرنا چاہے) تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کے گناہ کو معاف کر دے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۶۶)

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بھائی کے خریدے ہوئے مال کو واپس لے لے، اللہ پاک قیامت کے دن اس کے گناہوں کو واپس فرمالے گا۔ یعنی معاف فرما دے گا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۶۷)

فائدہ: بسا اوقات آدمی کوئی سامان خرید لیتا ہے۔ پھر بعد میں کسی وجہ سے نادم ہوتا ہے، افسوس کرتا ہے، نہیں رکھنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں فروخت کرنے والے کو وہ سامان واپس لے کر اس کی قیمت دے دینی چاہئے۔ اس کو واپس کر لینے کی فضیلت مذکور ہے۔

عام تاجروں کا ذہن ہوتا ہے کہ خریدا ہوا مال واپس نہیں کرتے۔ اگر کرتے ہیں تو بہت پریشان کرتے ہیں۔ بعضے تو رقم بھی کاٹ لیتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ لکھ دیتے ہیں "بکا مال واپس نہ ہوگا" سو اس حدیث پاک کی رو سے اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ غیر مسلموں کے اس طرز سے مسمانوں کو بچنا چاہئے۔

خریدنے کے بعد واپسی کا اختیار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی سے کچھ فروخت کیا۔ پھر آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اسی طرح بیع ہوتی ہے۔ (یعنی اختیار دے تاکہ کسی وجہ سے پسند نہ آنے پر واپسی کا اختیار رہے)۔ (بزار جلد۲ صفحہ ۹۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دیہاتی کو فروخت کرنے کے بعد اختیار دیا تھا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے کہا میں

خریدنے میں بسا اوقات دھوکہ کھا جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا جب تم خریدا کرو تو کہہ دیا کرو میں دھوکا نہیں کھاؤں گا (یعنی واپسی کا اختیار رہے گا) چنانچہ وہ شخص یہ کہتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴، بخاری، مسلم)

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خریدار کو خریدنے کے بعد واپسی کا بھی اختیار رہتا ہے۔ خریدنے کے بعد کسی وجہ سے واپس کرے۔ مثلاً کہ یہ جلدی میں خرید لیا۔ زیادہ دیکھ نہیں پایا۔ غور نہیں کر پایا تو بائع کو چاہئے کہ واپس کرلے۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ دیکھنے کے بعد واپس نہیں ہوگا۔ یہ اسلامی طریقے کے خلاف ہے۔ شریعت کا حکم ہے، سنت ہے کہ واپس لے کر پوری قیمت واپس کرے۔ ہاں اگر سامان بدل جائے، عیب پیدا ہو جائے تو پھر دوسری بات ہے۔

جائیداد فروخت کرے تو رقم کیا کرے؟

سعید بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو کوئی گھر یا جائیداد فروخت کرے اور اس کی قیمت کو اسی جیسے میں نہ لگائے تو اس کیلئے یہی لائق ہے کہ اس میں برکت نہ ہو۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گھر یا زمین فروخت کرے اور اس کی قیمت اسی جیسے گھر یا جائیداد میں نہ لگائے تو اس مال میں برکت نہیں ہوتی۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۳۲)

فائدہ: مکان یا جائیداد چونکہ نہ اسے چرایا جا سکتا ہے نہ عموماً حادثہ آتا ہے اور اس کا خریدنا ایک مشکل مسئلہ ہوتا ہے اور نسلوں میں کام آتا ہے۔ اس لئے بغیر کسی خاص ضرورت اور مصلحت کے ان چیزوں کو فروخت نہ کیا جائے کہ عموماً رقم خرچ ہو جاتی ہے اور باقی نہیں رہ پاتی۔ جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے حسن معاشرہ کے طور پر یہ مشورہ اور ہدایت دی ہے کہ اس کی قیمت سے پھر کوئی جائداد وغیرہ خرید لی جائے۔ خیال رہے کہ یہ مشفقانہ ہدایت ہے کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔

جھکتا تولنا مسنون ہے

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔ پاجامہ کا بھاؤ کیا۔ ہم نے آپ کے ہاتھ اسے فروخت کر دیا۔ پھر ایک شخص جو اجرت سے وزن کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا ناپو اور جھکتا تولو۔ (ترمذی، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۴۷، سبل جلد ۹ صفحہ ۶)

فائدہ: جھکتا تولنا سنت ہے اور باعث برکت ہے اور عرف و ماحول میں بھی محمود سمجھا جاتا ہے۔

نیلامی جائز ہے

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مانگنے آیا۔ آپ

نے اس سے پوچھا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟ کہا ہاں! ایک چادر۔ جس کے کچھ حصہ کو بچھا لیتا ہوں اور کچھ حصہ کو اوڑھ لیتا ہوں۔ ایک پیالہ جس سے پانی پیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ دونوں لے آؤ۔ چنانچہ وہ لے کر آیا۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کون ان دونوں کو خریدتا ہے۔ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم میں خریدوں گا۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ ایک شخص نے کہا میں دو درہم میں لے لوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ دونوں درہم انصاری کو دے دیئے اور کہا کہ ایک درہم سے کھانا خرید لو اور گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لایا۔ آپ نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ لگا دیا اور فرمایا لے جاؤ اور لکڑیاں کاٹ لاؤ۔ میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں۔ چنانچہ وہ لکڑیاں کاٹتا رہا اور بیچتا رہا۔ پھر وہ آیا اور دس درہم ساتھ لایا۔ آپ نے فرمایا کچھ کا غلہ اور کچھ کا کپڑا خرید لو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے بہتر تھا کہ تم اس مانگنے کی وجہ سے قیامت کے دن چہرے میں داغ لے کر آتے۔ مانگنا صرف اسی کے لئے جائز ہے جو سخت فاقہ میں یا سخت قرضہ میں یا خوں بہا میں پھنسا ہو۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۹۹، ترمذی)

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا کہ مال غنیمت زائد بھاؤ لگانے والے کو دیتے تھے۔ (بخاری)

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ نیلامی کی بیع جس میں ایک بھاؤ دوسرے سے زائد ہو جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ (عمدۃ القاری جلد۱۲ صفحہ ۲۰۷)

خیال رہے کہ جب کہ خریدار نے بھاؤ پر منظوری نہ دی ہو اور اگر بھاؤ کی منظوری دے دی ہے اور دونوں جانب سے رقم کی تعیین ہو چکی ہو تو پھر کسی دوسرے کو دینا، جو زائد رقم دے رہا ہو، درست نہیں ہے۔

بیع نامہ مستحب ہے

ابن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عدا ابن خالد بن ہوزہ نے ذکر کیا کہ میں تم کو بیع نامہ نہ دکھاؤں جو رسول پاک ﷺ نے مجھے لکھوا کر دیا تھا۔ میں نے کہا ہاں! چنانچہ انہوں نے نکالا جس میں لکھا تھا:

"یہ وہ ہے جسے عدا ابن خالد نے خدا کے رسول محمد ﷺ سے خریدا۔" (ترمذی صفحہ ۱۴۶، ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۲۵)

فائدہ: بیع نامہ مستحب ہے۔ اہم اشیاء میں بیع نامہ لکھ لیا جائے تا کہ بعد میں انکار وغیرہ کی گنجائش نہ رہے۔

آج کل جو کیش میمو رائج ہے یہ بھی ایک قسم کا بیع نامہ ہی ہے۔

ادھار خریدنا

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے پاس کوئی مہمان آیا۔ آپ کے پاس

کچھ نہیں تھا جس سے آپ اس کی خاطر فرماتے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہودی کے پاس بھیجا کہ وہ آپ کو رجب کی چاند تک آٹا ادھار دے دے۔ (مختصرا، مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ۱۲۹)

فَائِدَہ: ضرورت پر ادھار خریدنا جائز ہے۔ حسب وعدہ یا جب وسعت ہو قرضہ ادا کردے۔ بلاضرورت یا مال رہتے ہوئے ادھار خریدنا اور ٹال مٹول کرنا درست نہیں ہے اور بے برکتی کی بات ہے

خیال رہے کہ سونے، چاندی کے زیورات کو ادھار خریدنا جائز نہیں ہے۔ سونے چاندی کے مسائل عام خرید وفروخت کے مسائل سے جداگانہ ہیں۔ ناواقف ہونے کی وجہ سے بعض معاملات ایسا کرلیتے ہیں جو سودی ہوتا ہے۔

ایک دام میں فروخت کرنا

حضرت قیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ سے مروہ کے مقام پر کبھی ملاقات کی اور کہا اے اللہ کے رسول! میں خرید وفروخت کرتی ہوں۔ میں جب کسی چیز کو خریدنا چاہتی ہوں تو جو دینے کا ارادہ کرلیتی ہوں اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر زیادہ کرتی ہوں تاکہ میرے بھاؤ تک آجائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے قیلہ تم ایسے مت کرو۔ جب تم خریدنا چاہو تو وہ لگاؤ جو تم دینا چاہتی ہو۔ خواہ وہ دے یا نہ دے۔ اسی طرح جب کسی چیز کو بیچنا چاہو تو وہی بھاؤ کہو جو تم چاہتی ہو، خواہ ملے یا نہ ملے۔ (ابن ماجہ صفحہ۱۴۳۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مول بھاؤ زیادہ رکھتے ہیں کہ ایک ماحول سے ناواقف شخص کو بسا اوقات دھوکا ہو جاتا ہے، درست نہیں۔

بعض لوگ دام اور قیمت زیادہ بڑھا کر کہتے ہیں کہ خریدار دھوکا کھا جاتا ہے اور اپنے تخمینہ سے کم کرنے کے باجود اس کی قیمت زائد ہی رہتی ہے۔ پھر بعد میں دھوکے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ طریقہ ممنوع ہے کہ دھوکہ دینے کی ایک خاص صورت ہے۔ معاملہ صاف رکھنے سے ہر ایک کو راحت رہتی ہے اور ایسوں کی تجارت بھی زائد چلتی ہے۔

شرکت کے امور میں خدا کی شمولیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے پاک فرماتے ہیں کہ دو شریک کے درمیان تیسرا میں ہوتا ہوں جب تک کہ ان میں سے کوئی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔ (ابوداؤد صفحہ۴۸۰، مشکوٰۃ صفحہ۲۵۴)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کسی کام میں لوگ شریک ہوں۔ مثلاً تجارت میں دکانداری میں یا صنعت وحرفت میں تو اس میں میری اعانت اور مدد شامل رہتی ہے اور ہر شریک میں سے جو کوئی خیانت کرتا ہے تو میری مدد اور نصرت

ختم ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خدا کی اعانت اور نصرت ختم ہو جائے گی تو نقصان اور خسارہ کے سوا اور کیا ہوگا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شریک گڑبڑ کرتا ہے تو مال کا نفع تو درکنار، پونجی تک ختم اور برباد ہو جاتی ہے۔

شرکت کے کام میں برکت ہے

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے۔ مقرر شدہ وقت تک بیچنے میں۔ شرکت کے کام یعنی مضاربت میں اور گھر کے کھانے کے لئے گیہوں کے ساتھ جو ملانے میں۔ فروخت کرنے کے لئے نہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۴)

فائدہ: شرکت کے جو امور ہیں اس میں خدا کی نصرت اور مدد ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اگر شرکاء امانت اور دیانت داری کے ساتھ کام کریں تو کام اور نفع میں بڑی تیزی کے ساتھ ترقی ہوتی ہے۔

شرکت کی برکت کا واقعہ

حضرت زہرہ بن معبد تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام کو ان کے بچپن ہی میں ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ میرے اس بچہ کو بیعت فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی بہت کم عمر ہے اور آپ نے اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ زہرہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے دادا جب تجارت اور کاروبار کرنے لگے تو میں ان کے ساتھ بازار اور منڈی جایا کرتا تھا تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ وہ تجارت کے لئے غلہ کی خریداری کرتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملتے اور کہتے کہ ہم کو بھی شریک کر لو اور حصہ دار بنا لو کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی تو میرے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت میں ان کو شریک کر لیتے تھے تو بسا اوقات اتنا نفع ہوتا کہ پورا ایک اونٹ بھر غلہ نفع میں بچ جاتا جس کو وہ اپنے گھر بھیج دیتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۴۰)

کس کو کاروبار میں شریک نہ کرے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنے کاروبار میں یہودی، نصرانی اور مجوسی کو شریک نہ کرے۔ پوچھا گیا کیوں؟ فرمایا۔ چونکہ وہ لوگ سودی معاملہ کرتے ہیں اور سود حلال نہیں ہے۔

(عبدالرزاق، کنزالعمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۳)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ عموماً غیر مسلمین سودی کاروبار کرتے ہیں اور سود مسلمانوں کے حق میں حرام ہے۔ اس

لئے ایسوں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ اسی طرح آج کل مسلمان بھی بہت سی باتیں تجارت میں خلاف شرع کرتے ہیں اور اس فتنہ بد دینی کے دور میں تو بعض مسلمان بھی اپنے کاروبار میں سود کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ سو ایسی شرکت سے احتیاط کرے۔

رزق اور معیشت میں بے برکتی کا باعث

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں صبح کو لیٹی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر سے مجھے حرکت دی اور فرمایا اے بیٹی! اٹھو، یہ تقسیم رزق کا وقت ہے۔ اس وقت غافلین میں مت ہو۔ خدائے پاک عزوجل صبح صادق سے لے کر سورج کے نکلنے تک لوگوں کا رزق تقسیم فرماتے ہیں۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۳۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کا سونا رزق کو روک دیتا ہے۔ (جلد۲ صفحہ ۵۳۰)

فَائِدَہ: صبح کا سونا رزق اور معیشت کی برکت کو کھو دیتا ہے۔ مزید صحت کے لئے بھی بہت مضر ہے کہ اس سے کسل اور سستی پیدا ہوتی ہے۔ (حاشیہ ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۳۰)

صبح تقسیم رزق کا وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن کے شروع حصہ میں رزق تلاش کرو کہ صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا ہے۔ (بزار، ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۳۰)

لگی ہوئی روزی کو ختم نہ کرے

حضرت نافع بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر سامان بھیجا کرتا تھا میں نے (اسے چھوڑ کر) عراق بھیجا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو میں نے بتایا کہ پہلے میں شام سے تجارت کرتا تھا اور اب میں نے عراق مال بھیجا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ تم کو اور تمہاری تجارت کو کیا ہوگیا؟ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ پاک جب کسی طریقہ اور راستہ سے رزق دے رہا ہو تو اسے نہ چھوڑے تاوقتیکہ اس میں کوئی نمایاں تغیر اور خرابی واقع نہ ہو۔ (احمد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۳)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ جب ایک راستہ سے رزق حاصل ہو رہا ہو تو بلا کسی خاص اور معقول وجہ کے محض احتمال اور امید پر اسے نہ چھوڑے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ احتمال اور امید والا راستہ کامیاب نہ ہو، اس سے رزق نہ مل سکے تو ہر طرف سے محروم ہونے کی وجہ سے شدید پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ لگے ہوئے اسباب رزق و معیشت کو نہ چھوڑے تاوقتیکہ اس میں گھاٹا یا نقصان ظاہر نہ ہونے لگے یا دیگر ذہنی اور خارجی کلفتوں اور پریشانیوں کا باعث نہ ہو جائے۔ اسی طرح ملازمت خواہ کسی دینی یا دنیوی جائز امور سے متعلق ہو۔ معمولی باتوں پر نہ چھوڑے کہ خدا کی لگی نعمت کی ناشکری ہے جو خدا کو پسند نہیں

ہے۔ ہاں اگر چھوٹ جائے یا کسی مجبوری کی بناء پر چھوڑنے کی نوبت آ جائے تو ہرگز پریشان نہ ہو کہ وہ مسبب الاسباب ہے اس کے قبضۂ قدرت میں ہزاروں اسباب ہیں۔ کسی بھی سبب کو کھول سکتا ہے۔ سنجیدگی سے تلاش میں رہے اور دعاؤں میں لگ جائے۔ اللہ پاک اس سے بہتر رزق کا راستہ کھولے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ پاک جب کسی کے رزق کے دروازے کو کھولے تو اسے چاہئے کہ وہ اس سے لگا رہے (یعنی اسے چھوڑے نہیں)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ایک روایت میں ہے کہ اللہ پاک رزق دے تو اس کو لازم پکڑے رہے۔

رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے؟

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ خدائے پاک کی حمد وثناء کے بعد آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں اسی چیز کا حکم دیتا ہوں جس کا خدائے پاک حکم دیتا ہے اور اسی چیز سے منع کرتا ہوں جس سے خدا نے منع کیا ہے۔ پس تلاش رزق میں سنجیدگی اختیار کرو۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم کی جان ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو رزق اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت۔ پس اگر رزق میں تنگی ہو جائے تو اللہ کی اطاعت سے اسے حاصل کرو۔ (طبرانی، ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۲۶)

فائدہ: گناہ سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے مقابل اطاعت اور فرمانبرداری سے رزق میں وسعت اور برکت ہوتی ہے۔ خود قرآن پاک میں تقویٰ کی بنیاد پر بے حساب رزق کا وعدہ ہے۔

بنی اسرائیل کے متعلق قرآن پاک میں ہے کہ اگر وہ ایمان اور تقویٰ کو اختیار کرتے تو ہم ان کے لئے آسمان سے رزق کے دہانے کھول دیتے۔ خیال رہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اسباب رزق سے غافل ہو کر عبادت میں لگ جائے بلکہ اسباب رزق کو تلاش کرتے ہوئے اور اس کو اختیار کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرے تو رزق میں برکت اور نصرت خداوندی ہوتی ہے۔

ہر وقت کمانے اور مال کے پیچھے پڑے رہنے کا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خیف میں ہمیں خطبہ دیا۔ اللہ پاک کی حمد وثناء بیان کیا جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا۔ جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو (یعنی ہر وقت دنیا اور مال کی فکر میں مشغول رہتا ہو) اللہ پاک اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا۔ (یعنی سکون وطمانیت سے محروم کر دے گا) اور اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا۔ (یعنی ہمیشہ مال کے باوجود تنگی ہی محسوس کرے گا) اور دنیا

تو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (طبرانی، ترغیب جلد۲ صفحہ۵۳۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح کرے اس حال میں کہ اس پر دنیا کی فکر غالب ہو۔ اللہ پاک کو ایسے شخص سے کوئی مطلب نہیں۔ (ترغیب صفحہ۵۳۹)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر دنیا ہر وقت سوار رہتی ہو، ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہو کہ کتنا مال بکا اور کتنا نفع ہوا، بس اسی ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے، نہ حلال و حرام کی پرواہ، نہ نماز روزہ کی فکر، نہ جائز و ناجائز امور سے تعلق۔ ایسے شخص کی اللہ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ اس سے استغناء اور قناعت کو کھینچ کر فقر اور فکر کو اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ مال اور جائیداد کے باوجود تنگی محسوس کرتا ہے اور مال سے اسے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ دوسرے ہی کو اس کے مال سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ نہ خدا کے دین میں اس کی اشاعت میں مال صرف کرتا ہے۔ چونکہ اپنے آپ کو مال کا حد درجہ محتاج پاتا ہے، پس ایسا شخص مال و جائیداد کے ایک بھاری بوجھ کا حساب لے کر دربارِ خداوندی مین حاضر ہوگا۔ عموماً آج کل کے دنیا دار مال داروں کا یہی حال ہے۔ اسی لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مال سے جو وبال جان ہو پناہ مانگی ہے۔

خرید و فروخت کے متعلق چند اہم فقہی ارشادات

بلا عیب بتائے کسی چیز کو فروخت کرنا

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی عیب دار چیز کو بلا ظاہر کئے فروخت کر دیا وہ ہمیشہ اللہ پاک کے غضب میں رہے گا اور فرشتہ لعنت کرتا رہے گا۔ (کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۵۹)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مرد مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ وہ بلا عیب بتائے اپنے بھائی سے کچھ بیچ دے۔ (رر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دھوکا دے، ہم میں سے نہیں۔
(ترمذی صفحہ ۱۵۷، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۶۰)

فائدہ: بہت سے لوگ عیب دار اشیاء کو نکالنے کے لئے اس کے عیب کو ظاہر نہیں کرتے۔ یہ حرام ہے۔ اگر عیب ہو جس کی وجہ سے لوگ بسہولت نہ لیں اور قیمت کم ہو جائے تو بلا ظاہر کئے اس کا فروخت کرنا شدید گناہ ہے۔ بسا اوقات تاجر حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے۔

گراں فروخت کرنے کے انتظار میں اشیاء کو روک کر رکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلہ روک کر بیچنے والا ملعون ہے۔
(ابن ماجہ صفحہ ۱۵۶، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۸۴)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غلہ کو روک کر ایسا بندہ جو گراں ہونے پر خوش ہو اور ارزاں ہونے پر رنجیدہ ہو بہت ہی برا ہے۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۸۴)

فائدہ: کھانے پینے کی اشیاء کو روک کر رکھنا اور لوگ ضرورت مند ہوں تاکہ جب ذرا نہ ملنے کی وجہ سے گراں ہو جائے تب فروخت کروں یہ ناجائز اور حرام ہے۔ خدا کی نافرمانی اور مخلوق پر ظلم ہے اور اگر غلہ مل رہا ہو پھر روک کر رکھے تو درست ہے۔

عیب دار خراب چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلہ فروخت کرنے والے کے پاس سے

گزرے، جسے وہ عمدہ کہہ کر فروخت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے جب اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ خراب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر ایک کو الگ بیچو۔ جو دھوکا دے ہم میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ۸۱)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ خراب اور ردی شے کو اچھے اور درست کے ساتھ ملا کر نہ فروخت کرے کہ اس میں دھوکہ ہے۔ خراب کو گویا اچھا دکھلا کر فروخت کیا جا رہا ہے بلکہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ فروخت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خراب کو فروخت کرنا ناجائز نہیں ہے بلکہ ملا کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

عیب کو چھپا کر فروخت کرنا جائز نہیں

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سامان فروخت کرے اور اس میں عیب ہو تو اسے نہ چھپائے۔ (مجمع جلد۴ صفحہ۸۳)

خرید و فروخت میں شرط لگانا

حضرت عمرو بن شعیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے (بیع) خرید فروخت کے ساتھ شرط لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ۴۹۵، نسائی جلد۲ صفحہ۲۲۶)

فَائِدَہ: مثلاً یہ کہ کوئی شخص مکان بیچے اور شرط لگا دے کہ میں ایک ماہ تک رہوں گا یا یہ کہ اس مکان کو مجھے کرایہ پر دے دینا وغیرہ یہ شرطیں درست نہیں ہیں۔

دو معاملہ ایک ہی ساتھ نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی ساتھ دو عقد (معاملہ) کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مثلاً زید ایک گھوڑا خالد کے ہاتھ بیچے کہ خالد اپنا بکرا اس کے ہاتھ فروخت کر دے) یہ جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد جلد۱ صفحہ۱۴۷، ترمذی جلد۱ صفحہ۱۴۷)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ دو معاملہ ہے تو الگ الگ کرے۔ ایک ہی عقد میں دونوں کو شریک نہ کرے۔

کئی سال کی بیع یا باغوں کا ٹھیکہ

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے چند سالوں کا (پھل وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ۴۷۹، مسلم، نسائی صفحہ۲۱۸)

فَائِدَہ: پھل کے خریدار باغوں کو کئی کئی سال کے لئے خریدتے ہیں۔ ۳، ۴ سال کی بیع ایک ہی مرتبہ کر لیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ جب تک کہ پھل آ کر پختہ نہ ہو جائے خرید و فروخت ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔ نہیں معلوم کہ پھل آئے گا بھی یا نہیں۔ باقی رہے گا یا کسی حادثہ کا شکار ہو جائے گا۔ تم ناحق اپنے بھائی کے مال کو کیوں لیتے ہو۔

فَائِدَۃ: پھل کو پختہ اور مضبوط ہونے سے پہلے پھول کے آنے کے وقت یا پھول آنے کے بعد اس وقت ہی بیچ دینا جب کہ وہ کسی استعمال کے قابل اور فروخت نہ ہو سکتے ہوں تو درست نہیں، بکثرت روایتوں میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

افسوس کہ آج پورا ماحول، آم، امرود وغیرہ پھلوں کی بیع میں اسی ناجائز طریقہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خدا ہی حفاظت فرمائے۔ شاذ و نادر ہی کوئی اللہ کا بندہ اس سے محفوظ ہوگا۔

آج مسلمانوں کو اس خلاف شرع ناجائز بیع کو روکنے کی شدید ضرورت ہے۔ ایسی خریداری جائز نہیں ہے اور ہر وقت اس بیع کو ختم کرنا خریدار کے ذمہ واجب ہے۔

جب پھل اس قابل ہو جائیں کہ چٹنی وغیرہ بنائی جا سکے تو اس کا بیچنا درست ہو جاتا ہے۔ مزید اس کے مسائل کتب فقہ سے یا اہل علم سے معلوم کر لیں تاکہ شریعت کی نافرمانی ہو کر گناہ نہ ہو۔

درخت پر پھل آنے سے پہلے کی بیع

حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ پھلوں کو اس وقت تک نہ بیچو، جب تک کہ اس کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے اور یہ ممانعت خریدنے اور بیچنے والے دونوں کے لئے ہے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ابوداؤد صفحہ ۴۷۸)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ اگر تم نے اپنے پھلوں کو اپنے مسلمان بھائی کے ہاتھ فروخت کیا پھر ان پھلوں پر کوئی آفت نازل ہوئی۔ (مثلاً پھل بالکل شروع میں ہونے کی وجہ سے کمزور تھے اور تیز ہوا کی وجہ سے گر گئے) اور وہ برباد ہوئے تو تم کو اپنے بھائی سے کچھ لینے کا حق نہیں۔

کسی کو ابھارنے اور برانگیختہ کرنے کے لئے بیع

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ابھارنے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۵۷، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

فَائِدَۃ: ابھارنے کا مطلب یہ ہے کہ خریدنے کا ارادہ نہ ہو مگر سامان کی قیمت زیادہ لگا کر اپنے کو خریدار اور لینے والا ظاہر کرے تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ میں آ کر جلدی خرید لیں۔ یہ شخص دوسرے کو خریدنے پر ابھار رہا ہے اور خود نہیں خریدنا چاہتا ہے۔ یہ جھوٹ اور خداع کی شکل ہے جو ممنوع ہے۔ (اعلاء السنن صفحہ ۱۷۹)

کسی چیز کے آنے سے پہلے کی بیع

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "دھوکے کی بیع" سے منع فرمایا کہ جو اس کے پاس نہ ہو، اس کو وہ فروخت کرے۔ (یعنی ابھی اس کے پاس نہ ہو آنے کی امید پر بیع کرے)۔

فَائِدَة: دھوکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ قبضہ میں آسکے گا یا نہیں، ہم اسے پاسکیں گے یا نہیں یا کتنا پاسکیں گے۔ مثلاً تالاب میں مچھلی کی بیع، کمپنی سے مال آنے سے پہلے امید پر بیع۔ یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

غیر موجود کی بیع

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے پاس لوگ خرید وفروخت کے لئے آتے ہیں اور وہ میرے پاس نہیں ہوتا تو میں اسے بازار سے خرید کر اس کو دے دیتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تمہارے پاس نہ ہو اس کو مت بیچو۔ (ترمذی صفحہ ۱۴۸)

فَائِدَة: جو سامان آدمی کے پاس نہ ہو، اس کے متعلق ہرگز خرید وفروخت کا معاملہ نہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر موجودگی کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ ہاں! وعدہ کرے کہ آئے گا تو دے دوں گا۔

بہت سے لوگ کمپنی اور فیکٹری کا وہ مال جو ابھی تیار ہو کر نہیں نکلا ہے صرف امید کی بناء پر معاملہ کر لیتے ہیں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

منڈی میں آنے سے پہلے کی بیع

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سامان تجارت کو آگے بڑھ کر مت لو تاوقتیکہ وہ منڈی میں نہ اتر جائے۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۸۷)

فَائِدَة: بعض تاجر ایسا کرتے ہیں کہ بازار اور منڈی میں پہنچنے سے پہلے راستہ میں جا کر مال کا سودا کر لیتے ہیں۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ بازار کے بھاؤ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ کم دام میں فروخت کر دے اور وہ دھوکے میں پڑ کر خسارہ اٹھائے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اس طرح باہر سے آنے والا مال منڈی اور بازار میں پہنچنے کے بجائے چالاک سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا پھر وہ من مانے دام میں فروخت کریں گے جس سے عام بازار پر خراب اثر پڑے گا۔

زر بیعانہ کے متعلق

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زر بیعانہ لے کر نہ خریدنے کی صورت میں واپس نہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۹۵)

آج کل یہ بات رائج ہے کہ فروخت کرنے والا خریدار سے زر بیعانہ جمع کرا لیتا ہے۔ اب اگر خریدار خرید لیتا ہے تو زر بیعانہ قیمت میں شامل ہو کر منہا ہو جاتا ہے اگر خریدار کسی وجہ سے نہ خرید سکا تو زر بیعانہ کی رقم فروخت کرنے والا واپس نہیں کرتا ہے اپنی ملک اور نفع سمجھتا ہے۔ یہ حرام ہے، حدیث پاک میں اس سے منع کیا گیا

ہے۔ فقہاء کرام نے رقم کی واپسی کو واجب قرار دیا ہے اور اس کا رکھنا حرام کہا ہے۔ خدائے پاک اس غلط عرف اور رواج سے بچائے۔

قبضہ اور تحویل میں آنے سے پہلے کی بیع

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص غلہ وغیرہ خریدے تاوقتیکہ اسے اپنے قبضہ اور تحویل میں نہ لے لے اسے فروخت نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی غلہ وغیرہ خریدے تو جب تک کہ وہ اسے اپنی تحویل اور قبضہ میں نہ لے لے اسے فروخت نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا نے فرمایا اسی طرح غلہ کے علاوہ تمام اشیاء کا یہی حکم ہے۔ (ابوداؤد، صفحہ ۴۹۴)

فَائِدَہ: عموماً تاجر لوگ منڈی اور بازار میں آنے سے پہلے محض اطلاع یا وعدہ کی بنیاد پر فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ شکل شرعاً ناجائز ہے۔ جب تک کہ اس کی تحویل اور اس کے قبضہ اور ضمان میں نہ آ جائے۔ خرید و فروخت دونوں درست نہیں۔

ٹی وی کی تجارت جائز نہیں

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ گانے والیوں کو مت فروخت کرو اور نہ اسے خریدو۔ اس کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں اور اس کی قیمت حرام ہے۔

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی ایک روایت میں ہے اس کی خرید و فروخت حرام ہے نہ اس کی تجارت جائز ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔ (سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۱۵)

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ الخ" کی آیت جس میں "لہو الحدیث" کا یقینی مصداق "ٹی وی" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدنے پر جہنم کے رسواکن عذاب کی وعید بیان کیا ہے۔

ٹی وی کی تجارت فواحش کی اشاعت اور کبائر پر اعانت ہے۔ جس قدر لوگ خرید کر لے جائیں گے اور اس کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوں گے یہ فروخت کرنے والا اس کا ذریعہ بنے گا اور گناہ میں شریک رہے گا۔ اللہ پاک نے کلام پاک میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" گناہ اور حکم عدولی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔

فقہاء کرام نے بھی اس کی تجارت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لَا يَجُوْزُ بَيْعُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ قَبْلَ الْكَسْرِ" (جلد ۳ صفحہ ۱۱۵)

مجالس الابرار میں ہے:

''آج کل ہمارے دکاندار حضرات ریڈیو، ٹی وی کو آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے جب اس دکاندار کی گردن ڈالا جائے گا تب اس کو آمدنی کا حال معلوم ہوگا۔'' (صفحہ۵۷)

ٹی وی کی سروس، درست کرنا بھی جائز نہیں

خیال رہے کہ جس طرح ''ٹی وی'' کا فروخت کرنا گناہ ہے اسی طرح ٹی وی کمپنی میں سروس کرنا، ٹی وی کو درست کرنا۔ یعنی اس کی سروسنگ، ملازمت درست نہیں ہے۔ چونکہ جس کی تجارت درست نہیں اس کی اصلاح اور لائق استعمال بنانا درست نہیں۔ اسے تو خراب کرنا اور توڑنا حسب استطاعت واجب ہے کہ اس میں گناہ پر تعاون ہے اور خدائے پاک نے جس طرح گناہ سے منع فرمایا ہے اسی طرح اعانت علی المعصیۃ سے بھی منع فرمایا ہے۔

شراب کی تجارت اور اس کے کارخانہ کی ملازمت ناجائز ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیت (جو شراب کے متعلق تھی) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔ (بخاری جلد اصفحہ۲۹۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔
(بخاری جلد اصفحہ۲۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے شراب کو پینا حرام قرار دیا ہے اس نے اس کی تجارت بھی حرام قرار دی ہے۔ (سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ۱۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی لعنت ہو شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، اس کے بنانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس اٹھا کر لے جائے اس پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔
(سنن کبریٰ صفحہ۱۲)

فائدہ: حدیث پاک میں شراب اور اس کے تمام متعلقین پر جو اس گناہ کا ذریعہ بنے اور بنائے لعنت فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شراب کی تجارت جائز ہے اور نہ اس کی فیکٹری میں ملازمت جائز ہے کہ خدا و رسول کی لعنت ہر اس شخص پر ہے جو اس کی اعانت میں شریک ہو۔ شراب کی بوتلوں کا ٹرکوں پر لاد کر لے جانا بھی درست نہیں۔ اسی طرح تمام نشیلی اشیاء کا یہی حکم ہے۔ اس کا استعمال اس کی خرید و فروخت درست نہیں ہے۔

مجبوری سے فائدہ اٹھانا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور اور پریشان حال کی بیع سے منع فرمایا

ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۷۹)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مجبور اور پریشان ہوکر کسی مصیبت سے متاثر ہوکر کوئی سامان فروخت کرے تو عموماً ایسے موقع پر وہ بہت رعایت کر کے بیچتا ہے تو اس کے خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ چونکہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ہے جو انسانی اخلاق اور مروت کے خلاف ہے۔ مکروہ ہے۔ (اعلاء السنن صفحہ ۲۰۶)

ایسے موقع پر اس کی مدد و نصرت کرنی چاہئے۔ اگر سامان خریدے تو رائج قیمت ادا کرے تاکہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا جو بری بات ہے نہ ہو بہتر ہے کہ قرض دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت میں کام لا سکے اور اتنی مہلت دے کہ وہ بسہولت ادا کر سکے۔ (اعلاء السنن صفحہ ۲۰۶)

خرید پر خرید

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔ (مسلم صفحہ ۱۸۱، بیہقی جلد ۵ صفحہ ۳۴۴)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے اگر خرید لیا ہے یا خریدنے کی بات ہو جس کی قیمت وغیرہ طے ہو چکی ہے اب دوسرا شخص آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے بیچ دو میں اس سے زائد قیمت دوں گا تو یہ جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ انکار نہ کر دے۔ بیچنا اور خریدنا دونوں ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔

عموماً زمین وغیرہ میں لوگ ایسا کرتے ہیں جو ممنوع ہے۔ (اعلاء السنن جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۱)

اسی طرح ایک شخص کسی سامان یا زمین کی قیمت لگا چکا ہو اور ابھی انکار کسی کی جانب سے نہ ہوا ہو تو دوسرے کا بھاؤ لگا کر اپنی جانب راغب کرنا درست نہیں۔ ہاں! جب انکار ہو جائے تب درست ہے۔

خرید و فروخت میں قسم کھانے کی ممانعت

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خرید و فروخت میں کثرت سے قسم کھانے سے احتیاط کرو کہ اس وقت تو بک جاتا ہے بعد میں بے برکتی ہوتی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم سامان کو تو بکوا دیتا ہے مگر برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ (بخاری صفحہ ۲۸۰، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے قیامت کے دن نہ گفتگو فرمائیں گے نہ ان کی جانب نگاہ فرمائیں گے نہ انہیں پاک و صاف فرمائیں گے یعنی (گناہوں سے) ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ لوگ بڑے گھاٹے اور خسارے میں ہوں گے۔ وہ کون لوگ ہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ لٹکانے والے۔
❷ احسان جتلانے والے اور
❸ جھوٹی قسم کے ذریعہ سامان نکالنے والے۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۳)

حضرت سعید بن مسیب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے مرفوعاً روایت ہے کہ قسم مال کی برکت کو کھودیتا ہے۔
(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۷۶)

فَائِدَہ: کسی بھی معاملہ میں قسم کی کثرت (بار بار قسم کھانا) برا ہے۔ خاص کر خرید وفروخت میں۔
قسم کھا کھا کر تعریف کرنا اور خوبیوں کا بیان کرنا کہ مال جلدی سے بک جائے بظاہر تو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس کی قسم کا اعتبار کر کے خرید لیتے ہیں۔ مگر خدائے پاک کے نام کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

چوری کے مال کے خریدنے کی وعید

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص چوری کا مال خریدے اور اسے معلوم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کی برائی اور گناہ میں پورا شریک ہے۔
(مستدرک حاکم، بیہقی، کنز العمال جلد۴ صفحہ ۱۳)

فَائِدَہ: چوری یا اور کسی قسم کا غلط مال عموماً ارزاں دیکھ کر خرید لیتے ہیں۔ یہ حرام ہے۔ ایسا شخص باوجودیکہ رقم دے کر خرید رہا ہے مگر گناہ میں برابر کا شریک رہے گا۔ عموماً سرکاری یا ریلوے وغیرہ کا چوری کے مال کے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے، یہ غلط فہمی ہے، پبلک اور سرکاری سب کا حکم یکساں ہے۔

مشتبہ امور اور مال سے بچنے کا حکم

حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور اس کے درمیان میں مشتبہ امور ہیں جس سے بیشتر لوگ واقف نہیں ہیں کہ وہ آیا حلال ہے یا حرام۔ سو جو ایسے مشتبہات کو چھوڑ دے گا اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالے جائے گا اور جو اس مشتبہات کی چیزوں کو اختیار کرے گا قریب ہے کہ وہ حرام میں گرفتار ہو جائے گا۔ (بخاری صفحہ ۲۷۵، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)

اور حضرت نعمان ابن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت میں ہے کہ حلال بالکل واضح ہے۔ حرام بالکل واضح ہے۔ اس کے درمیان مشتبہ امور ہیں۔ (یعنی جس کی حرمت واضح ہے نہ حلت) پس جو ایسے مشتبہ امور کو اختیار کرے گا قریب ہے کہ وہ گناہ میں گرفتار ہو جائے۔ (بخاری صفحہ ۱۳، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۱)

فَائِدَہ: حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے امور ایسے ہیں کہ جن کے جائز و ناجائز ہونے کا صاف علم

نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ناجائز ہوتو ایسے امور سے بھی بچنا لازم ہے تا کہ ایسے اشتباہات کو اختیار کرنا حرام تک نہ پہنچا دے۔ کیونکہ آدمی آہستہ آہستہ ہی برائی تک پہنچتا ہے۔ نیز یہ کہ مشتبہ امور کے بے دریغ کرنے کی وجہ سے ناجائز امور کے ارتکاب کی بھی ہمت ہو جائے گی۔

اسی لئے شریعت نے مستقبل کے خطرے سے بچنے کے لئے شروع سے ہی مشتبہ امور سے احتیاط کی تاکید کردی ہے۔

سودی معاملات

سود کا لینا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود کے ستر گناہ ہیں، سب سے کم تر درجہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۶۴)

فائدہ: متعدد روایتوں میں سود کو ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر بیان کیا گیا ہے۔ خدا کی پناہ! کیسی ملعون چیز ہے۔ ایک شریف انسان ہرگز ایسی لعنت کو اختیار نہیں کرسکتا۔

سود عذاب الٰہی کا باعث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس علاقے میں سود اور زنا عام ہو جاتے ہیں۔ وہاں خدا کا عذاب ان پر حلال ہو جاتا ہے۔ (کنز جلد ۴ صفحہ ۱۰۷، جدید حاکم)

فائدہ: سود ایسی ملعون چیز ہے کہ خدا کا عذاب حلال ہو جاتا ہے۔ یعنی خدائے پاک کے عذاب نازل ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ کیسی تباہ کن چیز ہے۔ آج باوجود معاشی فراوانی کے کیسی پریشانی اور مصائب میں ماحول گرفتار ہے۔ حوادثات اور نامناسب امور کا سلسلہ کس طرح قائم رہتا ہے کہ اسباب راحت میں رہ کر راحت سے دور ہے۔ یہ عذاب الٰہی کی پہچان ہے جس میں سود اور زنا کو عامۃً دخل ہے۔

سود کھانے والا جنت سے محروم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار شخصوں کو یہ حق ہے کہ اللہ پاک اسے جنت میں داخل نہ فرمائے اور نہ جنت کا مزہ چکھائے۔

1. شراب کا عادی۔
2. سود کھانے والا۔
3. یتیم کا مال ناحق کھانے والا۔
4. ماں باپ کا نافرمان۔ (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۶۲، حاکم)

فائدہ: اللہ کی پناہ! کس قدر ہلاکت اور خسارہ کی بات ہے۔ دنیا کا معمولی فائدہ جو سود سے نظر آتا ہے اور آخرت کا یہ عظیم گھاٹا۔

آخری زمانہ میں سود کا فتنہ

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ہر شخص سود کھانے والا ہوگا۔ (کوئی بھی اس سے محفوظ نہ رہے گا) اگر سود نہ کھائے گا تو اس کا دھواں اور غبار ضرور پہنچے گا۔ (یعنی اس سے بچنا مشکل ترین مسئلہ ہوگا۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۷۳، ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

فَائِدَہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی یہ پیشن گوئی پوری ہوتی نظر آرہی ہے۔ شہری اور تجارتی ماحول میں اس درجہ عام ہوتا جارہا ہے کہ تجارت اور سودی تعلق لازم وملزوم ہوتا جارہا ہے۔

دنیا کو پیش نظر رکھنے والا ایک طبقہ پوری طرح اس میں گرفتار ہے۔ جو حضرات دین سے متعلق ہیں بینکنگ سسٹم اور مضاربت وتجارت کے ذریعہ اس میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفع اور تجارت کو فروغ دینے کے لئے سودی امور اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ پس اس سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ سودی معاملہ بالکل اختیار نہ کرے اور مال کی فراوانی پر تقویٰ اور آخرت کو ترجیح دے اور سادہ زندگی اختیار کرے۔ دنیا کے زیادہ جھمیلے میں نہ پڑے۔ آج بینک اور تجارت کی غیر اسلامی شکلوں نے اسے عام کردیا ہے۔ پس آلودگیوں سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے، دنیا کی فراوانی کو قربان کرتے ہوئے زندگی گزارے تاکہ آخرت میں مزے سے رہ سکے۔

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ قرب قیامت میں زنا عام ہوجائے گا۔ (طبرانی، جواہر الفقہ صفحہ ۹۹، مجمع)

فَائِدَہ: دیکھئے آج شہری ماحول میں زنا کس قدر آسان ہے اور تجارتی منڈیوں اور شکلوں میں جاکر دیکھئے کہ کس قدر سود عام ہے بس اللہ ہی دین کی فہم عطا کرے۔

سود حاصل کرنے کے لئے ڈپوزٹ کھاتا کھولا جاتا ہے جس کا مقصد ہی سود کا حصول ہوتا ہے۔ یہ ہرگز درست نہیں۔ ہاں! حفاظتی شکل نہ ہو تو سیونگ یا کرنٹ اکاؤنٹ کھولنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

سود کے تمام متعلقین پر لعنت خداوندی

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سود کے کھانے والے اور کھلانے والے اور اس کے لکھنے والے اور گواہ پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ گناہ میں سب برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۴)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ سودی کاروبار میں جتنے لوگ بھی اعانت اور سبب کے طور پر شریک ہوں گے سب پر خدا کی لعنت ہوگی اور حرام، گناہ میں شریک ہوں گے۔ اسی وجہ سے بینک ملازمت جس کا تعلق کسی بھی طرح سودی اعانت سے ہونا جائز اور گناہ کی بات ہے۔

سود خور کے پیٹ میں سانپ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جس رات مجھے معراج ہوئی۔ میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح ہیں اور ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں۔ میں نے جبرئیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا سود کھانے والے ہیں۔

(مشکوۃ صفحہ ۲۴۶)

فائدہ: خدا کی پناہ کس قدر سخت عذاب ہے۔ افسوس کہ دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے لئے آخرت کا ایسا خوفناک عذاب مول لیتے ہیں۔

سودی کاروبار

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے چاندی چاندی کے بدلے۔ گیہوں گیہوں کے بدلے۔ جو جو کے بدلے۔ کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک برابر سرابر، نقد، ہاتھ در ہاتھ بیچو۔ البتہ ان کو دوسری اشیاء کے ساتھ بیچو تو جس طرح چاہو، فروخت کرو۔ ہاں! مگر یہ کہ نقد ہو۔ (مشکوۃ صفحہ ۲۴۴)

فائدہ: خیال رہے کہ چھ چیزیں سودی اشیاء ہیں۔ ان کا تبادلہ جب اسی چیز سے کیا جائے تو برابر سرابر اور نقد ہو۔ کمی بیشی اور ادھار دونوں صورتوں میں سود کا گناہ ہوگا اور جب ان کے جنس کے خلاف معاملہ ہوگا تو کمی بیشی تو جائز ہوگی مگر ادھار درست نہ ہوگا۔ اسی طرح آج کل سونے چاندی کی خرید ادھار کر لیتے ہیں۔ خصوصاً عورتیں، یہ جائز نہیں۔ سود کا گناہ ہوگا۔ ایک آدھ روپیہ بھی ادھار کا بعد میں دینا درست نہیں۔

سود کے مسائل بڑے پیچیدہ ہیں۔ ان اشیاء کے علاوہ دیگر چیزوں میں بھی سود کا تحقق ہوتا ہے۔ اس کے متعلق مسائل فقہ کی کتابوں سے یا اہل علم حضرات سے معلوم کر لیا کریں تاکہ سود کی سخت ترین سزا سے محفوظ رہ سکیں۔

سونے چاندی کی خرید و فروخت ادھار حرام ہے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ فروخت کیا جائے مگر یہ کہ برابر سرابر ہو، زائد نہ ہو اور نہ ادھار ہو۔ (ابن ماجہ صفحہ ۴)

فائدہ: سونے چاندی کی بیع ادھار خواہ کل کا ہو یا کچھ کا ہو، ناجائز ہے زیورات کی خریداری میں لوگ خاص کر عورتیں ادھار کر لیا کرتی ہیں اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کچھ رقم بعد میں دیتی ہیں اور زیور لے آتی ہیں یہ درست اور جائز نہیں۔ زیور کی جس مقدار کو وہ لے رہی ہیں اس کی کل رقم اسی وقت جس وقت خرید کر اپنے پاس لا رہی ہیں، دینا واجب ہے۔ ایک روپیہ بھی ادھار درست نہیں ہے۔

اگر ایسا اتفاق آ ہی جائے تو کسی سے خواہ سنار ہی سے باقی رقم قرض لے کر اسے حوالہ کرے تاکہ یہ نقد ہو اور بعد میں جب چاہے قرضہ ادا کرے۔ خوب غور سے یہ معاملہ کیا جائے۔ گناہ سے بچنے کے لئے مسئلہ کسی عالم سے معلوم کر لیا جائے۔

سود سے حاصل ہونے والے مال کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ سود کا ایک درہم جو حاصل کرتا ہے اللہ پاک کے نزدیک تینتیس ۳۳ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ اہم اور بڑا ہے۔ (طبرانی، کنز العمال جلد۴ صفحہ ۹۷۸۱)

فَائِدَہ: کس قدر سخت وعید کی بات ہے۔ تینتیس ۳۳ مرتبہ زنا کے گناہ سے بدتر اور بڑا وہ ایک درہم ہے جو سودی طریقہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ خدا کی پناہ جو سودی کاروبار ہی کو ذریعۂ معاش بنائے ہوئے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔

ہم جنس اشیاء کو کمی بیشی کے ساتھ نہ فروخت کیا جائے

حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے ان کے پاس موجود کھجور میں سے بہتر کھجور پایا۔ تو آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا ہم نے دو صاع کو ایک صاع (کھجور سے جو عمدہ تھا) بدلا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا دو صاع کو ایک صاع سے اور ایک درہم کو دو درہم سے مت بدلو۔ (عبدالرزاق، کنز جلد۴ صفحہ ۱۹۶)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ ہم جنس اشیاء کو کمی بیشی کے ساتھ بدلنا سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ مثلاً دو کلو پرانے آلو کو ایک کلو اچھے آلو سے بدلنا، دو کلو کھٹے یا کم اچھے سیب کو ایک کلو عمدہ سیب سے بدلنا حرام ہوگا۔ اس کا طریقہ دوسری حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ دو کلو کو قیمت سے اولاً فروخت کر دیا جائے پھر اس قیمت سے عمدہ ایک کلو خرید لیا جائے۔ اس طرح جائز ہو جائے گا۔

خیال رہے کہ جو چیزیں وزن اور پیمانے میں آنے والی ہیں۔ اگر وہ دونوں ایک ہی جنس سے ہوں۔ صرف اچھا خراب کا فرق ہو تو اس کا تبادلہ کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز نہ ہوگا۔ مثلاً پہاڑی آلو کا تبادلہ دیسی آلو سے۔ کاشمیری سیب کا تبادلہ ہندوستانی سیب سے۔ اور اگر ایک جنس سے نہ ہو مثلاً آلو کا تبادلہ سیب سے اور گیہوں کا تبادلہ جو سے ہو تو کمی بیشی تو درست ہوگی مگر ادھار کا معاملہ درست نہ ہوگا۔ نقد کرنا ہوگا۔

مزید اس قسم کے مسائل اہل علم سے بوقت ضرورت معلوم کر لئے جائیں۔

سودی معاملہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت جائز نہیں

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کہا کہ نہ کسی یہودی نہ نصرانی نہ کسی مجوسی کو اپنے کاروبار میں شریک کیا

کرو، ان سے پوچھا گیا ایسا کیوں؟ انہوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ سودی کاروبار کرتے ہیں اور سود حلال نہیں ہے۔ (کنز جلد۴ صفحہ۱۹۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں یا ان کے کاروبار میں سود کی آمیزش ہو، ان کے ساتھ شریک تجارت ہونا درست نہیں ہے۔ اسی طرح جو کمپنیاں، جو تنظیمیں، سودی اسکیمیں کچھ نہ کچھ رکھتی ہیں ان سے معاملہ رکھنا درست نہیں۔ جیسے یونٹ ٹرسٹ، بیمہ کمپنیاں وغیرہ۔

اسی طرح شیئرز بازاروں کے شیئرز کی شرکت اور خریداری اور بینک کی ملازمت یہ سب سود کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

تاجروں کو صدقہ خیرات کا خصوصی حکم

قیس بن غزوہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عہد نبوی میں سماسرہ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ ہمارے قریب سے آپ ﷺ گزرے اور ہمارا نام اس سے بہتر مقرر فرمادیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت خرید وفروخت میں نامناسب باتیں اور قسم وغیرہ ہو جاتی ہیں تو صدقہ کے ذریعہ سے اس کی تلافی کرلیا کرو۔

(ابوداؤد جلد۲ صفحہ۴۷۲)

فائدہ: خیال رہے کہ اپنا سودا بیچنے اور گاہک کو خریداری پر آمادہ کرنے میں اور اپنے مال کے زیادہ سے زیادہ فروخت کرکے نفع کی فکر میں بسا اوقات ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو لغو لایعنی خدا اور رسول کے نزدیک ناپسندیدہ تقاضہ ایمانی اور خدا پر توکل بھروسے کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس کی تلافی اور کفارہ کے طور پر رسول پاک ﷺ نے تاجر حضرات کو صدقہ وخیرات کی ترغیب دی ہے کہ اس سے نامناسب باتوں کا کفارہ اور صدقہ کی وجہ سے تجارتی حوادث وپریشانی کا ازالہ اور اس میں برکت ہوگی۔

خیال رہے کہ یہ صدقہ نافلہ ہے اس کے مصداق محض غریب ومسکین ہی نہیں بلکہ ہر وہ حضرات ہیں جو خیر وصلاح کے طریق پر ہیں۔ جیسے دین کی خدمت کرنے والے۔ حضرات صلحاء کرام وعلماء عظام کہ ان میں دین کی اشاعت اور عام صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

بازار میں ذکر خدا کی فضیلت

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا غفلت کے مقام میں ذکر کرنے والا اس شخص کے مرتبہ میں ہے جو میدان جنگ میں بھاگنے والے کے مقابلہ میں جم کر قتال کرتا ہے۔

(ترغیب جلد۲ صفحہ۵۳۳، بزار، طبرانی)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ غفلت

کے مقام (بازار وغیرہ میں) ذکر خدا کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ میدان جنگ میں بھاگنے والوں کے مقابلہ میں تنہا قتل کرنے والا۔ اسی طرح غفلت کے مقام میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک درخت میں کوئی سبز ٹہنی۔

ایک اور روایت میں ہے غفلت کے مقام (بازار وغیرہ) میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے کسی تاریک اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غفلت کے مقام میں ذکر کرنے والے کو اسی دنیا میں اس کا ٹھکانہ جنت، خدا دکھا دے گا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۵۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ بازار میں ذکر کرنے والے کو ہر بال کے بدلہ ایک نور قیامت کے دن ہوگا۔

(ترغیب)

حضرت عصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل سبحۃ الحدیث ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجمع میں سب تو باتیں کر رہے ہوں اور یہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۵۴۳)

فائدہ: خیال رہے کہ یہ فضیلت ہر دنیاوی مشغول مقام کی ہے۔

بازار کی دعا

جب بازار کے دروازے پر آئے تو کیا پڑھے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بازار کے دروازے پر آتے تو یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ اَھْلِھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا"

(مجمع صفحہ ۱۲۹، الدعا صفحہ ۷۹۶، رجالہ ثقات)

ترجمہ: "اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس کے اہل کی بھلائی کا، پناہ مانگتا ہوں میں اس کی برائی سے اور اس کے اہل کی برائی سے۔"

بازار کا وظیفہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے بازار میں یہ پڑھا، دس لاکھ اسے نیکیاں ملیں گی۔ دس لاکھ اس کے گناہ معاف ہوں گے:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

ترجمہ: "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، یکتا ہے وہ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت اسی کی تعریف، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، ابن ماجہ صفحہ ۱۶۱)

فائدہ: مسند حاکم کی روایت میں ہے کہ دس لاکھ اس کے درجے بلند ہوں گے۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۳۹)

ترمذی ابن ماجہ میں مزید یہ ہے کہ اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ (نمبر ۲۲۳۵)

یہی ایسا ذکر ہے جس میں اس قدر ثواب ہے۔ چونکہ یہ مقام غفلت ہے۔

ایک روایت میں یہ دعا بھی آئی ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ السُّوْقِ"

جب بازار میں جائے تو کیا پڑھے؟

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے یہ دعا پڑھتے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً" (حاکم جلد ا صفحہ ۵۳۹، اذکار نمبر ۲۵۹، بسند ضعیف)

ترجمہ: "اللہ کے نام سے، اے اللہ میں آپ سے اس بازار کی بھلائی کا اور جو کچھ اس میں بھلائی ہے سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور اس کے اندر جو شر ہے (سے) پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں کہ کسی جھوٹی قسم یا گھاٹے کے معاملے میں پڑ جاؤں۔"

حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفُسُوْقِ"

ترجمہ: "اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اس بازار کی بھلائی کا پناہ مانگتا ہوں میں کفر اور گناہ سے۔"

(مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۹، الدعاء صفحہ ۹۴۷، بسند ضعیف)

ہبہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے مال (ہماری زندگی میں) آئے گا تو میں اتنا اتنا تین مرتبہ دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور نہیں آیا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آیا) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے کوئی وعدہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آکر لے لے۔ چنانچہ میں آیا اور کہا کہ مجھ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تین مٹھی بھر دیا۔ (بخاری صفحہ ٣٥٤)

اولاد کے درمیان مساوات

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے میرے والد نے (کوئی جائیداد وغیرہ) ہبہ کیا۔ میری والدہ عمرہ نے کہا میں اس وقت تک خوش نہ ہوں گی جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا گواہ نہ بنالیا جائے۔ چنانچہ (والد) آئے اور کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کو یہ ہبہ کیا ہے۔ ان کی والدہ نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی مقدار دیا ہے۔ کہا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو۔ (بخاری صفحہ ٣٥٢)

فائدہ: کوئی جائیداد یا کوئی اور چیز اولاد کے درمیان تقسیم کرے تو سب کے درمیان برابر تقسیم کرے تاکہ آپس میں انتشار اور سوء ظن قائم نہ ہو۔ اسی طرح والد سے بھی بدگمان نہ ہو۔ اولاد کے درمیان ہبہ وغیرہ میں برابری اختیار کرنا مستحب ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اولاد کے درمیان وراثت کے اعتبار سے تقسیم کو بہتر مانتے ہیں۔ جتنا لڑکے کو دیا جائے اس کا نصف لڑکی کو دیا جائے۔ زندگی میں جائیداد وغیرہ کے تقسیم کے یہی دو طریقے مشروع ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ١١ صفحہ ١٤٦)

لیکن خیال رہے کسی ضرورت یا فضیلت کی بنیاد پر ہبہ میں کمی زیادتی کی جاسکتی ہے۔ اس کی گنجائش ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوسری اولاد کے مقابلہ میں زائد دیا۔ (طحاوی)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے کے مقابلہ میں زائد دیا۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی۔

لہٰذا اگر علم وتقویٰ کی بنیاد پر دوسرے کے مقابلہ میں زائد دے دیا جائے تو درست ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ میں ایک شریر اونٹ پر سوار تھا۔ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا وہ لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تو حضرت عمر جھڑکتے اور پیچھے کر دیتے۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اسے میرے اوپر بیچ دو۔ انہوں نے کہا آپ کے لئے ہبہ ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے اوپر بیچ دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا یہ تم کو ہبہ ہے۔ اے عبداللہ بن عمر جو چاہے تم کرو۔ (بخاری صفحہ ۲۸۴)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ پر ان کے صاحبزادے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھے۔ سواری کی حالت میں آپ نے خریدتے ہی ہبہ کر دیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراخ دلی کی بات ہے۔

ہبہ کر کے واپس کرانا بہت برا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہبہ کر کے واپس لے لینا ایسا ہے کہ جیسے کہ کتے کا قے کر کے چاٹ لینا ہے۔ (بخاری صفحہ ۳۵۲)

فائدہ: کسی کو عطیہ اور ہبہ کے طور پر دے کر واپس لینا یہ اچھی بات نہیں۔ یہ بخل اور مروت اور اخلاق کے خلاف ہے۔

مزید اس کے فقہی احکام کتب فقہ میں دیکھیں یا علماء سے رجوع کریں۔

عاریت

عاریت پر کسی سامان کا لینا

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں خوف و دہشت کا زمانہ چل رہا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابوطلحہ سے گھوڑا عاریت پر لیا جس کا نام مندوب تھا اور آپ اس پر سوار ہوئے۔

(بخاری صفحہ ۳۵۸، فتح جلد ۵ صفحہ ۲۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے بیان کیا کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صفوان بن امیہ سے زرہ اور ہتھیار غزوہ حنین کے موقع پر عاریۃً لیا تھا۔ (بیہقی جلد ۶ صفحہ ۸۸)

صفوان بن امیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے غزوۂ حنین کے موقع پر زرہ عاریۃً لیا تھا۔

حضرت صفوان بن امیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کیا یہ مفت میں چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ضمان کے ساتھ عاریت ہے۔ چنانچہ بعض زرہیں گم ہوگئیں۔ آپ نے ان سے پوچھا اگر چاہو تو تاوان لے لو۔ انہوں نے نہیں لیا اور کہا آج میرے دل میں اسلام کی وہ عظمت ہے جو آج سے قبل نہیں تھی۔

(بیہقی جلد ۶ صفحہ ۸۹، ابوداؤد صفحہ ۵۰۱، سبل جلد ۹ صفحہ ۱۴)

حضرت صفوان بن یعلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جب میرا قاصد تمہارے پاس آجائے تو ان کو تیس زرہ، اور تین اونٹ دے دینا۔ (مختصراً ابوداؤد صفحہ ۵۰۲، دار قطنی جلد ۳ صفحہ ۳۹)

فَائِدَہ: کسی سے ضرورت کا کوئی سامان مانگ کر استعمال کرنا درست اور سنت سے ثابت ہے۔ اگر بے پرواہی سے ضائع ہوجائے یا خراب ہوجائے تو اس کا بدل دینا واجب ہوتا ہے۔ ورنہ شرعاً تو واجب نہیں۔ مگر اخلاقاً اور خوشگواری تعلقات کے پیش نظر دے دینا اچھا ہے اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ صفوان بن امیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ واقعہ حالت کفر کا ہے۔ جب حنین کے موقع پر صحبت ملی تو آپ سے حد درجہ متاثر ہوا اور ایمان قبول کرلیا۔

عاریت کے سامان کو واپس کرنا

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا۔ مانگ کر لی

ہوئی چیز کو واپس کرنا واجب ہے۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۱۵۲)

فائدہ: ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً دے دینا چاہئے۔ لوگ اس سے تغافل برتتے ہیں جو درست نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ عاریۃً لیا تھا۔ وہ ضائع ہو گیا تو اس کا عوض دیا۔ (ترمذی، سبل جلد ۹ صفحہ ۱۴)

فائدہ: آپ نے اخلاقاً اور مروۃً اس کا عوض عنایت فرما دیا ورنہ اگر لاپرواہی سے ضائع نہ ہو تو اس کا ضمان اور تاوان شرعاً واجب نہیں ہے۔

شادی وغیرہ کے موقع پر کسی سامان کو مانگ کر استعمال کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمارے پاس ایک کپڑا (جو بحرین کا تھا)۔ مدینہ میں کسی عورت کو بھی زینت کی ضرورت (شادی وغیرہ کے موقع پر) ہوتی تو وہ کپڑا ہم سے مانگ لیا جاتا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۵۸)

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا جہاں شادی کے موقع پر کپڑا یا کرتا استعمال نہ ہوا ہو۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے موقع پر دلہن کے لئے کسی دوسرے کا کپڑا عاریۃً استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۴)

اسی طرح سامان وغیرہ بھی عاریت کے طور پر لے کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں شرافت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے جو بات سنت اور حدیث پاک سے ثابت ہو وہ عار اور شرافت کے خلاف نہیں ہو سکتی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شادی وغیرہ کے موقعہ پر کسی سامان کو عاریۃً (مانگ کر) لینے پر باب قائم کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کو پیش کیا جس میں یہ ذکر ہے کہ اپنی بہن اسماء سے ایک ہار عاریۃً مانگا تھا۔ (جلد ۲ صفحہ ۷۷۶)

اس وقت اتنی فراوانی نہیں تھی کہ ہر ایک کے پاس شادی کے موقع پر عمدہ عمدہ کپڑے ہوں۔ خاندان اور قبیلہ میں سے کسی کے پاس اچھے کپڑے وغیرہ ہوتے تو مانگ کر کام چلا لیا جاتا۔ کیسی سادی زندگی تھی۔ آج اس کے مقابلہ میں کس قدر اسراف ہے۔ "اللّٰھم احفظنا"

بٹائی پر دینا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین کو اس کی نصف پیداوار پر بٹائی میں دیا تھا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۱۳، ابوداؤد صفحہ ۲۶۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین کو نصف یا تہائی پر بٹائی میں دیا

تھا۔ (بزار جلد۲ صفحہ ۹۵)

حضرت شعبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے خیبر کی زمین یہود کو بٹائی کے طور پر دیا تھا اور حضرت ابن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اندازہ (پیداوار کا) لگانے بھیجا تھا۔ (کنز جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۹)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر کی زمین کو نصف پیداوار کی بٹائی پر دیا تھا کہ خواہ پھل ہو یا کھیتی۔ (بخاری صفحہ ۳۱۳)

قیس بن مسلم نے حضرت ابوجعفر سے نقل کیا ہے کہ مہاجرین کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جنہوں نے تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی کے لئے نہ دیا ہو۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)

غیر مسلم کے ساتھ معاملہ کرنا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خیبر کی زمین پر یہود سے بٹائی کا معاملہ شروع کیا تھا۔ (بخاری صفحہ ۳۴۴)

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مشارکۃ الذمی والمشرکین سے اس کے جائز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ اس قسم کی شرکت جائز ہے۔ یہ دراصل اجارہ ہے۔

فَائِدَہ: کھیت کو نقد کرایہ پر دینا یا اس کی پیداوار کے اعتبار سے نصف یا ثلث پر جو مابین طے ہو جائے۔ دینا جائز ہے البتہ متعین وزن کی کسی مقدار کو اجرت بنانا درست نہیں۔ مزید فقہی مسائل کتب فقہیہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں صرف اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ سے یہ معاملہ ثابت ہے۔

شرکت اور مضاربت

حضرت سائب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت سے قبل شرکت پر معاملہ کیا تھا۔ سائب نے کہا آپ بہترین شریک تھے۔ نہ آپ سے کوئی اختلاف ہوتا تھا نہ کوئی جھگڑا نہ لڑائی۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۶۸)

شرکت میں برکت ہے

حضرت صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے۔ ادھار قیمت کے ساتھ (ضرورت مندوں کو) شرکت و مضاربت میں اور گیہوں میں جو ملا کہ گھر میں کھانے کے لئے نہ کہ فروخت کے لئے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۶۸)

حضرت عبداللہ بن ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب بازار جاتے اور غلہ وغیرہ (تجارت کے لئے) خریدتے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی ان سے ملاقات ہوتی تو یہ حضرات فرماتے کہ مجھے

بھی اپنے ساتھ شریک فرمالیجئے کہ نبی پاک ﷺ نے آپ کے لئے برکت کی دعا کی ہے۔ چنانچہ وہ شریک کر لیا کرتے۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۹۴۰)

فائدہ: شرکت کے ساتھ تجارت یا اور کسی کام میں برکت ہوتی ہے۔ ہاں مگر یہ کہ حقوق کی رعایت ہو اور خیانت نہ ہو۔ آج کل ایسی بات نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

پڑی ہوئی چیز پانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ راستے سے گزرے تو آپ نے کھجور پڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔ (بخاری صفحہ ۳۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں جب اپنے اہل میں جاتا ہوں تو اپنی جگہ پر کھجور پاتا ہوں۔ اسے کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں مگر صدقہ کے خوف سے اسے ڈال دیتا ہوں۔

(بخاری جلد۱ صفحہ ۳۲۸)

فائدہ: چونکہ آپ ﷺ کو صدقہ کا مال حرام تھا اس لئے اندیشہ کی وجہ سے آپ ﷺ اسے چھوڑ دیتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ شبہ کی وجہ سے نہیں کھاتے تھے۔ اس وجہ سے نہیں کہ راستہ میں پڑا کون کھائے۔ (جلد۵ صفحہ ۸۶)

جیسے امراء اسے شرافت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ معمولی چیز جس کی کوئی حیثیت نہ ہو اور اسے آدمی تلاش کرنے نہ نکلے تو ایسی پڑی چیز کو اٹھا کر کھالے اور استعمال کرلے تاکہ ضائع بیکار نہ ہو جائے۔ اس کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انار کا دانہ پایا تو اسے کھالیا اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کھجور پایا تو اسے کھالیا۔ ابھی نصف ہی کھایا تھا کہ ایک فقیر پر نظر پڑی تو آدھا اسے دے دیا۔ (جلد۱۲ صفحہ ۲۷۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے کہ ایک کھجور انہوں نے پایا تو کھالیا اور کہا اللہ پاک ضائع کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ یعنی اگر نہیں کھاتی تو برباد اور ضائع ہی ہو جاتا اور کسی کے حق نہ لگتا۔ (جلد۵ صفحہ ۸۶)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیزوں کے کھانے اور استعمال کرنے میں جو عار سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ تواضع اور صلاح کی بات ہے کہ خدا کی نعمت کو ضائع نہ ہونے دے استعمال کرلے۔

پڑی ہوئی چیز کے پانے پر اعلان کرنا

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک تھیلی پڑی پائی۔ جس میں سو دینار تھے۔ میں

آپ ﷺ کے پاس آیا (اور واقعہ بتایا) آپ نے فرمایا ایک سال تک اعلان کرو۔ میں نے اس کا مالک نہیں پایا۔ آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا ایک سال تک اعلان کرو۔ پھر میں نے کسی کو نہیں پایا۔ (کہ یہ مال کس کا ہے) آپ کے پاس پھر آیا تیسری مرتبہ تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور اس کی مقدار وغیرہ کو یاد رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو ٹھیک ورنہ تم اس سے فائدہ اٹھالو۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۲۷)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس شے کی قیمت ہو اور گم ہونے کے بعد اسے تلاش کیا جائے۔ گم ہونے والے کو اس کا رنج و افسوس ہو تو ایسی صورت میں اس کا اعلان کرنا، مالک کو تلاش کرنا واجب ہے۔ اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے۔ بعض لوگ پائی ہوئی چیز کو اپنا ملک سمجھنے لگتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں۔ خدا نے غیب سے بھیجا ہے۔ یہ جہالت ہے۔

اکثر و بیشتر عورتوں کو بچوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پائی ہوئی چیز کو اپنا ملک سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ حرام ہے۔ اگر بچے پائی ہوئی چیز گھروں میں لائیں اور عرف ماحول میں اس کی کوئی قیمت ہو تو مالک تک پہنچائے اور اعلان کرنے کا حکم دیں اور مالک کو تلاش کریں، بچوں کو پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے سے منع کریں تاکہ عادت خراب نہ ہو۔

اگر اعلان و اشتہار کے باوجود مالک کا پتہ نہ چلے اور پانے والا غریب ہو تو وہ استعمال کر سکتا ہے۔ اگر امیر ہے تو احناف کے نزدیک اس کا کسی غریب کو دینا واجب ہے۔ اگر استعمال کے بعد مالک کا پتہ چل جائے اور وہ طلب کرے تو اس کا مثل دینا واجب ہے۔ اس کے جزئیاتی مسائل اہل علم سے معلوم کریں۔

گروی رکھنا

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے عوض لوہے کا زرہ رہن رکھا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۲۱)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کی زرہ تیس ۳۰ صاع جو کی وجہ سے گروی رکھی ہوئی تھی۔ (یعنی اتنا مال نہ تھا کہ نقد خریدتے)۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۶)

فَائِدَہ: آپ ﷺ کے پاس گھر کی ضرورت کے لئے اتنی رقم نہ تھی کہ نقد خریدتے۔ چنانچہ ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے نفقہ کے لئے آپ نے رہن رکھ کر جو خریدا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کی وجہ سے رہن رکھنا خلاف سنت نہیں ہے۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے قرض رہن اور بغیر رہن دونوں طرح سے لیا ہے۔ (جلد ا صفحہ ۱۶۲)

کسی دوسرے کے ذمہ کام سپرد کرنا

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو بکرے دیئے کہ وہ اصحاب

میں تقسیم کردیں۔ ایک چھوٹا سا بچہ بچ گیا تو آپ سے ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا تم قربانی کرلو۔
(بخاری جلد ا صفحہ ۳۰۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک صاحب کا قرضہ تھا۔ وہ شخص آیا تو آپ نے اصحاب سے فرمایا اس کو ادا کردو۔ انہوں نے اس جیسا (جیسا کہ آپ نے دیا تھا) نہیں پایا تو آپ سے کہا۔ اس پر آپ نے فرمایا اس سے بہتر دیدو۔ تم میں بہتر وہ ہے جو ادا میں بہتر ہو۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۳۰۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر (جو وصول ہوا تھا) رکھنے کا کام سپرد کیا۔ (مختصرا بخاری جلد ا صفحہ ۳۱۰)

خیال رہے کہ اپنا کام خود بھی کرنا سنت ہے۔ اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ اپنے اصحاب سے کام لیا جائے۔ اس کام کا ذمہ دار اور وکیل اسے بنا دیا جائے۔ غیر مسلم کو بھی اپنے کام کا وکیل بنایا جا سکتا ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں "اِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمِ حَرَبِيًّا" سے اسی مسئلہ کے صحیح اور مشروع ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔

حضرت عروہ بن جعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا کہ وہ بکری خرید لیں۔ چنانچہ انہوں نے (اسی رقم سے) دو بکری خرید لی۔ اور ایک بکری کو ایک دینار میں فروخت کردیا اور ایک بکری اور ایک دینار لے کر آئے۔ آپ نے ان کو خرید و فرخت میں برکت کی دعا دی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دعا کی برکت سے ان کا حال یہ تھا کہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہوتا۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۴)

اس واقعہ میں عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت میں جائز چالاکی محمود ہے۔ اسی وجہ سے تو آپ نے دعا دی۔

اجرت اور مزدوری پر کام کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرتبہ (تجارتی) سفر میں حضرت خدیجہ کا اجیر بنا تھا۔ ہر سفر پر ایک اونٹ اجرت طے تھی۔ (بیہقی فی سنن الکبری جلد ٦ صفحہ ۱۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے اجرت پر تجارتی سفر کے لئے لیا تھا کہ مقام جرش تک (تجارتی سامان لے کر) جاؤں۔ ہر سفر پر ایک اونٹ مقرر تھا۔ (سنن کبری جلد ٦ صفحہ ۱۱۸)

فائدہ: ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کو اجرت پر لیا اور خود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت پر کام کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شام کے سفر میں اجرت پر کام کیا تھا۔ (جلد ا صفحہ ۱٦۱)

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کا مضاربت کا معاملہ تھا تو آپ

امین، اجیر، وکیل، شریک سب ہو گئے۔ چونکہ مال آپ کے ذمہ ہو گیا تو آپ امین ہو گئے اور تصرف کیا وکیل ہو گئے۔ عمل اور کام میں اپنے آپ کو حوالہ کیا تو اجیر ہو گئے اور نفع لیا تو شریک ہو گئے۔ یعنی آپ کے عمل مبارک سے ان امور کی مسنونیت ثابت ہو جائے گی۔

آپ ﷺ کا تجارتی سفر شام کی جانب

نفیسہ جو یعلی ابن منیر کی بہن ہیں کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر پچیس سال ہوئی تو ابو طالب نے کہا۔ میں غریب آدمی ہوں۔ کچھ زمانہ کے ہم پر مصائب ہیں اور آپ کی قوم قریش تجارتی سلسلہ میں شام جا رہی ہے اور خدیجہ (جو ایک مالدار عورت ہے مضاربت یا اجرت پر تجارتی سامان بھیجا کرتی ہیں) لوگوں کو شامی تجارتی قافلے میں بھیج رہی ہیں۔ اگر آپ خدیجہ سے اس سلسلے میں کچھ بات کر لیں تو وہ بہت جلد آپ کے لئے تیار ہو جائیں گی۔ چنانچہ حضرت خدیجہ کو یہ خبر ملی۔ انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ آپ میرے تجارتی سامان کو لے جائیں جتنا میں اور کو دیتی ہوں اس سے دگنا میں آپ کو دوں گی۔ انہیں کی ایک روایت میں ہے۔ ابو طالب نے کہا کہ اگرچہ میں خوف یہود کی وجہ سے پسند نہیں کرتا مگر اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۲۹، سبل جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

چنانچہ نفیسہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس تجارت میں آپ کو بہت نفع حاصل ہوا اور حضرت خدیجہ نے اس سے بہت زائد دیا جو مقرر کیا تھا۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۳۱، سبل الہدیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

ابن جوزی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے کہا کہ اپنے چچا زبیر بن عبد المطلب کے ساتھ بھی آپ نے ایک سفر کیا جو یمن کی جانب تھا۔ (سبل جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

یہ شام کا دوسرا سفر تھا۔ شام کا پہلا سفر چچا ابو طالب کے ساتھ ۱۲ سال کی عمر میں ہوا تھا۔ یہ دونوں اسفار نبوت سے پہلے ہوئے تھے۔ نبوت کے بعد تو آپ کو دعوت و تبلیغ سے فرصت ہی نہیں ملی کہ معاشی سلسلہ میں کوئی قدم اٹھاتے۔

شام کا پہلا سفر

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے ابن عساکر نے، محمد بن عقیل سے بزار، اور ترمذی نے حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت کیا ہے کہ جب ابو طالب نے شام کی طرف تجارتی سفر کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے چچا ابو طالب سے کہا۔ اے چچا۔ آپ مجھے کس کے پاس چھوڑے جاتے ہیں۔ ابو طالب کو رحم آ گیا اور اپنے ساتھ سواری کے پیچھے بٹھا کر شام لے چلے۔ کسی عبادت خانے پر منزل کیا تو صاحب خانہ نے کہا۔ یہ لڑکا کس کا ہے۔ ابو طالب نے کہا ہمارا (اس پر اس نے کہا نہ اس کا باپ زندہ ہو سکتا ہے نہ تمہارا بیٹا ہو سکتا ہے۔ ابو طالب نے پوچھا یہ کیوں۔ اس نے کہا اس کا چہرہ اور آنکھ نبی کا ہے۔ ابو طالب نے کہا نبی کیا ہوتا ہے۔ جس پر آسمان کی

جانب سے اہل زمین کے لئے وحی آتی ہے۔ ابوطالب نے کہا اللہ اجل۔ اس نے کہا دیکھو یہود سے بچنا۔ (یعنی کہیں عداوت سے قتل نہ کرڈالیں)۔ (سبل الہدیٰ جلد۲ صفحہ ۱۴۰)

فائدہ: اور اسی سفر میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا تھا کہ جس طرف سے گزرتے ہیں اشجار و احجار سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اس نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی خبر دی تھی۔ (جلد۲ صفحہ ۱۴۰)

کسی کے یہاں مزدوری یا اجرت پر کام کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کہا اللہ پاک جل شانہ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں کیا۔ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور میں نے بھی چند قیراط کے عوض بکریاں چرائی ہیں۔

فائدہ: آپ ﷺ نے مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرانے کا کام کیا ہے۔ قیراط بہت معمولی رقم ہے۔ دینار کا بیسواں حصہ۔ آپ ﷺ نے نبوت سے قبل یہ کیا ہے۔ نبوت کے بعد آپ تو ہمہ تن دعوت و تبلیغ میں لگ گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے ڈول بھرا ہے۔ ایک کھجور کی اجرت پر اور میں نے شرط لگا دی تھی کہ خشک عمدہ کھجور لوں گا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۱۸)

فائدہ: ضرورت پر غیر مسلم کی مزدوری جائز ہے۔

غیر مسلم کو اجیر رکھنا، ان سے کام لینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو دیل کے ایک شخص کو راستہ کی رہنمائی کے لئے اجرت پر لیا تھا جو کافر تھا۔ (بخاری صفحہ ۳۰۱)

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو غیروں کو رکھا جا سکتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی نہیں ملا تو مشرک کو اجرت پر لیا جا سکتا ہے۔
(جلد۱۲ صفحہ ۸۱)

غیر مسلم کے یہاں مزدوری کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک صاحب آئے آپ کو دیکھ کر انہوں نے کہا کیا بات ہے کہ میں آپ کو پژمردہ دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے۔ پس یہ انصاری صحابی اپنے کجاوہ کے پاس گئے۔ اس میں کچھ نہیں پایا۔ پس تلاش میں نکلے۔ ایک یہودی کو دیکھا باغ میں پانی سینچ رہا تھا۔ انصاری صحابی نے پوچھا باغ کو سیراب کردوں (اجرت پر) اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ہر ڈول کے بدلے ایک

کھجور۔ انصاری صحابی نے کہا۔ خراب خشک ردی کھجور نہ لوں گا۔ عمدہ لوں گا۔ قریب دو صاع ڈول بھر کر جمع کر لیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۸۱۹)

فائدہ: حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس قدر حضور پاک ﷺ سے غایت درجہ محبت وخلوص کا برتاؤ کرتے تھے اور آپ کی ضرورت کا کس قدر خیال رکھتے اور کس طرح اپنی جان و مال قربان کرتے یہ انہی حضرات کی شان کی بات ہے۔

مگر خیال رہے کہ اہل اسلام کا غیر مسلمین خواہ یہود ونصاریٰ ہوں یا مشرکین ہوں اجیر کی حیثیت سے یعنی ملازمت کرنی بہتر نہیں کہ اس میں کافروں کی مخدومیت ہوتی ہے جو شان ایمان کے خلاف ہے۔

(عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۴)

اس سے بہتر تجارت وزراعت ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ کوئی صنعت وحرفت اپنے گھر میں کریں اور وہ لوگ مال خرید کر لے جائیں تو بہتر ہے۔ اس میں کوئی ذلت نہیں۔ بخلاف ان کے دکان و گھر میں کام کرنے سے اہل ایمان کو ایک قسم کی ذلت کا سامنا ہے جو بہتر نہیں۔ (عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۴)

کام کے بعد مزدوری نہ دینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمی کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا۔

❶ جس نے میرے نام سے قسم کھائی اور پورا نہ کیا۔

❷ جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی۔

❸ کسی اجیر ومزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری، عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۲)

فائدہ: درجہ انسانیت سے یہ بات گری ہوئی ہے کہ کسی سے کام لے اور اس کی اجرت ومزدوری نہ دے۔ بہتوں کو اس کا مرتکب دیکھا گیا۔ عموماً سستی اور تغافل کو بھی اس میں دخل ہوتا ہے۔ بہت سخت وعید ہے اگر اس دنیا میں رہ گیا کل قیامت میں خدائے پاک اس کا فریق بن کر مسئلہ حل فرمائیں گے اور اس مال میں برکت بھی نہیں رہتی جس میں دوسرے کا حق واجب شامل ہو۔

مزدوری کا پیشہ کوئی بری بات نہیں

ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول پاک ﷺ صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے بعض اصحاب بازار جاتے اور مزدوری کرتے (بوجھ اٹھاتے)۔ (بخاری، عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۲)

فَائِدَہ: جب فقراء صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ صدقہ کی فضیلت سنتے اور اس کے ثواب کو جانتے تو ثواب کے شوق میں بازار جا کر لوگوں کا بوجھ اٹھاتے جو پاتے راہ خدا میں خرچ کر دیتے۔

مزدوری پسینہ خشک ہونے سے قبل دی جائے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مزدور کو یا جس سے کام لیا ہو اس کو پسینہ خشک ہونے سے قبل اجرت دو۔ (سنن کبریٰ بیہقی صفحہ ۱۲۱)

فَائِدَہ: بعض لوگ مزدوروں سے وقت پر کام کرا لیتے ہیں اور مزدوری دینے میں دوڑاتے ہیں اور آج کل پر ٹالتے رہتے ہیں یہ بہت بری بات ہے۔ ایمان ہی نہیں انسانیت کے بھی خلاف ہے۔

تلاوت کلام پاک یا تراویح پر رقم حاصل کرنا

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ہم لوگ قرآن پاک پڑھ رہے تھے اور ہم میں عربی غیر عربی اور حبشی موجود تھے۔ آپ ہمارے درمیان تشریف لائے اور فرمایا۔ تم لوگ بہتر ہو۔ خدا کی کتاب پڑھتے ہو اور تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں۔ عنقریب ایک زمانہ آئے گا لوگ قرآن پاک کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر)۔ یعنی ظاہری حسن کی رعایت کریں گے) اور اس کا بدلہ دنیا میں چاہیں گے اور آخرت میں ثواب سے محروم رہیں گے۔ (مجمع جلد۲ صفحہ ۹۷)

حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن سیکھو اور جب سیکھ لو تو اس میں غلو مت کرو۔ اس سے مال جمع مت کرو اور نہ اس سے کھاؤ اور نہ اس کے ذریعہ زیادتی طلب کرو۔ (مجمع جلد۲ صفحہ ۹۸)

عبدالرحمٰن بن شبلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ اس سے مال مت حاصل کرو اور اس میں غلو نہ کرو اور نہ اس کو کھانے کا ذریعہ بناؤ اور اس کے ذریعہ زیادتی نہ چاہو۔ (جامع صغیر للسیوطی صفحہ ۸۳)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا قرآن پڑھو اور اس سے اللہ کی رضا حاصل کرو۔ اس سے پہلے کہ ایک قوم آئے گی جو قرآن کو تیر کی طرح درست کرے گی۔ دنیا کا نفع چاہے گی آخرت کے نفع سے محروم رہے گی۔ (مسند احمد، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۴)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ ہم سب لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ اور اہل عجم بھی تھے جو کہ اپنے لہجوں میں قرات کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پڑھے جاؤ سب ٹھیک ہے۔ عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو اس کے الفاظ کو اس طرح درست کرے گی جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے (اور ان کا حال یہ ہوگا) کہ اس سے دنیوی نفع (مال) چاہیں گے اور آخرت کے ثواب کا قصد نہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۹۱)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی شرح میں دنیوی نفع کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا بدلہ اور

عوض (یعنی روپیہ) دنیا میں چاہیں گے۔ اس کا ثواب نہ چاہیں گے بلکہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیں گے۔ اس سے تاکل کریں گے۔ یعنی کھائیں گے۔ ذریعہ معاش بنائیں گے۔ خدا پر بھروسہ نہ کریں گے۔ (مرقات جلد۲ صفحہ ۶۱۷)

اس حدیث سے ان حفاظ وقراء کی شدید مذمت معلوم ہوئی جو تلاوت اور تراویح کے ذریعہ مال حاصل کرتے ہیں۔

ابوراشد جرانی نے عبدالرحمٰن الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شریف پڑھو اور اس میں غلو حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو اور اس کے ذریعہ سے مت کھاؤ۔ (طحاوی جلد۲ صفحہ ۱۰)

فائدہ: اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فحظر علیھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یتعوضوا بالقرآن شیئا من عوض الدنیا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ قرآن پاک (تلاوت جو عبادت ہے) اس کے ذریعہ سے دنیا کا کوئی عوض حاصل کرے۔ مزید تاکید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ قرآن کے ذریعہ سے کھائے یا دنیا کی کوئی شے حاصل کرے۔ (جلد۲ صفحہ ۱۰)

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت خواہ تراویح میں ہو یا غیر تراویح میں عبادت ہے اور اللہ پاک نے قرآن پاک میں جا بجا فرمایا ہے۔ "اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا" ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم عبادت خالص اللہ کے لئے کریں۔ اس کے بدلہ دنیا کی کوئی شے حاصل نہ کریں بلکہ آخرت میں اس کا اجر حاصل کریں۔ رہی بات دنیا کا حصول تو اسے دوسرے جائز طریقہ سے حاصل کریں۔

تراویح پر ملنے والی رقم کے متعلق

خیال رہے کہ قرآن پاک کی تلاوت جہاں عبادت وتقریب اور محض ثواب کے لئے ہو۔ جیسے تراویح میں کلام پاک کا پڑھنا یا ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک کا پڑھنا تو اس پر کسی طرح بھی رقم خواہ ہدیہ یا چندہ کے طور پر لینا دینا جائز نہیں گناہ ہے۔ اگر کوئی بات پہلے سے طے نہ ہو۔ مگر وہاں حفاظ کو دیا جاتا ہو۔ تب بھی فقہ کے المعروف کالمشروط کے قاعدے سے جائز نہ ہوگا۔

آج اس دور میں حفاظ کرام کا تراویح پر رقم لینے دینے کا مسئلہ پورے ہندوستان میں رائج ہے۔ حیرت تو اس امر پر ہے کہ اسے اپنا حق سمجھا جاتا ہے۔ گناہ اور خلاف شرع نہیں سمجھا جاتا ہے حالانکہ حدیث اور فقہ کے اعتبار سے یہ رقم ناجائز اور باعث گناہ ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ تراویح میں کلام پاک عبادت اور تقرب ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اسے سنت موکدہ قرار دے کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ تقرب وعبادت نسلاً بعد نسل ہے اور عبادت پر رقم جائز نہیں۔ چونکہ اس کا مقصد خدا سے تقرب اور ثواب ہے اور عبادت وتقرب پر دنیاوی اشیاء کا حاصل کرنا خواہ خوشی سے دے یا ضرورت سے دے کسی بھی امام کے نزدیک جائز نہیں اور اس کے جواز کی تاویل فاسد تاویل ہے۔ اختلاف جو ہے وہ تعلیم وتدریس قرآن کی اجرت پر ہے جس کو متاخرین احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ جلد۲ صفحہ۹۴۲، بحر الرائق جلد۸ صفحہ۲۲)

عموماً حفاظ کرام اسی مقصد مال کی وجہ سے سفر کرتے ہیں۔ اپنے گاؤں اور بستی میں نہیں سناتے باوجودیکہ بستی اور گاؤں میں ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی مسجد کا ارادہ کرتے ہیں اور اس کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں رقم زیادہ سے زیادہ مل سکے۔ چنانچہ معلوم کرتے ہیں پچھلے سالوں میں یہاں کیا رقم ملی ہے۔ سابقہ حالات سے رقم کا جائزہ لگا لیتے ہیں۔ اگر کم رقم کا یا نہ ملنے کا احساس ہو جاتا ہے تو اسے خیر آباد کہہ دیتے ہیں بلکہ سنانے کے بعد سے زیادہ رقم کی ترغیب دیتے ہیں۔ بسا اوقات دو دو مسجدوں میں کلام پاک سناتے ہیں۔ اگر اندازے سے کم ملتا ہے تو دوسری مسجد تلاش کرتے ہیں۔ عموماً اس کا مقصد مال کا حصول ہوتا ہے۔ جس کی حرمت اور ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"جواز الاخذ استحساناً علی تعلیم القرآن لا علی القراءة المجردة" (صفحہ۵۶)

ترجمہ: "تعلیم قرآن پر استحساناً اجرت جائز ہے۔ تلاوت پر نہیں۔"

تلاوت کلام پر خواہ تراویح میں ہو یا غیر تراویح میں جیسے ایصال ثواب کے موقع پر کسی بھی طرح رقم کا لینا کسی امام کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

"ولا یصح الاستیجار علی القراءة واهدائها الی المیت لانه لم ینقل من الائمة الاذن فی ذالك وقد قال العلماء ان القاری اذا قرء لاجل المال فلا ثواب له"

(صفحہ۵۷)

قرأت قرآن پر اجرت درست نہیں۔ اسی طرح میت کے ایصال ثواب کے لئے۔ چونکہ اس کی اجازت کسی بھی امام سے منقول نہیں ہے۔ علماء نے کہا کہ جب مال کیلئے قرآن پڑھا جائے تو اس کا ثواب نہ ہوگا جب اس کو ثواب نہ ہوگا تو دوسرے کو کس طرح بخشے گا۔ ایک موقعہ پر اس کی حرمت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والاستیجار علی مجردة التلاوة لم یقل به احد من الائمة وانما تنازعوا فی

الاستیجار علی التعلیم"

البتہ درس وتدریس کی اجرت پر اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس کے جواز کا فتویٰ متاخرین فقہاء نے دے دیا ہے۔ محض قرأت قرآن پر اجرت کسی بھی امام نے جائز قرار نہیں دیا۔ بڑی غلط فہمی ہے کہ لوگ تراویح کے چندہ کو ثواب سمجھ کر دیتے ہیں اور لینے والا اسے ہدیہ سمجھ کر لیتا ہے۔ حالانکہ لینا دینا دونوں گناہ ہے کوئی یہ تاویل کرتا ہے کہ اجرت سمجھ کر تھوڑے ہی دیا جا رہا ہے۔ خوشی سے ہدیۃً دیا جا رہا ہے۔ یہ اصول فقہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اجرت کا تعلق نیت پر تھوڑے ہی موقوف ہے۔ دینے والا قرآن پڑھنے کی وجہ سے عرف ورواج کے پیش نظر دے رہا ہے۔ اس لئے لینا دینا دونوں گناہ ہے۔ علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ لکھتے ہیں: "الاحذ والمعطی آثماں" لینے دینے والے دونوں گناہ گار ہیں۔ (جلد ۶ صفحہ ۵۶)

ثواب اور عبادت پر دنیوی نفع کے خلاف شرع وناجائز ہونے پر علامہ جصاص رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ احکام القرآن میں سورہ حم عسق کی آیت: "من کان یرید حرث الدنیا نؤته منها وماله فی الاحرة من نصیب" پر لکھتے ہیں۔

"فیه الدلالة علی بطلان الاستیحار علی ما سبیله ان لا یفعل الا علی وجد القربة لاخباره تعالیٰ بان من یرید حرث الدنیا فلا حظ له فی الاحرة فیخرج ذالك من ان یکون قربة فلا یقع موقع الجواز" (جلد ۳ صفحہ ۵۷۲)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ثواب اور عبادت پر دنیوی نفع کا طلب اور جستجو ناجائز ہے اور لینا دینا دونوں گناہ ہے۔

تعلیم وتدریس قرآن پر اجرت

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ بدر کے قیدیوں کے پاس کوئی مال فدیہ کے لئے نہیں تھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کا فدیہ یہ قرار دیا کہ وہ انصار کی اولاد کو لکھنا سکھائیں۔ (سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۱۲۵)

فَائِدَہ: اس روایت سے مطلق تعلیم کی اجرت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

حضرت عطاء رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بیان کیا کہ تین معلّمین مدینہ منورہ میں بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے ان کا وظیفہ ہر ماہ پندرہ درہم مقرر کر رکھا تھا۔ (جلد ۶ صفحہ ۱۲۵)

محدث بیہقی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ابن سیرین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے معلّمین کی اجرت تعلیم پر کوئی حرج نہیں کہا۔ معاویہ بن قرہ سے پوچھا گیا کہ معلّمین کی اجرت کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے کہا میں تو اس میں ثواب سمجھتا ہوں۔ اسی طرح شعبہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے حکم کا قول اس

کے جائز ہونے کا نقل کیا ہے۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۱۲۴)

فَائِدَہ: تدریس و تعلیم القرآن کی اجرت اور ماہانہ تنخواہ جائز ہے۔ (کذا فی البحر والشامی)

اسی طرح تعویذ اور جھاڑ پھونک پر جو قرآن پاک پڑھایا لکھا جائے اس کی اجرت بھی جائز ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں سانپ کے کاٹے ہوئے پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنے کی اجرت کا ذکر ہے۔ جسے آپ نے درست فرماتے ہوئے خود بھی شرکت کی خواہش فرمائی۔

ہدیہ کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ہدیہ قبول کرنا سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ بھی عنایت فرماتے تھے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۵۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ صدقہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے صدقہ قبول نہیں فرماتے۔ (طبرانی، مجمع جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

آپ ﷺ کی پاکیزہ عادت ہدیہ کے قبول فرمانے کی تھی آپ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی خوب ہدایا سے نوازتے۔ ابتداءً بھی ہدیہ دیتے اور ہدیہ کے عوض بھی ہدیہ دیتے۔ ہدیہ کو آپ بہت پسند فرماتے۔ کھانے کی چیز ہوتی تو اسی وقت اسی مجلس میں نوش فرماتے۔ چونکہ ہدیہ محبت اور خوشی کے لئے دیا جاتا ہے۔ تعلق اور انس کے لئے دیا جاتا ہے۔ جسے آپ پسند فرماتے۔ ہدیہ قبول کرنا تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت رہی ہے۔ مفسر قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجامع میں لکھا ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔ صدقہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۹)

فائدہ: ہدیہ خوشی اور محبت اور الفت کی زیادتی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد خوشی اور دل سے دعاؤں کا لینا ہے اور یہ مطلوب ہے اسی وجہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہدیہ سے خوش ہوتے اور قبول فرماتے۔ اس کے برخلاف صدقہ اپنے حق میں نہیں قبول فرماتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ صدقہ کا مال میل ہوتا ہے۔ اس لئے استعمال نہیں فرماتے۔ (عمدہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۵)

ہدیہ اور صدقہ میں فرق

ہدیہ کا مقصد مہدی الیہ کو خوش کرنا اور اس کی خوشی و محبت کو حاصل کرنا ہے اور صدقہ کا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے۔ گو ہدیہ میں بھی ثواب ہوتا ہے مگر اولین مقصد خوشی و محبت ہے جو باعث ثواب ہے۔ اسی وجہ سے ہدیہ، امراء، اغنیاء، سادات کو بھی دیا جا سکتا ہے اور ان کو صدقہ واجبہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ فیض الباری شرح بخاری میں ہدیہ کی

تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اولین مقصد اس کا خوشی و محبت حاصل کرنا ہے۔ پھر ثواب، صدقہ کا اولین مقصد ثواب حاصل کرنا ہے۔ (جلد۳ صفحہ۳۶۶)

لانے والے سے معلوم کرنا ہدیہ ہے یا صدقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ کھانے کی چیزیں لاتے (حضرات انصار) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ صدقہ ہے یا ہدیہ۔ اگر صدقہ کہا جاتا تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے کھاؤ۔ اگر ہدیہ کہا جاتا تو آپ اس میں ہاتھ ڈالتے اور کھاتے۔

(بخاری صفحہ۳۵۰، سنن کبریٰ جلد۲ صفحہ۱۶۸، مجمع الزوائد جلد۳ صفحہ۹۳)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک طبق جس میں کھجور تھا لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا ہے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ آپ اور آپ کے اصحاب پر صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہم صدقہ نہیں کھاتے چنانچہ وہ لے گئے۔ دوسرے دن طبق لے کر آئے جس میں کھجور تھا۔ آپ نے پوچھا کیا ہے اس میں۔ انہوں نے کہا ہدیہ۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔ (مجمع الزوائد جلد۳ صفحہ۹۳)

صدقہ اپنے اصحاب کو دیتے ہدیہ خود کھاتے کھلاتے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لے کر حاضر ہوا اور میں غلام تھا۔ میں نے کہا صدقہ ہے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور خود نہیں کھایا۔ پھر میں دوسری مرتبہ کھانے لے کر گیا اور کہا یہ ہدیہ ہے۔ میں نے اکراماً آپ کو ہدیہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے ہدیہ خود بھی کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی کھلایا۔ (مجمع جلد۳ صفحہ۹۳)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صدقہ کا مال نہیں استعمال فرماتے۔ البتہ قبول فرما کر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کھلا دیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خود نہ کھائے تو دوسروں کو کھلا دے۔

رزق میں وسعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کا ہدیہ آپس میں لیا دیا کرو۔ یہ تمہارے رزق کی وسعت کا باعث ہے۔ (جامع صغیر صفحہ۳۰۲)

پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کے لئے شوربہ زیادہ کرنا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ رکھو۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر رکھو اور ان میں تقسیم کرو۔ (ادب مفرد صفحہ۶۲)

ہدیہ سینے کے کینہ کو دور کرتا ہے

ام حکیم بنت وداع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ہدیہ لیا دیا کرو یہ محبت کو بڑھاتا ہے اور سینہ کے کینہ کو دور کرتا ہے۔ (مطالب عالیہ، طبرانی، جامع صغیر صفحہ ۲۰۳)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہدایا لیا دیا کرو۔ یہ سینہ کی کدورت کو دور کرتا ہے۔ اگر مجھے ایک پائے کی بھی دعوت دی جائے تو قبول کرلوں گا۔ (بیہقی، جامع صغیر صفحہ ۲۰۲)

ہدیہ بخشش خداوندی ہے

حضرت موسیٰ بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہدیہ رزق خداوندی ہے۔ جسے ہدیہ کیا جائے وہ اسے قبول کرے اور چاہئے کہ اس سے بہتر دے۔

(مکارم اخلاق ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۳۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ ہدیہ رزق خداوندی ہے جو اسے قبول کرتا ہے خدا کی طرف سے قبول کرتا ہے۔ جو اسے رد کرتا ہے خدا کا رد کرتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۶)

آپس میں ہدیہ لینے دینے کا حکم

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا آپس میں ہدیہ لینے دینے کا تعلق رکھا کرو محبت ہوگی۔ (مسند ابویعلی، جامع صغیر صفحہ ۲۰۲)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لوگوں کے درمیان حسن تعلقات کی وجہ سے ہدایا کا حکم دیتے تھے۔ (مجمع جلد ۴ صفحہ ۱۴۹)

ہدیہ سے آپس میں محبت بڑھتی ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ہدیہ لیا دیا کرو۔ آپس میں محبت زیادہ ہوگی۔ (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہدیہ کا سلسلہ رکھو۔ کم ہو یا زیادہ۔ یہ دل کے کینہ کو دور رکھتا ہے اور محبت پیدا کرتا ہے۔ (مکارم اخلاق ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۴۱)

حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ودیگر لوگوں کے ہدایا

حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ آپ کی ضرورتوں کا بڑا خیال فرماتے تھے۔ کسی بھی ضرورت کا احساس فرماتے تو فوراً آپ کی خدمت میں پیش فرماتے۔ چنانچہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے

پاس چارپائی نہیں تھی اور اہل مکہ چارپائی کو پسند کرتے تھے۔ آپ نے ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا کہ تمہارے پاس چارپائی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اسعد بن زرارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ایک چارپائی ساگوان لکڑی کی بنوا کر آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ تاوفات آپ اس پر سوئے اور نماز بھی پڑھتے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگ جنازہ کے لئے تبرکاً اسے لے جاتے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۵۶۴)

لوگوں کے ازراہ محبت ہدایا بخشے ہوئے آپ کے پاس اکثر سامان تھے۔ چنانچہ حضرت دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو موزے ہدیۃً دیئے ہوئے تھے جسے آپ نے اس وقت تک استعمال کیا جب تک پھٹ نہ گئے۔ حضرت عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک روایت کے مطابق جبہ بھی انہوں نے دیا تھا۔ (شمائل ترمذی)

اسی طرح امام ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے شمائل میں لکھا ہے کہ نجاشی بادشاہ نے بھی دو موزے دیئے تھے۔ ملاعلی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ موزے کے ساتھ قمیص پاجامہ اور طیلسانی چادر بھی ہدیۃً دیئے تھے۔

(مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۵۵)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ نجاشی نے عطروان جس میں عطر تھا ہدیۃً دیا تھا جس سے آپ عطر لگایا کرتے تھے۔ (سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۵۳۷)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک شیشہ کا پیالہ تھا جسے شاہ مقوقس نے آپ کو دیا تھا۔ (ابن ماجہ، سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۳۶۲)

جمع الوسائل میں ہے کہ شاہ حبشہ نے آپ کو پاجامہ ہدیۃً دیا تھا۔ (صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابوجہم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کو شامی منقش چادر ہدیۃً دی تھی آپ نے اس کی خوشنمائی کو پسند نہیں کیا۔ اس کے بدلے موٹی غیر منقش چادر لی۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۸۰)

سرمہ دانی، آئینہ اور کنگھی آپ کے پاس اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کا ہدیہ کردہ تھا۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۵۵)

قبط کے بادشاہ کا ہدیہ کردہ ایک خچر تھا۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۵۵)

اس خچر پر آپ اکثر سوار ہوتے تھے۔ بغلہ شہباء جس کا ذکر بکثرت احادیث میں آتا ہے یہی تھا۔ ایلہ کے بادشاہ نے آپ کو سفید خچر دیا تھا اور ایک دھاری دار چادر دی تھی۔ (بخاری سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۸)

بقول حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حجاج بن غلاط سلمی نے آپ کو تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا ہدیۃً دی تھی۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۵۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں لوگ اپنے بڑوں اور دین کے مقتدی اور پیشواؤں کا خیال رکھتے تھے اور انہیں اکراماً ہدایا تحائف سے نوازتے رہتے تھے کہ ان حضرات کو دین کے کاموں اور مشغولیتوں سے اتنا موقع

کہاں ملتا تھا کہ زندگی کی سہولتوں اور ضرورتوں کی جانب توجہ دیں۔

آج بھی اللہ پاک کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ تاریخ اور احوال اٹھا کر دیکھیں۔ ان حضرات کی بیشتر ضرورتیں اور سہولتیں اللہ کے بندوں کے ہدایا سے وابستہ تھیں۔ زندگی کی دینی اور دنیاوی ضرورتیں اللہ کے بندوں کے ہدایا سے پوری ہوتی ہیں۔ مبارک اور خدائے پاک کے نزدیک پسندیدہ ہیں وہ لوگ جو اہل اللہ، علماء اور نیک برگزیدہ بندوں کو ہدایا اور دیگر سہولتوں سے نوازتے رہتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ان کی دلی دعاؤں اور خدائے پاک کی غیبی نصرتوں کے حامل ہوتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کا حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہدیہ

حضرت عبداللہ بن انیس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور پاک ﷺ نے عصا ہدیۃً دیتے ہوئے فرمایا۔ لو اسے استعمال کرو۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے ساتھ ان کا عصا (جو آپ ﷺ کا عطا کردہ تھا) دفن کر دیا گیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ۱۸۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسامہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلہ ہدیہ فرمایا تھا جو ریشمی تھے۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو پھاڑ کر دے دینا۔ (طحاوی شریف جلد۲ صفحہ۳۴۶)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو طائف سے انگور ہدیہ آیا۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا یہ خوشہ لے جاؤ اور اپنی والدہ کو پہنچا دو۔ (ابن ماجہ، کنز العمال، سبل الہدیٰ صفحہ۲۰۵)

حضرت تمیم داری نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیہ پیش کیا تھا جس کا نام اہداء تھا۔ جسے آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیۃً پیش کر دیا۔ (عمدۃ القاری جلد۱۳ صفحہ۱۸۲، ابن سعد جلد۱ صفحہ۴۹۰)

آپ ﷺ کو کسی نے ریشمی جوڑا ہدیہ کیا آپ نے اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیۃً پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ہدیہ پر یہ فرمایا کہ آپ نے تو اس کے بارے میں جو فرمایا (یعنی حرام ہے مردوں پر) آپ نے فرمایا میں نے تمہیں پہننے کو نہیں دیا۔ میں نے اس لئے ہدیہ کیا کہ خواہ فروخت کر دو یا اسے کسی کو (عورتوں کو) پہنا دو۔ (ادب مفرد صفحہ۱۷)

زامل بن عمرو کہتے ہیں کہ فروہ بن عمر الجذامی نے آپ ﷺ کو ایک خچر ہدیہ دیا تھا۔ جسے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیۃً دے دیا تھا۔ (ابن سعد جلد۱ صفحہ۴۹۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کو ہدیوں سے نوازتے رہتے تھے۔

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب سے ہدایا کا معمول

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے حریرہ بنانے کا حکم دیا۔ میں نے بنایا۔ پھر انہوں نے کہا اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے یہ فرمایا ہے۔ اے جابر کیا گوشت ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ (شاید گوشت کی خواہش تھی اسی وجہ سے آپ نے گوشت سمجھا) میں والد کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ میں نے کہا ہاں اور میں نے بتا دیا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا گوشت لائے ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے کہا کہ شاید آپ کو گوشت کی خواہش ہے تو والد نے ایک پالی ہوئی بکری کے ذبح کا حکم دیا۔ اسے بھونا گیا (چونکہ آپ کو بھنا گوشت پسند تھا) پھر حکم دیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ جابر کیا ہے۔ میں نے بتایا (کہ گوشت ہے) آپ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے حضرات انصار کو جزا دے۔ خاص کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۱۸۸)

حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی مخلصانہ محبت تھی کہ آپ کی خواہش کو سمجھ لیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں طائف سے انگور پیش کیا گیا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۱۱۷)

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا جس کا نام اہداء تھا۔ جسے آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیۃً دے دیا تھا۔ (عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۱۸۲)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں چادر کا ہدیہ لے کر آئی اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے بنا ہے کہ آپ کو پہناؤں۔

(سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۱۲۷، بخاری صفحہ ۲۸۲، عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۱)

کھانے کے بعد باقی ماندہ کا ہدیہ پیش کرنا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کھانا کھا کر بچ جاتا اسے ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھجوا دیتے۔ (طحاوی جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنا جھوٹا جو کھا کر بچا ہوا اپنے متعلقین یا ارادت مندوں کو دیا جا سکتا ہے جسے اس کے باقی ماندہ سے کراہیت نہ ہو۔

ہدیہ کا مال ہدیۃً دینا

حضرت تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا تھا۔ جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہدیۃً پیش کردیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۳ صفحہ ۲۲)

حضرت نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کسی نے ریشمی جوڑا ہدیۃً دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہدیۃً پیش کردیا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے غیر مسلم بھائی کو پیش کردیا۔ (ادب مفرد صفحہ ۳۵)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہدیہ کا سامان دوسرے کو ہدیۃً دیا جاسکتا ہے اور بیچا بھی جاسکتا ہے۔ البتہ استعمال کی قید کے ساتھ دیا ہے تو پھر بہتر نہیں۔

نقد روپیہ کا ہدیہ سنت سے ثابت ہے

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں کھجور کے خوشہ اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں ہدیۃً پیش کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہتھیلی بھر سونا عطا فرمایا۔

(شمائل ترمذی، مجمع جلد ۹ صفحہ ۱۳، ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۰۹)

فَائِدَہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت ربیع کو سونا عطا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استعمالی اشیاء کے علاوہ نقد رقم کا ہدیہ دینا بھی سنت سے ثابت ہے۔ کسی کی خدمت کے لئے یہ بہتر صورت ہے۔ تاکہ وہ اپنی کسی بھی ضرورت میں استعمال کرسکے۔

غیر مسلم بادشاہوں کے ہدایا

مسند بزار میں ہے کہ شاہ مقوقس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں شیشے کا پیالہ ہدیۃً بھیجا تھا۔

(مجمع الزوائد، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۸)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ ذی نیرن کے بادشاہ نے ایک گھڑا من کا ہدیہ پیش کیا۔

(مجمع جلد ۴ صفحہ ۱۵۲، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۸)

ابوحمید الساعدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایلہ کے بادشاہ نے سفید خچر اور منقش چادر ہدیۃً دیا تھا۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بھیجا تھا۔

(سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۸)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھے مخلوط ریشمی حلہ عطاء فرمایا۔ جسے فیروز نے ہدیۃً دیا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک ریشمی جبہ بدر نے آپ کو عنایت فرمایا۔ جس کی خوشنمائی نے لوگوں کو متحیر کر دیا تھا۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ کو جو رومال دیا جائے گا وہ اس سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ (بخاری، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۸)

موسیٰ بن محمد نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے ایک خچر کا نام ولدل تھا۔ یہ پہلا خچر ہے جو عہد اسلام میں دیکھا گیا ہے۔ اسے مقوقس بادشاہ نے آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۰۳)

صالح نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ کسریٰ نے آپ کو ہدیہ دیا آپ نے قبول کیا۔ (مختلف) بادشاہوں نے ہدیہ دیا آپ نے سب کو قبول کیا۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۳۸۹)

مشرکین کا ہدیہ

ملاعب الاسنۃ نے ذکر کیا کہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمانے سے انکار فرما دیا اور کہا میں بت پرست کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۳۰)

عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ عیاض بن حماد المجاشعی نے اسلام لانے سے قبل آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا تو آپ نے انکار فرماتے ہوئے کہا میں مشرکین کا عطیہ قبول نہیں کرتا۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۴)

مشرکین کے ہدیہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

مشرکین کے ہدایا کے متعلق آپ کا دو عمل رہا ہے کبھی آپ نے قبول فرما لیا۔ ہدایت کی امید یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے۔ ورنہ آپ نے رد فرما دیا۔ اہل کتاب نصاریٰ کے متعلق آپ کا معمول تھا کہ آپ ان کے ہدیہ کو قبول فرما لیتے تھے۔ ماقبل جس قدر روایتیں گزری ہیں وہ اہل کتاب کے ہدایا قبول کرنے کے متعلق ہیں۔ امام بخاری نے قبول الہدایا للمشرکین باب قائم فرما کر مشرکین کے ہدیہ کے جائز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں مشرکین کی جانب سے پیش کردہ ہدیہ کے قبول کرنے کی متعدد روایتیں ذکر کی ہیں۔ چنانچہ ذکر کرتے ہیں۔ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے سے قبل صوف کا جبہ اور دو موزے ہدیہ پیش کیا تھا آپ نے اسے قبول کیا۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب ہدیہ پیش کیا تو انہوں نے کافر ہونے کی وجہ سے انکار کر دیا جس پر "لَا یَنْہٰکُمُ الخ" کی آیت اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء کو ہدیہ قبول کرنے کا حکم دیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۸)

خلاصہ یہ ہے کہ کافر و مشرک کے پیش کردہ ہدیہ کو قبول کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کی معرفت ہدیہ بھیجنا

عبداللہ بن بسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے ایک انگور کا خوشہ دے کر حضور پاک ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے اسے کھالیا میری والدہ نے حضور پاک ﷺ سے معلوم کیا انگور کا خوشہ لے کر عبداللہ آیا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں چنانچہ جب مجھے رسول پاک ﷺ دیکھتے تو غدر غدر فرماتے، یعنی دھوکے باز۔ (مجمع جلد ۴ صفحہ ۱۵۰)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کی معرفت ہدایا بھیجنے میں کوئی حرج نہیں حسب موقعہ کبھی خود دے گئے کبھی بچوں کی معرفت پہنچادیا۔

حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے گھروں سے ہدایا کے آنے کا معمول

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عروہ سے ذکر کیا کہ ہم لوگوں پر تین تین ماہ گزر جاتے تھے اور ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے گھروں میں آگ جلنے کی نوبت نہ آتی۔ کچھ ملتا ہی نہیں کہ پکایا جائے تو عروہ نے پوچھا کہ اے خالہ کس طرح گزر بسر ہوتی تھی۔ کہا، کھجور اور پانی سے۔ ہاں مگر یہ کہ آپ ﷺ کے انصار پڑوسی جو تھے۔ ان کے لئے بکریاں ہوتی تھیں۔ وہ لوگ رسول پاک ﷺ کو دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ وہی ہم لوگوں کو آپ پلا دیتے تھے۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۰۲، بخاری)

فَائِدَہ: یعنی حضرات انصار اونٹ اور بکریوں کا دودھ بھجوا دیتے تھے۔

اس سے آپ ﷺ اور حضرات ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا گزر بسر ہوتا تھا۔

مدینہ منورہ کی ابتدائی زمانہ میں آپ ﷺ پر بہت تنگی تھی اسی وقت کا واقعہ ہے۔ (فتح جلد ۵ صفحہ ۱۵۵)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو اپنے بڑوں کا خصوصاً دینداروں کا خیال رکھنا چاہئے۔ دینداروں پر خرچ کرنے کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ صدقہ کا اور دین کی اعانت ونصرت کا جس کا بہت ہی زیادہ ثواب ہے۔

ہدیہ پر ہدیہ دینا سنت ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو ایک دیہاتی نے کچھ ہدیہ دیا۔ آپ نے اسے بھی دیا اور پوچھا خوش ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے زیادہ کردیا۔ پھر پوچھا خوش ہو اس نے کہا ہاں۔
(سبل الہدیٰ جلد ۴ صفحہ ۲۶)

بلا انتظار وحرص کے کوئی چیز مل جائے تو قبول کرے

حضرت خالد بن عدی جہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کسی بھائی کی جانب سے بغیر سوال کے اور بلا اشراف نفس کے کچھ مل جائے تو اسے قبول کرے واپس نہ

کرے۔ (حاکم، احسان ابن حبان جلد ا صفحہ ۵۰۹)

فَائِدَہ: حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مجھے عطا کے طور پر مرحمت فرماتے تو میں عرض کر دیتا کہ حضور کسی ایسے شخص کو مرحمت فرما دیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں لے لو۔ جب کوئی مال اس طرح آوے کہ نہ اس میں سوال کیا جائے نہ اس میں اشراف نفس ہو تو اسے لے لیا کرو۔ پھر اگر دل چاہے اس کو اپنے کام میں لاؤ اور دل نہ چاہے صدقہ کر دیا کرو اور جو مال خود نہ آئے اس کی طرف دھیان بھی نہ لگاؤ۔

فَائِدَہ: یعنی بلا طلب اور طمع کے کوئی چیز ملے تو اسے قبول کر لینا چاہئے کہ اس کے واپس کرنے میں اللہ کی نعمت کا کفران ہے اور ٹھکرانا ہے۔ اشراف نفس کا مطلب۔ اشراف کے معنی جھانکنے کے ہیں۔ اشراف نفس یہ ہے کہ نفس اس کو جھانک رہا ہو۔ اس کی تاک میں لگا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے صاحبزادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اشراف نفس کیا چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ یہ شخص مجھے کچھ دے گا۔ فلاں شخص مجھ کو بھیجے گا۔ (فضائل صدقات صفحہ ۳۲۲)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے صاحبزادے حضرت سالم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی عادت تھی کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرتے تھے اور کہیں سے کچھ آتا تو اس کو رد نہ فرماتے۔ اس قسم کا قصہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بھی پیش آیا کہ حضور ﷺ نے ان کو کچھ مرحمت فرمایا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کو واپس فرما دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واپس کیوں کر دیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ آپ ہی نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ کسی سے کوئی چیز نہ لیا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مانگ کر لینا مراد ہے۔ جب بغیر سوال کے کوئی چیز ملے تو وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے روزی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ پھر حضور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اب سے کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں گا اور بلا طلب ملے گی اس کو قبول کروں گا۔

بلا انتظار اور سوال کے ملے تو قبول کرے

واصل بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کسی سے کچھ مانگنا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مانگنے کے متعلق میں نے کہا ہے لیکن بغیر مانگے اللہ تعالیٰ کوئی چیز مرحمت فرما دیں تو اس کو لے لینا وہ اللہ کی طرف سے روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ بے مانگے

کوئی چیز دلوائے تو اس کو قبول کرنا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی روزی بھیجی گئی ہے۔

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی چیز بغیر مانگے اور بغیر اشراف نفس کے پیش کی گئی ہو اس سے اپنے خرچ میں وسعت پیدا کرنا چاہئے اور اگر خود کو اس کی حاجت نہ ہو تو پھر کسی ایسے شخص کو دے دینا چاہئے جو اپنے سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۲۴)

علماء کا ارشاد

علماء کا ارشاد ہے کہ جو شخص بغیر مانگے ملنے پر نہ لے اس کو مانگنے پر بھی نہیں ملتا۔ (ایضاً)

بعض علماء کا ارشاد ہے کہ جو شخص احتیاج کے باوجود واپس کر دے وہ کسی سزا میں مبتلا ہوتا ہے۔ طمع پیدا ہو جائے یا مشتبہ مال لینا پڑے یا اور کوئی آفت ایسی ہی آ جائے اور اگر اس کو احتیاج نہیں ہے تو پھر یہ دیکھے کہ انفرادی زندگی گزارتا ہے یا اجتماعی۔ اگر یکسو رہتا ہے دوسرے لوگوں سے اس کے تعلقات نہیں ہیں تو ایسے آدمی کو ضرورت سے زیادہ لے کر اپنے پاس رکھنا نہیں چاہئے کہ یہ محض اتباع خواہش ہے اور اس کو فتنہ میں مبتلا کر دینے کا سبب ہے اگر کسی وجہ سے لے لے تو اس کو دوسروں پر تقسیم کر دے۔ (ایضاً صفحہ ۲۳۶)

حضرت امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا واقعہ

حضرت سری سقطی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے پاس ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے واپس کر دیا تو حضرت سری نے فرمایا کہ احمد واپس کرنے کا وبال لینے کے وبال سے سخت ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا ایک مرتبہ پھر اس بات کو فرما دیں۔ (تاکہ میں اس پر غور کروں) حضرت سری نے پھر یہی بات فرمائی کہ واپس کرنے کا وبال لینے کے وبال سے زیادہ سخت ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے کہا میں نے اس لئے واپس کیا کہ میرے پاس ایک مہینے گزر کے قابل موجود ہے۔ آپ اس کو اپنے پاس رہنے دیجئے ایک مہینہ کے بعد مجھے مرحمت فرما دیں۔ (ایضاً)

اہل دیہات یا عورتوں کا ہدیہ قبول کرنا

حضرت اُمّ سنبلہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے ہدیہ لے کر آئی تو ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم لوگ کسی کا ہدیہ نہیں لیتے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو فرمایا کہ ام سنبلہ کا ہدیہ قبول کر دیہ ہمارے گاؤں کی ہیں۔ ہم ان کے شہری ہیں۔ پھر آپ نے اس کو ہدیہ دیا۔

(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

حضرت ربیع بنت معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میں نے رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ اور چھوٹی پتلی پتلی ککڑیاں پیش کیں۔ آپ نے اسے کھایا۔ (شمائل، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۷)

حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں خوشنما دھاری وار چادر ہدیہ لے کر آئی اور اس نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ اسے آپ کو پہناؤں گی۔ آپ نے اسے قبول کیا اور آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ (بخاری)

فَائِدَہ: اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک سائل کے مانگنے پر اسی وقت ہدیہ کر دیا۔

بڑوں کو یا دینی مقتداؤں کو ہدیہ دینا اور ان کا قبول کرنا

عبداللہ بن بشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ صحابی رسول فرماتے ہیں کہ میری والدہ مجھے ہدیہ لے کر حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔ آپ اسے قبول فرمالیا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۰)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ ہمارے انصاری پڑوسی تھے۔ خدائے پاک ان کو جزائے خیر دے۔ ان کو (بکریوں کا) دودھ ہوتا۔ وہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس ہدیۃً بھیج دیا کرتے تھے۔

(ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۰۳)

فَائِدَہ: لوگوں کو چاہئے کہ جو دین کی خدمت کرنے والے ہیں جن کو دنیا کی مشغولیت کا اہتمام نہیں۔ مختلف موقعوں پر ہدایا و تحائف سے ان کی اعانت کرتے رہیں تا کہ وہ فارغ ہو کر دین کی خدمت کر سکیں۔ حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ضرورتوں کا خیال رکھا ہے۔

حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ بکثرت ہدایا کا معاملہ رکھا کرتے تھے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرات صحابہ کرام عہد نبوت میں حسن تعلق کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہدیہ لینے دینے کا معاملہ رکھتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۴۹)

فَائِدَہ: حضرات صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بکثرت ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرات انصار جو آپ کے پڑوس تھے جن میں سعد بن عبادہ، معاذ، عمار بن حزم، ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ خاص طور سے۔

(عمدہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۶)

عورتوں کے ہدیہ کا حکم

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے عورتوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ اے عورتو! آپس میں ہدیہ کا معاملہ رکھا کرو۔ اگرچہ ایک بکری کے کھر کا ہی کیوں نہ ہو (یعنی معمولی چیز) یہ محبت کو باقی اور کینہ کو دور کرتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے مسلم عورتو! اپنے پڑوسی کے

معمولی ہدیہ کو حقیر نہ سمجھو خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری جلد۱صفحہ۳۴۹)

عورتوں کا ہدیہ بلا اجازت شوہر کے

عبداللہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ کعب بن مالک کی بیوی خیرہ رسول پاک ﷺ کے پاس زیور لے کر آئیں اور کہا میں اسے صدقہ کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کسی عورت کے لئے اپنے مال میں تصرف جائز نہیں جب تک کہ شوہر اجازت نہ دے دے۔ آپ نے پوچھا کعب نے اجازت دے دی؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے پھر اس کے شوہر کعب کی جانب آدمی بھیج کر معلوم کیا کہ تم نے زیور صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ تب آپ ﷺ نے قبول کیا۔ (ابن ماجہ صفحہ۷۹۸)

عذر کی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پاک ﷺ کو نیل گائے ہدیہ میں بھیجا۔ آپ مقام ودان میں تھے، آپ نے واپس فرمادیا، آپ نے جب اس کے چہرے میں ناراضگی محسوس کی تو فرمایا، انکاراً واپس نہیں کیا ہے بلکہ میں حالت احرام میں تھا۔ (بخاری، مسلم جلد۱صفحہ۳۵۰، سبل الہدیٰ جلد۹صفحہ۲۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شرعی عذر کی بنیاد پر رد کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً کسی نے ناشتہ یا چائے بھیجا اور وہ روزہ سے تھا۔

ہدیہ کے عوض سے ناراض ہونے والے کا ہدیہ قبول نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی فزارہ کے ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں اونٹنی ہدیۃً پیش کیا۔ آپ نے اس کے عوض کچھ پیش کیا۔ وہ شخص ناراض ہوگیا۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا مجھے کوئی شخص ہدیہ بھیجتا ہے۔ میں اپنی گنجائش کے مطابق اس کا بدلہ بھیجتا ہوں تو وہ خفا ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم میں امسال کے بعد عرب میں سے قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔

(مشکوٰۃ صفحہ۲۶۱، ادب مفرد صفحہ۷۰، سنن کبریٰ جلد۶صفحہ۱۸۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی تکلیف اور اذیت کی وجہ سے ہدیہ کو رد کیا جا سکتا ہے کوئی شخص باوجود عوض اور بدل دینے پر ناراض اور شاکی رہے تو اس کے ہدیہ سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

عورتوں کا ہدیہ بھیجنا اور دینا

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے تر کھجور کا ایک خوشہ اور ککڑی بھیجا پس آپ نے کھایا۔ چنانچہ آپ نے دو ہتھیلی بھر زیور اور سونا عطا کیا اور آپ نے فرمایا اسے پہن لو۔

(شمائل ترمذی، سبل الہدیٰ جلد۹صفحہ۲۷)

عبداللہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری والدہ ہمیں ہدیہ لے کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔ آپ اسے قبول فرماتے۔ (مجمع الزوائد جلد۴ صفحہ ۱۵۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے موقع پر کہیں قیام فرمایا ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے لڑکے کو بکری دے کر بھیجا (تاکہ آپ دودھ پی لیں) چنانچہ آپ نے دودھ نکالا، اس نے تین مرتبہ الگ الگ بھیجا۔ آپ نے ہر مرتبہ دودھ نکال کر واپس فرما دیا۔ (مجمع جلد۴ صفحہ ۱۵۰)

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ (مسند احمد صفحہ ۱۸۹، سبل الہدیٰ جلد۹ صفحہ ۲۶)

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا آپس میں ہدیہ لینا دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات آپس میں ٹڈیوں کا ہدیہ دیا کرتی تھیں۔ (ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۱۰۷۳)

ہدیہ کے مکافات کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو تم کو ہدیہ دے تم بھی اس کو ہدیہ دو۔ (مجمع جلد۴ صفحہ ۱۵۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایا قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۳۵۲)

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ہدیہ کا عوض و بدل دینا حسن اخلاق کے قبیل سے ہے جو بہتر ہے واجب نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری جلد۱۳ صفحہ ۱۴۱)

ہدیہ سے مبغوض محبوب

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خوب ہدیہ دیا۔ خوب دیا، خوب دیا۔ بس آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۵۵)

غریب اور محتاج کے بھی ہدیہ قبول کرنے کا حکم

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سے نکل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کچھ لئے ہوئے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے معلوم کیا کھانا ہے کیا۔ اس نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کیا۔ انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ آپ نے حضرت

عائشہ سے پوچھا کیا تم نے اس سے ایک آدھ مرتبہ بھی ہدیہ قبول کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یہ تو خود ہی محتاج ہے۔ مجھ سے زیادہ خود اس کو ضرورت ہے۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کیوں نہیں قبول کر لیتی ہو اور اس سے بہتر اس کا بدلہ دے دیتیں۔ (شرح السنہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۸، سبل الہدیٰ جلد ۹ صفحہ ۲۷)

شادی کے موقع پر ہدیہ بھیجنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رخصتی تھی۔ میری والدہ ام سلیم نے مجھ سے کہا کہ کیا اچھا ہوتا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ بھیجتے۔ میں نے کہا ضرور۔ چنانچہ انہوں نے گھی پنیر کھجور کا حلوہ بنایا اور مجھے دے کر بھیجا۔ چنانچہ میں لے کر گیا۔ (بخاری صفحہ ۷۷۵)

حضرت انس سے طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور آپ ان پر داخل ہوئے تو ام سلیم نے مٹی کے تسلہ میں عجوہ کھجور کا حلوہ جو آپ اور آپ کی بیوی کو کافی ہو جائے بنایا اور مجھے کہا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں۔ (سیرۃ الشامی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۲)

فائدہ: حضرت زینب کی رخصتی کے وقت ام سلیم نے آپ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے کھجور کا حلوہ بھیجا تھا۔ جسے آپ نے بلا کر تمام حاضرین مسجد کو کھلایا۔ جو بہتر کی تعداد میں تھے۔ پھر بھی بچ رہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ رخصتی کے دن شوہر بیوی کو ملاطفت کے طور پر کچھ ہدیہ وغیرہ بھیج دینا اچھی بات ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ہدیہ بھیجنے کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت تھی تو حضرات صحابہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنے کا ارادہ فرماتے انتظار کرتے کہ کس دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری آتی ہے تو ہدیہ دینے والے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری میں ہدیہ بھیجتے۔ (بخاری صفحہ ۳۵۱)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آپ کی خوشی و مسرت کا لحاظ کرتے ہوئے کہ آپ زیادہ خوش ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن تک ہدیہ کو روکے رہتے۔ جب ان کی باری آتی تو آپ کو ہدیہ بھیجتے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس میں شریک رہیں۔ ہدیہ کا مقصد ہی یہی ہے کہ قبول کرنے والے کو خوشی ہو۔ یہ حضرات صحابہ کرام کے لحاظ اور رعایت کے ساتھ کمال محبت کی بات تھی کہ جس میں آپ کو زیادہ خوشی ہو وہ صورت اختیار کی جائے۔

کافر رشتہ دار کو ہدیہ دینا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ ہدیۃً دیا تو انہوں نے کہا کہ

جب آپ نے اس کے متعلق (کہ ریشمی لباس مردوں کو) حرام ہے کہا ہے تو کیسے پہنوں۔ آپ نے فرمایا میں نے تم کو پہننے کے لئے نہیں دیا ہے۔ اسے فروخت کر دو یا کسی کو ہدیۃً دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ جبہ (ریشمی) اپنے غیر مسلم بھائی کو دے دیا جو مکہ میں تھے۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۳، مختصراً)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماں معاہدۂ قریش میں میرے پاس احسان کی طالب ہو کر آئیں اور وہ مشرکہ تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اس کے ساتھ بھلائی کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں کرو۔ (بخاری صفحہ ۳۵۷، ادب مفرد)

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الھدایا للمشرکین باب قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ مشرکین کو ہدیۃً کچھ دینا درست ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں کفار رشتہ داروں پر صلہ رحمی کرنا اور ہدایا سے نوازنا درست قرار دیا ہے۔ خیال رہے کہ مصالح اور کسی وجہ سے ہدیہ پیش کرنا درست ہے۔ مگر خلوص اور اظہار محبت کے طور پر درست نہیں کہ قرآن میں لاتجدقوما الخ سے اس کی ممانعت وارد ہے۔

قریبی ہمسایہ کو ہدیہ دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے دو ہمسایہ ہیں۔ کس کو ہدیہ بھیجوں۔ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کا دروازہ تیرے گھر سے قریب ہو۔

(بخاری صفحہ ۳۵۳، ادب مفرد صفحہ ۵۸)

معمولی درجہ کا بھی ہدیہ قبول کر لینے کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے سوال کرے تم اسے عطا کرو۔ جو تم سے پناہ چاہے اسے پناہ دو۔ جو تم کو بلائے (دعوت دے) اسے قبول کرو۔ جو تم کو ایک بکری کا پیر بھی ہدیہ دے اسے قبول کرو۔ (مجمع جلد۴ صفحہ ۱۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے بکری کا ایک ذراع (دست) اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ایک ٹانگ بھی ہدیہ کیا جائے تو قبول کرلوں۔ (ترمذی جلد۱ صفحہ ۱۵۹)

فائدہ: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ ہدیہ معمولی یا کم ہو تو اسے واپس نہ کرے کہ یہ تکلیف کی بات ہے۔ محبت اور تعلق کی بناء پر قلیل شے کی اہمیت ہوتی ہے۔ مشہوم مقولہ ہے "قلیل منك کثیر" (جلد۱۳ صفحہ ۱۲۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے لئے بکری کے ایک دست یا ٹانگ کی دعوت کی تو قبول کرلوں گا۔ اسی طرح دست یا ٹانگ کا ہدیہ بھیجا جائے تو اسے بھی قبول کرلوں

گا۔ (بخاری صفحہ ۳۴۹)

کسی کے احسان اور ہدیہ کا ذکر کرنا شکر کرنا ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس کوئی احسان یا بھلائی آئے اس نے ذکر کیا تو گویا کہ اس نے اس کا شکر ادا کیا۔ (مجمع جلد ۴ صفحہ ۱۵۲)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کسی کی بھلائی کا ذکر کرنا کہ فلاں نے فلاں چیز بخشی ہے۔ فلاں کا دیا ہوا ہے۔ یہ ذکر بھی گویا شکر ہے۔ آدمی کے لئے یہ باعث تکلیف بات ہو جاتی ہے کہ اس کے احسان کا بھی ذکر نہ کرے۔ ذکر محبت اور تعلق کی دلیل ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کی ایک روایت میں ہے کہ جسے کسی احسان یا بھلائی سے نوازا جائے وہ اس کا بدلہ دے اور گر بدلہ کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اس کا ذکر خیر کرے۔ جس نے اس کا ذکر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا۔
(مکارم اخلاق ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۴۲، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۷۸)

اسی طرح حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ جس نے تعریف کی۔ اس نے گویا شکر ادا کیا۔
(بیہقی جلد ۶ صفحہ ۵۱۴)

محبت اور خلوص کے ہدیہ کا ایک واقعہ

ایک شخص خراسان کے رہنے والے جنید بغدادی کے پاس بہت سامان ہدیہ میں لائے۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا میں اس کو فقراء پر تقسیم کر دوں گا۔ اس نے عرض کیا میں نے اس لئے نہیں پیش کیا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو آپ اپنے کھانے میں خرچ کریں۔ حضرت نے فرمایا میں اس کے ختم ہونے تک کہاں زندہ رہوں گا (بہت بڑی مقدار ہے۔ اس کے ختم ہونے کے واسطے زمانہ چاہئے)۔ اس نے عرض کیا میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ اس کو سرکہ اور سبزی میں خرچ کریں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس سے آپ حلوہ وغیرہ اچھی چیزیں نوش فرمائیں۔ حضرت نے قبول فرمالیا خراسانی نے عرض کیا بغداد میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کا احسان مجھ پر آپ سے زیادہ ہو۔ (اس وجہ سے کہ آپ نے میری درخواست پر میرا ہدیہ قبول فرمالیا) حضرت نے فرمایا تیرے جیسے شخص کا ہدیہ ضرور قبول کرنا چاہئے۔ (فضائل صدقات جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

فَائِدَہ: اہل علم و اہل عبادت و تقویٰ کو اس قصد سے دینا کہ یہ بہتر کھائیں اور رہیں اور خدمت دین و عبادت میں اس سے قوت حاصل کریں۔ عظیم ثواب کا باعث ہے کہ یہ شخص اس کی عبادت و خدمت دین کے ثواب میں شریک ہوگا۔ ایسے حضرات کو دگنا ثواب ہے۔ صدقہ کا اور اعانت علم و عبادت و خدمت دین کا۔ مبارک ہیں ایسے حضرات جو ان امور کی رعایت کرتے ہیں اور ان کی یہ تجارت بہت نفع بخش ہے۔

قبول ہدیہ کے سلسلے میں چند اہم امور

امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے قبول ہدیہ کے سلسلہ میں چند اہم اور قابل عمل باتیں لکھی ہیں۔ جس سے واقفیت خصوصاً اس دور میں بہت ہی ضروری ہے۔

ہدایا کے سلسلے میں تین چیزیں قابل غور وفکر ہوتی ہیں۔ ایک تو مال، دوسرے دینے والی غرض، تیسرے لینے والے کی غرض۔ اول تو مال دیکھنا وہ کیسا ہے۔ اگر حرام مال ہے یا مشتبہ ہے تو اس سے احتراز ضروری ہے۔ اس کے بعد دوسری چیز دینے والے کی غرض دیکھنا ہے۔ وہ کس نیت سے دیتا ہے۔ یعنی ہدیہ کی نیت سے دے رہا ہے۔ جس سے دوسرے کا دل خوش کرنا اور اس کی محبت بڑھانا مقصود ہے یا صدقہ کی نیت سے دے رہا ہے۔ (یا کسی اور فاسد غرض سے دے رہا ہے) پس اگر محض ہدیہ ہے تو اس کا قبول کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ اس میں لینے والے پر منت (احسان اور بوجھ نہ ہو) اگر منت ہو تو رد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر ہدیہ کی مقدار زیادہ ہونے پر منت (احسان) ہو تو اس میں سے کچھ مقدار لینے میں اور کچھ مقدار واپس کرنے میں مضائقہ نہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے گھی اور پنیر اور ایک مینڈھا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے گھی اور پنیر قبول فرما لیا اور مینڈھا واپس کر دیا اور حضور ﷺ کی یہ عادت شریفہ بھی تھی کہ بعض کا ہدیہ قبول فرما لیتے اور بعض کا رد فرما دیتے۔ ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میرا یہ ارادہ ہے کہ کسی شخص کا ہدیہ قبول نہ کروں۔ بجز ان لوگوں کے جو قریشی ہوں یا انصاری یا ثقفی یا دوسی۔ (فضائل صدقات صفحہ ۲۲۳)

ہدیہ لینے والے کو یہ غور کرنا چاہئے کہ وہ کیوں دے رہا ہے۔ اگر وہ اس کی دینداری کی وجہ سے دے رہا ہے تو اپنے حال پر نظر کرنا چاہئے کہ وہ در پردہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب تو نہیں ہے کہ اگر دینے والے کو اس کا علم ہو جائے تو کبھی بھی نہ دے گا اور اس کی طبیعت کو اس سے نفرت ہو جائے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا لینا جائز نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شخص کو عالم سمجھ کر کوئی شخص دے اور وہ محض جاہل ہو یا سیّد سمجھ کر کوئی شخص دے اور وہ سیّد نہ ہو تو اس کا لینا بالکل جائز نہیں۔ (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۳۳۵)

ہدیہ کب واپس کرے؟

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے متفاخرین کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ترغیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

فَائِدَة: اگر ہدیہ دینے والے کی غرض فخر وریا اور شہرت ہے تو اس کو ہرگز قبول نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ معصیت ہے اور لینے والا گناہ میں مددگار ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ یہ کہہ کر بعض ہدایا واپس کر دیتے تھے کہ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ

دینے والا فخر کے طور پر اس کو ذکر نہیں کرے گا تو میں لے لوں۔

بعض بزرگوں پر جب ان کے ہدایا واپس کرنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دینے والے پر ترس کھا کر واپس کر دیتا ہوں کہ وہ اس کا لوگوں سے تذکرہ کرتے ہیں جس سے ان کا ثواب جاتا رہتا ہے تو بغیر ثواب کے ان کا مال کیوں ضائع ہو۔ (فضائل صدقات جلد۲ صفحہ ۳۳۵)

جس پر قرض ہو اس کا ہدیہ قبول کرنا منع ہے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے اور وہ اسے طبق میں کوئی ہدیہ پیش کرے تو اسے قبول نہ کرے اپنی سواری پر بٹھائے تو نہ بیٹھے۔ ہاں مگر یہ کہ پہلے سے یہ سلسلہ (لین دین) کا قائم ہو۔ (بیہقی، کنز جلد۶ صفحہ ۲۲۸)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ قرض لینے والا ہدیہ دے تو قبول نہ کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶)

فَائِدَہ: جس شخص کو قرض دیا گیا ہے۔ اس سے کوئی ہدیہ اور کسی قسم کا کوئی نفع حاصل کرنا درست نہیں کہ یہ سود کی شکل ہے۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ایسے ہدیہ کا قبول کرنا (جو قرض کی وجہ سے ہو) حرام ہے۔ اگر قبول کرے تو پھر اس کا عوض اتنا ہی یا اس سے زائد دے دے۔ (جلد۳ صفحہ ۳۱۴) تاکہ شبہات سے نکل جائے۔

حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ذکر کیا کہ میں مدینہ آیا اور میری ملاقات عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا جس زمین سے تم آئے ہو وہاں سودی معاملہ بہت ہوتا ہے۔ پس اگر تمہارا کسی آدمی پر حق ہو (یعنی قرض وغیرہ) اگر تم کو ایک بوجھ بھوسا دیں یا جو ایک بوجھ یا گھاس کا گھٹا دیں تو تم ہرگز مت لینا کہ وہ سود ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶)

فَائِدَہ: ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شرح میں لکھتے ہیں کہ ہدیہ میں جانوروں کے چاروں کا ذکر کیا ہے چونکہ آدمی ان جیسی معمولی چیزوں کے قبول کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ ہدیہ میں کسی چیز کا لینا درست نہیں۔ حتیٰ کہ جانوروں کا چارہ بھی نہیں۔ چونکہ جانوروں کو حرام کھلانا درست نہیں۔ (مرقات جلد۳ صفحہ ۳۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جس پر کوئی حق واجب ہو اس کا ہدیہ قبول کرنے میں سخت احتیاط برتے کہ اگر حرام نہیں ہوگا تو شبہ سے خالی نہ ہوگا۔ کمال تقویٰ یہ ہے کہ شبہات سے بھی بچے۔

جسے قرض دے اس کا ہدیہ قبول نہ کرے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب آدمی کسی کو قرض دے تو اس کے ہدیہ کو قبول نہ کرے۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶)

جسے قرض دے اس کی سواری پر بھی نہ بیٹھے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے اور وہ تم کو کوئی ہدیہ دے یا اپنی سواری پر سوار کرے تو اسے ہرگز قبول نہ کرے۔ ہاں مگر یہ کہ پہلے سے اس کے درمیان یہ چیزیں جاری ہوں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶، ابن ماجہ)

فَائِدَۃ: قرض سے فائدہ اٹھانا سود ہے جو حرام ہے۔ بسا اوقات قرض والا قرض کی بنیاد پر کہ اس نے مجھے روپیہ دیا ہے۔ میں اسے کچھ دوں تاکہ یہ خوش رہے۔ ایسا ہدیہ ناجائز ہے۔ قرض پر نفع حاصل کرنا یہی سود ہے۔ چونکہ سود کے شبہ سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لئے آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ لیکن اگر پہلے سے اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا تو پھر اجازت ہے۔ آج کل ماحول میں اس سے احتیاط بالکل نہیں کیا جاتا۔ اسے گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا بلکہ الٹا حق سمجھا جاتا ہے کہ میں نے اتنا بڑا احسان کیا ہے تو اتنا بھی حق نہیں۔ سو سن لیجئے حق ہے مگر آخرت میں نہ کہ دنیا میں۔

کون سا ہدیہ واپس نہ کرے؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا۔ دودھ، تکیہ، تیل۔
(ترمذی صفحہ ۱۰۲، مجمع جلد ۵ صفحہ ۴۵)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شیرینی لائے تو اسے کھالو واپس نہ کرو، جب تمہیں کوئی عطر پیش کرے تو اسے سونگھ لو۔ (واپس نہ کرو) (سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۳۴)

گوشت کا ہدیہ پسندیدہ

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ گوشت کی دعوت واپس یا گوشت کا ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

عطر کا ہدیہ واپس نہ کرے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عطر کا ہدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔
(مشکوٰۃ، بخاری صفحہ ۳۵۱)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو خوشبودار پھول (تحفہ کے طور پر) دیا جائے تو اس کو واپس نہ کرے کہ بہت ہلکا احسان ہے)۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۰)

ابوعثمان نہدی کی روایت میں ہے کہ کوئی خوشبودار پھول دے تو واپس نہ کرے کہ پھول جنت سے آیا ہے۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۱)

فَائِدَہ: علامہ عینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ نے بیان کیا کہ آپ چونکہ حضرات ملائکہ سے ہمیشہ سرگوشی فرماتے اور مصاحب رہتے اسی وجہ سے اس کو بہت پسند فرماتے۔ (عمدہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۰)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کوئی خوشبو پیش کرے تو اسے واپس نہ کرو کہ خوشبو بھی ہے اور اس میں کوئی بوجھ نہیں۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، نسائی صفحہ ۲۹۳)

احسان یا ہدیہ کا بدلہ دعا سے

حضرت حکم بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کا بدلہ دو، اگر نہ دے سکو تو اس کو دعا دو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۸۱)

ہدیہ پیش کرنے پر کیا دعا دے

حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے احسان کرنے پر "جزاك الله خيرا" کہا اس نے اس کی گویا پوری تعریف کی۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۷۷)

اہل مجلس پر ہدیہ تقسیم کر دینا

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شہد ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے ہمارے درمیان ایک ایک انگلی چاٹنے کے برابر تقسیم کر دیا۔ میں نے اپنا حصہ لے لیا۔ پھر کہا اور زیادہ لوں اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۴۲)

ہدایا میں اہل مجلس کی شرکت

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب کوئی ہدیہ پیش کیا جائے اور لوگ اس کے پاس موجود ہوں تو وہ لوگ اس میں شریک ہیں۔ (سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۱۸۳)

حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہدیہ آئے اور لوگ وہاں مجلس میں بیٹھے ہوں تو وہ اس میں شریک ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۵۱)

فَائِدَہ: حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی بعض اوقات اہل مجلس کو ہدیہ میں شریک کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے ثابت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں ہندوستان کے راجہ نے ایک گھڑا بھیجا۔ جس میں سونٹھ تھے آپ نے اس میں سے ہر ایک کو کھلایا اور ہمیں بھی۔ (ترمذی، حاکم جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)

علامہ عینی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ نے حاکم ہند کے بجائے شاہ روم لکھا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۹)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں من (شہد کے مانند ایک چیز) ہدیۃً بھیجا آپ نے اپنے اصحاب میں تھوڑا تھوڑا تقسیم فرما دیا۔ حضرت جابر کو بھی ایک حصہ دیا۔ پھر آپ

نے اسے دوبارہ دیا تو انہوں نے یاد دلایا۔ آپ تو ہمیں دے چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تمہاری بہنوں کے لئے ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد۹ صفحہ ۴۷، حاکم جلد۴ صفحہ ۱۳۵)

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں ایک طبق انجیر ہدیۃً پیش کیا گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اصحاب سے فرمایا کھاؤ۔ (سبل الہدیٰ جلد۷ صفحہ ۲۰۶)

فَائِدَہ: خیال رہے کہ اہل مجلس میں ہدیہ کا تقسیم فرمادینا کبھی تھا۔ وہ بھی از راہ تبرع واکرام تھا۔ اہل مجلس کا حق نہیں کہ تقسیم کرنا لازم ہو۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایت جس میں آپ نے اہل مجلس میں ہدیہ کو مشترک فرمایا ہے مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ اصلاً یہ موقوف ہے۔ نیز یہ آپ کا فرمان مبارک بطور استحباب کے ہے۔ حق اور وجوب کے لئے نہیں ہے۔ اور اہم چیزوں میں نہیں بلکہ معمولی اور ان چیزوں کے متعلق ہے جو عادۃً اہل مجلس میں تقسیم کردیئے جاتے ہوں (جیسے امرود کیلے وغیرہ)۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۱۶۴)

یہ بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر تقسیم کا ارادہ ہو تو اہل مجلس اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اخلاقیات اور مروت کی بات ہے کہ اہل مجلس کو شریک کرے۔ نہیں تو کوئی ملامت اور گناہ نہیں۔ امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا قول ہے کہ یہ پھل وغیرہ کے متعلق ہے۔ (جلد۱۳ صفحہ ۲۰۰)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے شرح بخاری میں اس حدیث کے ضمن میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ معمولی چیزوں کے متعلق ہے مال یا بڑی چیز ہو تو اس کے متعلق نہیں۔

امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا واقعہ

بادشاہ ہارون رشید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کو مال کثیر ہدیہ میں بھیجا۔ مجلس میں ان کے اصحاب تشریف فرما تھے۔ کسی نے کہا حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا رفقاء تمہارے شرکاء ہیں۔ امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا یہ حدیث اس کے متعلق وارد نہیں اس سے مراد کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی مجلس میں موجود تھے ان کے ساتھ امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یحییٰ بن معین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی بھی تشریف فرما تھے۔ ہارون رشید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی مجلس میں آئے اور اس کے ساتھ نہایت قیمتی تحفے تھے۔ امام احمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اور یحییٰ بن معین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے یہ حدیث پیش کی۔ امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فرمایا یہ حدیث کھجور وغیرہ کے متعلق وارد ہے۔ (وہ حضرات خاموش ہوگئے) امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے خادم سے فرمایا اٹھالے جاؤ۔ (یعنی گھر بھجوادیا اور ہدیہ میں اہل مجلس کو شریک نہیں کیا)۔ (عمدۃ القاری جلد۱۳ صفحہ ۱۶۵)

رشوت بشکل ہدیہ

ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے والا بنایا۔ جسے ابن اللتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ آیا تو اس نے (وصول شدہ مال دیتے ہوئے) کہا یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ اس سے بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کیوں نہیں اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھتے۔ پھر دیکھتے کوئی دیتا ہے یا نہیں۔ قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسا شخص آئے گا اور قیامت کے دن اس کی گردن پر اس کا بوجھ ہوگا۔ (بخاری صفحہ۳۵۲،مسلم، سبل جلد۹ صفحہ۴۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قاضیوں اور دینی ذمہ داریوں اور عہدہ داروں کو ہدیہ میں بہت احتیاط چاہئے۔ عموماً ثواب اور خالصۃً لوجہ اللہ نہیں ہوتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاملوں کا (زکوٰۃ وصول کرنے والوں کا سب ہدیہ حرام ہے)۔ (کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۲)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہدیہ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ اب اس زمانہ میں رشوت (یعنی دنیاوی غرض کے پیش نظر ہوتا) ہے۔ (صفحہ۳۵۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیر کا ہدیہ لینا رشوت ہے اور قاضی کا ہدیہ لینا رشوت ہے جو کفر ہے۔ (کنز العمال جلد۶ صفحہ۱۱۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو میں عامل بناؤں اور اسے میں جو مقرر شدہ وظیفہ دوں اس سے جو زیادہ حاصل کرے وہ خیانت ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ۳۲۶)

یعنی مقرر شدہ وظیفہ کے علاوہ جو ہدایا تحائف اسے ملے وہ اسے نہ لے اگر لے لے تو بیت المال میں داخل کر دے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ حکام اور جو اس جیسے عہدوں پر ہوں ان کو محبت و خلوص اور ثواب کے لئے نہیں دیا جاتا بلکہ دنیاوی غرض کے وابستہ ہونے کی وجہ سے دیا جاتا ہے کہ اس سے ہمارا یہ کام ہو جائے گا۔ افسوس کہ اس رشوت کو اپنا حق واجب سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حکام اور سیاسی اقتدار اور ان لوگوں کے بارے میں ہے جن سے کوئی کام متعلق ہو۔ اس لئے آج کل ہدیہ لینے والوں کو اس امر کا جائزہ لے لینا چاہئے کہ کسی کام کے متعلق ہونے کی وجہ سے تو ہدیہ نہیں دے رہا ہے۔

کسی عہدہ کی بنیاد پر ہدیہ

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھیجا تو میں جب روانہ ہوا تو

میرے پیچھے ایک آدمی بھیجا جو مجھے واپس بلا لایا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تمہیں معلوم ہے میں نے تم کو کیوں بلایا۔ کوئی چیز میری اجازت کے بغیر مت لینا کہ یہ خیانت ہوگی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۶)

فائدہ: آپ ﷺ نے اس وجہ سے منع فرمایا کہ ان کو جو کوئی دیتا ہے تو وہ حاکم ہونے کی وجہ سے دیتا ہے جو ہدیہ محض حاکم ہونے کی وجہ سے دیا جاتا ہے وہ ہدیہ نہیں ہے بغیر حاکم ہونے کی صورت میں اپنے گھر بیٹھے جس شخص کا ہدیہ ملتا وہ ہدیہ ہے۔ (فضائل صدقات صفحہ ۳۳۸)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک مرتبہ سیب کی خواہش ہوئی گھر میں کچھ موجود نہ تھا کہ خریدتے۔ (ایک مقام پر تشریف لے گئے) وہاں ایک طبق سیب آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے ایک کو لے کر دیکھا، سونگھا پھر طبق کو واپس کر دیا۔ واپس کرنے پر ساتھ کے ایک شخص نے کہا کیا حضور پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہدایا قبول نہیں فرمایا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کے لئے ہدیہ تھا اور بعد کے عمال اور حکام کے لئے یہ رشوت ہے۔ (فتح الباری جلد۵ صفحہ ۲۲۱)

فائدہ: خیال رہے کہ جس کے ذمہ جو کام ہو۔ اس کام پر ہدیہ لینا دینا رشوت ہے جو حرام ہے۔ مثلاً حاکم کے ذمہ صحیح فیصلہ کرنا وکیل کے ذمہ صحیح اور حق وکالت پیش کرنی ہے۔ اس پیشی پر اس کا کچھ لینا دینا حرام ہے۔ عموماً یہ رشوت بشکل ہدیہ اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ وہ اسے دوسروں کے مقابلہ میں یا دوسروں کا حق مار کر اسے ترجیح دے جو بلا شبہ حرام ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی کام کے غرض سے دینے والے کا ہدیہ قبول کرنا مکروہ لکھا ہے۔ (جلد۱۳ صفحہ ۱۵۶)

"ہدیہ تو خالص الفت و محبت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔"

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک واقعہ

ان کے پاس ایک شخص دراہم کی تھیلی اور ایک گٹھری خراسان کے باریک کپڑوں کی لایا انہوں نے اس کو واپس فرما دیا اور یہ فرمایا کہ جو شخص اس مرتبہ پر بیٹھے جہاں میں بیٹھا ہوں (یعنی وعظ و نصیحت رشد و ہدایت کے مرتبہ پر) پھر لوگوں سے اس قسم کی چیزیں قبول کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ شانہ سے ایسے حال میں ملے گا کہ اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ یعنی آخرت میں کچھ نہ ملے گا اس لئے کہ اس میں شائبہ دینی کام میں بدلہ لینے کا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ قبول ہدیہ کے معاملہ میں عالم اور واعظ کا معاملہ زیادہ سخت ہے۔ اس کے باوجود حسن بصری (اپنے مخصوص) احباب سے ہدیہ قبول کرتے تھے۔ (جہاں معاوضہ کا

شبہ نہ ہوتا تھا)۔ (فضائل صدقات جلد۲ صفحہ ۳۳۴)

سفارش پر ہدیہ

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص کسی کی سفارش کرے اور اس سفارش کی وجہ سے اس کو ہدیہ میں کوئی چیز ملے اور وہ اسے لے لے تو وہ سود کے دروازوں میں سے بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ (ابوداؤد صفحہ ۴۹۹، مشکوۃ صفحہ ۳۲۶)

فَائِدَۃ: سفارش کرنا ایک خدمت اور نیک کام ہے جس کا تعلق انسانی ہمدردی اور اخوت اسلامی اور خیر سگالی سے ہے اس پر کسی اجرت کی اجازت نہیں۔ عوض جائز نہیں اور بلا عوض کے کسی شے کا لینا سود کا مفہوم رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ بسا اوقات یہ احوال قبیحہ حرام صریح کے ارتکاب کا سبب بن جاتے ہیں۔ پھر انسان باقاعدہ اسی قسم کا معاملہ کرنے لگ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ بعض موقعوں پر کسی پریشان حال ضرورت مند کی سفارش واجب ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس پر اجرت کی کوئی شکل ثواب کو ضائع کر دینے والی ہے۔

(حاشیہ ابوداؤد صفحہ ۴۹۹)

ہدیہ اور رشوت میں فرق

مَسْئَلَۃ: ہدایا اور رشوت کے درمیان فرق دقیق ہے کیونکہ دونوں صادر ہوتے ہیں رضا اور خوشی سے خالی نہیں ہوتے غرض سے لیکن ایک حرام ہے یعنی رشوت اور دوسرا حلال۔ یعنی ہدیہ نہ صرف حلال بلکہ مستحب ہے۔ پس ان میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ان میں باہم فرق سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھو کہ جو شخص کسی دوسرے کو اپنا مال دیتا ہے وہ بغیر غرض کے نہیں دیتا۔ پس غرض اس کی یا تو اخروی (یعنی ثواب آخرت) ہوتی ہے یا دنیوی ہوتی ہے یعنی نفع عاجل۔ پھر دنیوی نفع جو مقصود ہوتا ہے تو وہ یا مال کی قبیل سے ہوتا ہے یا یہ مقصود ہوتا ہے ہے کہ تحصیل مقصود کے لئے اس سے مدد حاصل کرے یا کہ اس کا قرب اور اس سے محبت دلی حاصل کرے۔ پھر اس کا قرب ومحبت جو حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس سبب سے کہ واقعی اس کی ذات ہی مطلوب ہے اور یا اس لئے کہ اس کی محبت کو کسی اور مقصود کی تحصیل کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔ یہ کل پانچ قسمیں ہوئیں۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۳۰۲)

ہدیہ کے چند فقہی مسائل

مَسْئَلَۃ: ہدیہ کا قبول کرنا سنت ہے۔ بشرطیکہ کسی دنیاوی غرض اور مقصد کے حصول کے لئے نہ دیا گیا ہو۔

مَسْئَلَۃ: حکومت ولایت اور عہدہ کی وجہ سے جو ہدایا تحائف ملے ان کا لینا حرام ہے۔ (شامی جلد۵ صفحہ ۳۷۲، مصری)

مَسْئَلَۃ: جو شخص دین یا دنیا کے کسی عہدہ پر ہو اور اس عہدہ اور مرتبہ کی بنیاد پر ہدیہ تحفہ دیا جا رہا ہو تو ایسے ہدایا وتحائف کا قبول کرنا حرام ہے۔ (شامی)

مسئلہ: کسی کے شر، ظلم و برائی سے بچنے کے لئے جو ہدیہ تحفہ یا کوئی چیز دی جائے اس کا لینا حرام ہے۔ (شامی)

مسئلہ: مفتی یا کسی عالم کو ہدیہ اس لئے دیا جا رہا ہے کہ وہ مسئلہ میں اس کی رعایت کرے تو ایسا ہدیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۷۳)

مسئلہ: ہاں اگر کسی عالم مفتی یا دین کی خدمت کرنے والے کو محبت و عقیدت والفت کی بنیاد پر دیا جا رہا ہے کہ دین کی خدمت میں اس کی اعانت ہو سہولت کے ساتھ دین کی خدمت کرے یا عبادت میں منہمک رہے تو مطلوب اور محمود ہے اجر عظیم کا باعث ہے۔ دین کی خدمت اور عبادت کا اسے بھی ثواب ملے گا۔ ایسا ہدیہ و تحفہ قبول کرنا سنت اور درست ہے۔

مسئلہ: قاضی، والی یا کسی عہدہ دار کو اپنے رشتہ دار کا ہدیہ اور قرابت کی بنیاد پر لینا جائز ہے۔ (شامی)

مسئلہ: قاضی یا کسی اور عہدہ دار جس سے اس کا کام متعلق ہو اس کی دعوت کا قبول کرنا درست نہیں۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۷۳)

مسئلہ: قاضی والی یا کسی عہدہ دار کا کسی خاص دعوت کا قبول کرنا جس میں اس کے علاوہ اور دیگر لوگ نہ ہو درست نہیں۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۷۳، بحر)

مسئلہ: حکومت اور عہدہ والوں کو دعوت ولیمہ میں اور ہر قسم کی عام دعوتوں میں جس میں ہر طبقہ کے لوگ ہوں شریک ہونا درست ہے۔ (شامی)

مسئلہ: جس کو قرض دیا ہو اس سے کسی ہدیہ و تحفہ کا لینا حرام ہے ہاں مگر یہ کہ قرض کے معاملہ سے پہلے ہدیہ و تحفہ کا سلسلہ تھا تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔ مگر خیال رہے کہ اسی مقدار و کیفیت کے ساتھ ہو اگر ایسا ہوا کہ قرض سے قبل معمولی درجہ کا ہدیہ چلتا تھا اب قرض کے بعد اس میں اضافہ ہو گیا تو یہ اضافہ درست نہ ہو گا۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۷۴)

مسئلہ: مفتی یا عالم کو زبانی مسئلہ بتانے کی اجرت جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ کاغذ پر لکھ کر دے تو اجرت کتابت کا مطالبہ درست ہے، تحریر کی وہ رقم لے سکتا ہے۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۳۷۴)

مسئلہ: نسبت عقد، شادی سے قبل جوڑے کے والے کو نقد رقم دیا یا مانگا جاتا ہے۔ نقد رقم کا ہدیہ (فلک) حرام ہے۔ نہ اس کا لینا درست ہے نہ مطالبہ کرنا درست ہے۔ یہ رشوت للنکاح ہے اور حدیث پاک میں ہے۔

"الراشی والمرتشی کلاھما فی النار" (الجامع الصغیر صفحہ ۲۷۵)

رشوت دینے والا اور قبول کرنے والا دونوں جہنمی ہے۔ یہ ملعون طریقہ مسلمانوں میں رائج ہو گیا ہے اسے مٹانے کی شدید ضرورت ہے۔

قرض کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے غلام ذکر کرتے ہیں کہ کوئی صاحب آپ ﷺ کے پاس مہمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے مجھے بھیجا کہ میں کہیں سے کچھ کھانے وغیرہ کی چیز لے آؤں۔ میں ایک یہودی شخص کے پاس آیا اور کہا رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں ایک مہمان آیا ہوا ہے میرے پاس اس کے انتظام کے لئے کچھ نہیں ہے یا تو ادھار بیچ دو یا ماہ رجب تک کے لئے قرض دے دو۔ یہودی نے کہا نہ ادھار بیچوں گا نہ قرض دوں گا تاوقتیکہ کوئی چیز گروی نہ رکھ دے میں واپس آیا اور آکر واقعہ بتا دیا آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں آسمان والوں میں بھی اور زمین والوں میں بھی امین ہوں۔ اگر وہ ادھار یا قرض دے دیتا تو میں وقت پر ادا کرتا۔ آپ نے فرمایا لے جاؤ یہ زرہ رہن رکھ دو۔ (سبل الہدیٰ)

حضرت عبداللہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال آپ ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض لیا آپ نے اسے واپسی پر ادا فرما دیا۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا: "بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ" خدا تیرے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ قرض کا ادا ہی وفا ہے اور یہی تعریف ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۷۴، سبل جلد ۹ صفحہ ۲۰)

قرض زیادتی کے ساتھ ادا کرنا جبکہ شرط نہ ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری سے آپ نے چالیس صاع قرض لیا۔ انصاری کو ضرورت ہوئی وہ قرض لینے آیا آپ نے فرمایا ابھی تو کچھ نہیں آیا ہے اس نے آپ کو کچھ کہنا چاہا آپ نے فرمایا اچھی بات کے علاوہ کچھ مت کہو۔ میں بہتر قرض ادا کرنے والا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے چالیس صاع تو قرض کا دیا اور چالیس زائد تبرعاً دیا۔ اس طرح اسّی صاع دیا۔ (مسند بزار جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

قرض کو زیادتی کے ساتھ ادا کرنا مستحسن ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص سوال کرنے آیا۔ آپ نے اس کے لئے نصف وسق قرض حاصل کیا۔ جب قرض دینے والا قرض مانگنے آیا تو آپ نے ایک وسق دیا اور فرمایا نصف وسق تو تمہارا قرضہ ہے اور نصف وسق میری جانب سے ہے۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۵۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں چاشت کے وقت

حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اٹھو جاؤ نماز پڑھو اور میرا قرضہ آپ پر تھا۔ آپ نے ادا فرمایا اور زیادہ دیا۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۲، سنن کبری جلد ۵ صفحہ ۳۵۱)

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ قرضہ ادا فرماتے تو بہتر زائد ادا فرماتے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۶۵)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ قرض اگر زیادتی کے ساتھ دے دے اور زیادتی کی شرط نہ ہو تو زائد دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۵)

بلا شرط کے قرض کو زیادتی کے ساتھ ادا کرنے کی تعریف کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو ادا کرنے میں اچھا ہو۔

قرض دینے کا ثواب

حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب جنت میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کے دروازے پر لکھا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔

(طبرانی، جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۴۱)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا شب معراج میں میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہے صدقہ کا دس گنا، اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دو مرتبہ قرض دیا اس نے گویا صدقہ ایک مرتبہ کیا۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ قرض صدقہ ہے۔ (سنن کبری جلد ۵ صفحہ ۳۵۴)

قرض بہتر ادا کرنا

حضرت ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی سے ایک سالہ اونٹ قرض لیا۔ صدقات کے اونٹ جب آئے تو ابو رافع نے فرمایا کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں اونٹ ادا کر دوں۔ پس میں نے اس سے بہتر چار سالہ کے علاوہ دیگر اونٹ نہ پایا آپ نے فرمایا اسے ہی ادا کر دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادا کرنے میں بہتر ہو۔ (سبل جلد ۹ صفحہ ۲۲، عبد الرزاق جلد ۸ صفحہ ۲۶)

قرض پر اللہ پاک کی مدد

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جو بندہ قرض ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے اللہ پاک کی مدد شامل حال رہتی ہے اور میں بھی اللہ پاک کی مدد کا طالب ہوں۔ (سنن کبری جلد ۵ صفحہ ۳۵۴)

اگر قرض اس نیت سے لیا کہ دینا نہیں ہے یا دینا ہے مگر جب دل کرے گا تب دوں گا۔ یہ بہت بری بات ہے۔ دھوکا اور مکر ہے ایسوں کو ادا کرنے کی نوبت نہیں آتی اور آخرت کے وبال کے ساتھ دنیا کی رسوائی سامنے آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جو قرض دینے کی نیت سے لے تو خدائے پاک ادا کرادے گا اور جو نہ دینے کی نیت سے لے گا خدائے پاک اس کے مال کو ضائع کردے گا نہ دے سکے گا۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۲)

نہ دینے کے ارادہ سے لینے والا چور

حضرت صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو قرض نہ دینے کے ارادے سے لے وہ اللہ تعالیٰ سے چور کی حالت میں ملے گا۔ (ترغیب صفحہ ۵۶۹)

استطاعت کے باوجود قرضہ جلد ادا نہ کرنا ظلم ہے

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا غنی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔
(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

مقروض سے قرض دینے والے کا ہدیہ لینا درست نہیں

حضرت زر بن جیش فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی آدمی کو قرض دو اور وہ تم کو ہدیہ دے تو قرض کو لے لو اور ہدیہ واپس کردو۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۴۳)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ایک شخص نے معلوم کیا کہ میں نے کسی کو قرض دیا وہ ہدیہ بھیج دیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے ہدیہ کو واپس کرو۔ (عبدالرزاق جلد ۸ صفحہ ۱۴۴)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم کسی کو قرض دو اور وہ تم کو طبق میں پیش کرے تو اسے مت قبول کرو یا اپنی سواری پر سوار کرے تو مت سوار ہو۔ ہاں اگر یہ کہ پہلے سے سلسلہ ہو۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۶، سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۵۰)

مقروض سے فائدہ اٹھانا گویا سود لینا ہے

فضالہ بن عبید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو صحابی رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں فرماتے ہیں کہ ہر قرض جس سے نفع اٹھائے سود کی شکلوں میں سے ہے۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۵۰)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ جس کو کوئی رقم دے اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا درست نہیں ہے۔ بعض ناواقف لوگ کسی کو روپیہ دیتے ہیں پھر اس سے نفع کے طور پر کچھ حاصل کرتے رہتے ہیں یہ حرام ہے۔ البتہ تجارت کرنے

کے لئے کچھ رقم دے اور اس کے نفع میں حصص کے اعتبار سے شریک رہے مثلاً نصف یا ربع میں تو یہ جائز ہے۔ اسے مضاربت کہتے ہیں۔ اس کے لئے کچھ شرطیں ہیں اہل علم سے معلوم کرلیں۔ مقروض سے کسی شے کا ہدیہ لینا درست نہیں ہے۔

قرض لینا اچھی بات نہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض اللہ کا جھنڈا زمین پر ہے۔ جب اللہ پاک کسی بندے کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی گردن میں اس کو ڈال دیتا ہے۔

(حاکم، ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۹۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اللہ کے نزدیک جب وہ اس سے ملاقات کرے گا یعنی قیامت کے دن وہ قرضہ ہے جسے چھوڑ کر وہ اس دنیا سے چلا گیا۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)

قیامت میں قرض کی ادائیگی نیکی سے ہوگی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص انتقال کر جائے اور اس پر ایک دینار یا درہم قرض ہو۔ اس کا قرضہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا کہ وہاں درہم یا دینار نہ ہوگا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۷۳)

حضرت قاسم خادم معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرض نہ دینے کی نیت سے لے اور مر جائے تو اس کا قرضہ نیکیوں سے پورا کیا جائے گا اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو قرضہ دینے والے کا گناہ اس کے سر پر لاد دیا جائے گا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۵۹۹)

فائدہ: قرض کا معاملہ بہت سخت ہے چونکہ حق العبد ہے اس وجہ سے حکم ہے کہ کوئی شخص مرجائے اور اس پر قرضہ ہو تو وارثوں کو دینے سے پہلے اس کے متروکہ مال سے اولاً قرض ادا کیا جائے۔ قرض کے بعد جو بچے گا وہ وارثوں کو ملے گا۔ ایسا دیکھا گیا ہے کہ وارثوں نے قرض ادا کرنے کے بجائے آپس میں مال تقسیم کرلیا یہ درست نہیں۔

کسی کا قرض اپنے ذمہ لینے کا کیا ثواب؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرما دیا تو اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول وہ دونوں دینار ہمارے ذمہ۔ آپ نے نماز جنازہ اس پر پڑھی اور فرمایا اے علی اللہ پاک تمہیں جزائے خیر دے۔ اللہ پاک تمہیں

جہنم سے آزاد کرے جیسے کہ تم نے اپنے بھائی کو قید سے آزاد کیا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۶۰۷)

نصف قرضہ معاف کرنا

حضرت کعب ابن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابن ابی حداد سے مسجد میں اپنے روپے کا تقاضہ کیا۔ دونوں کی گفتگو میں آواز بلند ہوئی آپ ﷺ نے اپنے گھر میں سے آواز سنی تو باہر آنے کا ارادہ فرمایا اور دروازہ کے پردہ کو ہٹا کر کعب بن مالک کو مخاطب کر کے فرمایا کعب۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ نے انگلی کے اشارہ سے فرمایا: آدھا قرض معاف کردو۔ کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔ آپ نے ابن ابی حداد سے فرمایا جاؤ اور باقی قرض ادا کر دو۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۲)

کسی کے قرض کو معاف یا کم کرنے کی سفارش مسنون ہے۔ (عمدہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴)

قرض دار کو مہلت دینے کا عظیم ثواب

حضرت ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے رنج و غم سے اسے خدائے پاک نجات دے اسے چاہئے کہ وہ قرض دار تنگدست کو مہلت دے یا معاف کر دے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۱، سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۵۷)

دنیا اور آخرت کی آسانی

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی تنگدست کو مہلت اور سہولت دی اللہ پاک دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا۔ (مسلم صفحہ ۳۴۵، احسان صفحہ ۴۲۶)

مہلت سے جنت میں داخل

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ تنگدستوں کو مہلت دیتا تھا تو خدا نے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ (بخاری صفحہ ۳۲۲، سنن کبریٰ صفحہ ۳۵۶)

اللہ پاک نے بھی معاف کر دیا

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک تاجر تھا۔ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اگر کسی کو تنگدست دیکھتا تو خادموں سے کہتا کہ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کرو۔ شاید اللہ پاک ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے۔ چنانچہ اللہ پاک نے اسے درگزر فرما دیا۔ یعنی معاف فرما دیا۔ (بخاری صفحہ ۳۲۲)

ہر دن صدقہ کا ثواب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے تو ہر دن پر ایک صدقہ کا ثواب ہے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۸)

قیامت کے دن سایہ میں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تنگ دست کو مہلت دے اسے خدائے پاک قیامت کے دن سایہ میں جگہ دے گا اور ہر نیکی صدقہ ہے۔ (مجمع صفحہ ۱۳۷)

مستجاب الدعوات

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔ اس کا رنج دور ہو تو وہ کسی تنگ دست کو مہلت دے۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳)

قرض دار غریب پریشان حال ہو یا اچانک کوئی ایسا واقعہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے حسب وعدہ وقت پر نہ دے سکا تو ایسے موقع پر مہلت دینا یا بالکل معاف کر دینا یا کچھ تخفیف کر دینے کا بہت ثواب ہے۔ اللہ کے محبوب ترین پسندیدہ اعمال میں سے ہے۔

قرض دینے والا کچھ کہے تو برداشت کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ذرا کچھ سخت کہہ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا چھوڑ دو اسے صاحب حق کو گنجائش ہے کہ کہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۱)

مثلاً تقاضہ کرنے میں سختی کی، نرمی اور محبت سے بات نہ کی مطالبہ میں شدت اختیار کیا تو اس سے لڑے جھگڑے نہیں بلکہ برداشت کرے یہ سنت ہے۔

حج سے پہلے قرض ادا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا میں مقروض ہوں۔ مجھ پر حج ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے قرض کو ادا کر دو۔ (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۱۳۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حج اور دیگر طویل سفر سے قبل حقوق واجبہ ادا کر دے ایسا نہ ہو کہ وفات ہو جائے اور واجب ذمہ میں باقی رہ کر آخرت کی پریشانی کا سبب ہو اور دنیا میں ذلت و رسوائی کا۔

وصیت سے پہلے قرض ادا کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ وصیت سے پہلے قرضہ ادا کرتے تھے۔
(عمدۃ القاری جلد۱۴ صفحہ۴۳)

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے متعلق یہ منقول ہے کہ آپ وصیت سے پہلے قرضہ ادا فرماتے تھے۔ یعنی اولاً قرض کی ادائیگی پھر بعد میں وصیت۔

وسعت کے باوجود قرض نہ دینا مناسب نہیں

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ اس کا بھائی اس کے پاس آئے اور قرض مانگے اور وہ وسعت پائے اور نہ دے۔ (طبرانی، کنز جلد۶ صفحہ۲۱۲)

بڑی بے غیرتی اور اخوت انسانی کے خلاف ہے کہ مال موجود ہے اور دوسروں کی ضرورت میں اس کی مدد نہیں کر رہا ہے۔ جس طرح یہ کمال ایمان نہیں کہ خود آسودہ اور پیٹ بھرا ہو اور اس کا بھائی بھوکا ہو۔ اسی طرح ایمان انسانی ہمدردی کے خلاف ہے کہ مال اور وسعت رہتے ہوئے قرض مانگنے پر قرض نہ دے خدائے پاک اس کی وسعت کو غربت اور تنگ دستی میں بدل ڈالے تو پھر کیا ہوگا۔ وہ انسان کیا جو دوسروں کے کام نہ آئے اسی وجہ سے کہ نفس پر زور پڑتا ہے قرض دینے کا ثواب خیرات سے زائد ہے۔

ادائے قرض میں گھر کا سامان فروخت کر دینا

کعب ابن مالک رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ ایک جوان اور سخی آدمی تھے اور کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ قرض لیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کا سارا مال قرض میں غرق ہوگیا۔ قرض خواہوں نے قرض معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ پس رسول پاک ﷺ نے حضرت معاذ کا سارا سامان قرض خواہوں کا قرض چکانے کے لئے بیچ ڈالا اور معاذ کے پاس کچھ باقی نہ رہا (مشکوٰۃ ۲۵۳، سنن سعید)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر قرضہ ہو اور ادائیگی کے لئے نقد مال نہ ہو اور ادھر قرض خواہ معاف بھی نہ کر رہے ہوں تو گھریلو سامان فروخت کر کے قرض ادا کر دیا جائے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر صاحب قرض ادا نہ کرے تو حاکم اور آج کل قوم وقبیلہ کے ذمہ دار کو اجازت ہے کہ مناسب طور سے اس کے مشورہ سے دیگر سامان کو بیچ کر قرض ادا کر دیا جائے۔ چونکہ آخرت کے مواخذہ سے دنیا کی تکلیف بہتر ہے۔

مقروض پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں جنازہ لایا گیا آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا اس پر قرضہ ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرما دیا کہ جاؤ اپنے ساتھی کی نماز

جنازہ پڑھو۔ یعنی آپ نے انکار فرمادیا۔ ایک صاحب نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ ہمارے ذمہ ہے۔ آپ نماز پڑھئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی۔ (کشف الاستار جلد۲ صفحہ۱۱۵)

قرض معلوم کرنا پھر جنازہ پڑھنا

محمد بن عباد ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی جنازہ آتا تو آپ معلوم فرماتے تمہارے ساتھی پر کوئی قرضہ ہے۔ اگر لوگ جواب دیتے ہاں تو پھر آپ معلوم فرماتے کہ کچھ مال چھوڑا ہے۔ اگر لوگ جواب دیتے ہاں تو آپ اس پر نماز پڑھتے اگر لوگ کہتے نہیں تو آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ چنانچہ ایک شخص لایا گیا آپ نے اسی طرح پوچھا۔ کہا گیا نہیں۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ چنانچہ اس کے چچازاد بھائی نے کہا۔ اس کا قرضہ میرے ذمے ہے۔ چنانچہ آپ نے جنازہ کی نماز پڑھی۔ (بزار جلد۲ صفحہ۱۱۵، عبدالرزاق جلد۸ صفحہ۲۹۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں جنازہ پیش کیا گیا تاکہ نماز پڑھیں۔ آپ نے معلوم کیا قرضہ ہے؟ کہا گیا ہاں۔ آپ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمیں مقروض پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ مقروض قرضہ کی وجہ سے قبر میں محبوس رہتا ہے۔ تاوقتیکہ اس کا قرضہ نہ ادا کر دیا جائے۔ یعنی جنت کی ہوائیں برزخ میں نہیں آتیں۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ۶۰۷)

خیال رہے آپ کا نماز جنازہ نہ پڑھنا زجر و توبیخ کی وجہ سے تھا تاکہ لوگوں کو قرض کی مذمت اور اس کے نقصان کا احساس ہو جائے۔ حتی الامکان لوگ مقروض اس دنیا سے نہ جائیں۔ کسی امتی کو اس کا حکم اور اس کی اجازت نہیں کہ قرض کی وجہ سے نماز جنازہ نہ پڑھائے یا نہ پڑھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ بعد میں مقروض پر نماز جنازہ پڑھنے لگے تھے۔ (جلد۱۲ صفحہ۲۳۵)

مقروض جنت میں جانے سے رکا رہے گا

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی اللہ کے راستہ میں شہید کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کیا جائے تب بھی جنت میں داخل نہ ہوگا تاوقتیکہ قرض نہ ادا ہو جائے۔ (سنن کبریٰ جلد۵ صفحہ۳۵۵، بزار جلد۲ صفحہ۱۱۶، مشکوٰۃ صفحہ۲۵۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا۔ یہاں ہذیل کا کوئی شخص ہے۔ تمہارے صاحب جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے ہیں۔ قرض کی وجہ سے۔ (بزار جلد۲ صفحہ۱۱۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے آپ ﷺ نے ایک شخص کو جس کی وفات ہو چکی

تھی اس کے متعلق فرمایا کہ تمہارا ساتھی قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔ اس پر ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ ہمارے ذمہ۔ (عبدالرزاق جلد ۸ صفحہ ۱۱۸)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی روح جسد خاکی سے جدا ہوگئی ہو اور وہ تین چیز سے محفوظ ہو تو جنت میں داخل ہوگا، مال غنیمت کی چوری، قرض اور تکبر سے۔

(ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۹۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ سوائے قرض کے۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۲)

مقروض قید میں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مقروض دَین کی وجہ سے قید میں رہے گا اور اللہ سے تنہائی کی شکایت کرے گا۔ (طبرانی، ترغیب جلد ۳ صفحہ ۶۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن کی جان دَین کی وجہ سے لٹکی ہوئی رہے گی۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۰۲)

یعنی جنت کی نعمتوں سے رکی رہے گی۔ (حاشیہ ترغیب)

دوسرے کا قرض یا کوئی ادائیگی اپنے ذمہ لینا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا۔ آپ نے پوچھا۔ اس نے کوئی مال چھوڑا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کتنا قرضہ چھوڑا ہے۔ لوگوں نے کہا تین دینار۔ آپ نے فرمایا تم جنازہ پڑھ دو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو کہا اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ ہمارے ذمہ۔ چنانچہ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے نماز پڑھا کر جب متوجہ ہوئے تو فرمایا۔ فلاں قبیلہ کا کوئی شخص ہے۔ لوگ خاموش رہے ایسی بات جب ہوتی تو عموماً حضرات صحابہ خاموش رہتے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ فلاں قبیلہ کا یہاں کوئی ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں فلاں شخص ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا ساتھی اپنے قرضہ کے سبب جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ ہمارے ذمہ۔ پھر اس نے قرضہ ادا کردیا۔ (سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۷۶۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمام مؤمنین کا ولی ہوں۔ جو شخص مر جائے اور اس پر قرضہ ہو اور کچھ مال نہ چھوڑا ہو تو اس کا قرضہ ہمارے ذمہ ہے جو مال چھوڑ

جائے وہ وارثین کے ذمہ۔

فائدہ: زندہ ہو یا مردہ کسی نادار اور غریب شخص کے دَین وغیرہ کو اپنے ذمہ لے لینا بہت ثواب رکھتا ہے۔ چنانچہ کوئی غریب مقروض ہو کر انتقال کرتا تو آپ ﷺ اس کے قرضہ کو ادا فرما دیتے۔ اگر خدائے پاک وسعت دے تو اس عظیم کارِ خیر میں ضرور شریک ہوں۔

اہل وعیال کی ضرورت کے لئے قرض لینا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے یہودی سے غلہ ادھار لیا تھا اور زرہ گروی رکھا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث امام ترمذی نے ذکر کی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل وعیال کی ضرورت سے بیس صاع قرضہ لیا تھا۔ اسی طرح مصنف عبدالرزاق کی روایت ہے کہ گھر کی ضرورت سے جَو لیا تھا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ گھریلو ضرورت کی وجہ سے قرض لینے کی اجازت ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ہاں بلا ضرورت شدیدہ قرض لینا مناسب نہیں ہے۔

غیر مسلم سے قرض لینا

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ وہ مجھے ادھار فروخت کرے یا رجب تک کے لئے قرض دے۔ اس پر یہودی نے کہا میں بلا گروی رکھے نہ ادھار بیچوں گا اور نہ قرض دوں گا۔

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلیق نصرانی کے پاس بھیجا کہ ان سے کپڑے قرض یا ادھار لے آؤ۔ (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۳۱۴، ابن ابی شیبہ)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے یہود باوجودیکہ ان کا سودی معاملہ مشہور تھا اور ان کے بارے میں قرآن پاک میں "اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ" حرام کھانے والا قرار دیا۔ آپ نے اس سے ادھار اور قرض کا معاملہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلمین سے اس قسم کا معاملہ درست ہے۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۱۸۲)

اسی طرح کفار ہنود سے بھی قرض اور دیگر معاملات جائز ہیں اور اس میں کوئی قباحت نہیں۔ مگر سود کے ساتھ جائز نہیں۔

نقد روپیہ قرض لینا

عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک ﷺ نے چالیس ہزار درہم قرض لیا۔ پھر آپ کے پاس مال آیا اور میرا قرضہ ادا کر دیا اور فرمایا خدائے پاک تیرے اہل وعیال میں برکت دے۔ قرض

کا بدلہ یہی ہے کہ شکر ادا کیا جائے اس کی تعریف کی جائے اور قرض ادا کر دیا جائے۔

کسی کا قرض وصول کرنے کے بعد کیا دعا دے؟

ابن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر تیس یا چالیس ہزار قرض لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض ادا کیا تو ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَآءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ"

(مشکوۃ صفحہ ۲۵۳، ابن ماجہ صفحہ ۱۷۴)

سائل کو دینے کے لئے قرض لینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر سوال کیا تو آپ نے اس کے لئے نصف وسق قرض حاصل کیا۔ (سنن کبریٰ جلد ۵ صفحہ ۳۵۱)

قرض پر اللہ کی مدد کب ہوتی ہے؟

عمران بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرض لیتی تھیں۔ اہل خانہ میں سے کسی نے کچھ کہا (قرض کیوں لیتی ہو کہاں سے ادا کرو گی) تو انہوں نے کہا میں لوں گی۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرض لیتا ہے اور اللہ کے علم میں ہو کہ وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ پاک اسے دنیا میں ادا کر دیتے ہیں۔ (ابن ماجہ نمبر ۲۴۰۸)

سنن نسائی میں ہے کہ حضرت میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لیا تو ان سے کہا گیا اے ام المؤمنین قرض لے رہی ہو اور ادا کرنے کا حساب نہیں تو انہوں نے کہا میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص (ضرورت کی وجہ سے) قرض لے اور وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ پاک اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے آدمی قرض لے اور وہ ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے ہضم کا ارادہ نہیں رکھتا تو اللہ پاک کی مدد و اعانت ہوتی ہے کہ وہ قرضہ ادا کر دے۔

قرض کے متعلق آپ کی وصیت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص کو آپ وصیت کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔ گناہ کم کرو کہ موت آسان ہو اور قرض کم کرو، معاملہ کم کرو کہ آزادی سے زندگی بسر کرو۔

فائدہ: مقروض قرض لینے والے کی قید اور اس کی ذہنی غلامی میں رہتا ہے اور اس کا ذہن منتشر رہتا ہے۔ اس وجہ سے آپ نے تاکید فرمائی کہ قرض کا معاملہ کم از کم کرو۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۵۴۶)

جسے قرض دے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس قرض سے کوئی نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔
(اعلاء السنن جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۸)

حضرت عطاء سے مروی ہے کہ حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ قرض سے کسی نفع وغیرہ حاصل کرنے کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ (صفحہ ۵۰۰)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ جس کو قرض دے۔ قرض کی بنیاد پر اس سے کسی بھی قسم کا فائدہ اٹھانا حرام ہے کہ یہ سود کی ایک شکل ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ تم اگر کسی کو قرض دو پھر اس سے تم کوئی کام لو جو اس سے پہلے نہیں لیتے تھے تو یہ قرض سے نفع کی بنیاد پر سود ہے۔

تین شخص کا قرضہ خدائے پاک کے ذمہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تین شخص ہیں جس نے قرضہ لیا اور پھر انتقال کر گیا اور ادا نہ کر سکا تو اللہ پاک اس کا قرضہ (آخرت میں) ادا کرے گا۔ ایک وہ شخص ہے جو جہاد میں گیا اس کا کپڑا پھٹ گیا۔ بوسیدہ ہو گیا۔ بس اس نے ستر عورت کے چھپانے کے لئے قرض لیا اور مر گیا یا (شہید ہو گیا) اور ادا نہ کر سکا۔ ایک وہ شخص ہے کہ کسی مسلمان کا انتقال ہو رہا تھا اور اس کے پاس کفن کے انتظام کا بھی پیسہ نہ تھا اور نہ کوئی کپڑا تھا جس کا وہ کفن بنا کر چھپا سکے اور مر گیا اور ادا نہ کر سکا اور ایک شخص جس نے زنا سے بچنے کے لئے نکاح کیا اور مر گیا اور (مہر) نہ ادا کر سکا۔ (کہ اس کے پاس مال کی گنجائش نہ تھی) تو قیامت کے دن خدا اس کا قرضہ ادا کر دے گا۔ (ترغیب جلد ۲ صفحہ ۶۰۳، مجمع جلد ۴ صفحہ ۱۳۶)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ شدت حاجت کی بنیاد پر قرضہ لیا اور گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ادا نہ کر سکا تو خدائے پاک اس کی جانب سے قیامت میں ادا کر دے گا اور مواخذہ سے یہ بری ہو جائے گا۔

کوشش کے باوجود قرض ادا نہ کر سکا تو؟

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہماری امت میں سے کوئی شخص قرض لے۔ پھر اس کی ادائیگی کی کوشش کرتا رہا پھر ادا کرنے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

فَائِدَۃ: ایسے شخص کا قرض جو باوجود کوشش کے نہ ادا کر سکا اور اس کے پاس کوئی مال بھی نہ ہوتا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس کا قرضہ ادا فرما دیتے۔ تاکہ وہ شخص جنت میں داخل ہونے سے محروم نہ رہے۔ لہٰذا خاندان، رشتہ دار محلے پڑوس یا احباب یا واقفین میں کوئی ایسا شخص ہو کہ وہ باوجود کوشش وفکر کے قرض ادا نہ کر سکا تو صاحب وسعت کو

چاہئے کہ اس کا قرضہ ادا کردے یہ سنت ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔

شہید مقروض بھی جنت میں نہیں

حضرت عبداللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے کہ جہاں جنازہ رکھا جاتا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی۔ پھر اپنی نگاہ کو پست فرمالیا اور پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ، کس قدر سخت عذاب نازل ہو رہا ہے۔ ایک دن رات ہم لوگ خاموش رہے۔ ہم لوگوں نے خیر کے علاوہ اور کچھ نہیں محسوس کیا (یعنی ڈر رہے تھے کہ ہم پر عذاب نہ نازل ہو جائے) یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کہ وہ عذاب کس کے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آدمی شہید ہو جائے، پھر زندہ ہو پھر راہ خدا میں شہید ہو جائے، پھر زندہ ہو پھر راہ خدا میں شہید ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (ترغیب جلد۲ صفحہ ۶۰۰)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور ثواب کی کثرت کے باوجود قرضہ کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ کتنے ایسے لوگ ہیں جو عبادت اور ذکر کی کثرت کے باوجود دوسرے کے حق واجب کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ حق وراثت جو دین میں داخل ہے نہیں ادا کرتے اور اس کو بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوگا۔ حدیث سے ظاہر ہے۔

قرض سے پناہ مانگے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز میں یہ دعا مانگتے تھے

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ" (بخاری صفحہ ۳۲۲)

تَرجَمَہ: "اے اللہ میں گناہ سے اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔"

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ یہ دعا فرماتے:

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ میں کفر اور قرضہ سے پناہ مانگتا ہوں۔"

تو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول کیا کفر کو آپ قرض کے برابر سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

(نسائی جلد۲ صفحہ ۳۱۵)

فَائِدَہ: بسا اوقات قرضہ کفر خدا کا سبب بن جاتا ہے۔ مقروض آدمی ذلیل پریشان رہتا ہے۔ قرضہ سے پریشان ہو کر خدا کی ناشکری اور کفریہ امور اختیار کر لیتا ہے۔

قرض کے چند فقہی مسائل

مسئلہ: جس کا مثل اور بدل دیا جا سکتا ہو اس کا قرض لینا درست ہے۔

مسئلہ: جانوروں کا مثلاً گائے، بیل، بھینس کا قرض لینا درست نہیں۔ (شامی جلد ۵ صفحہ ۱۶۱)

مسئلہ: قرض والی اشیاء میں قیمت کی کمی بیشی کا اعتبار نہیں۔ مثلاً ایک کلو گیہوں قرض لیا تھا جس کی قیمت بازار میں لیتے وقت پانچ روپیہ کلو تھی۔ ایک سال کے بعد اب اس کی قیمت دس روپیہ فی کلو ہوگئی تو ایک کلو ہی گیہوں دے گا۔ قیمت کی کمی بیشی کے اعتبار سے کم و بیش نہ کرے گا۔ (شامی صفحہ ۱۶۲)

مسئلہ: قرض دینے والا اگر ادائیگی کے لئے وقت متعین بھی کردے تب بھی وقت متعین سے پہلے وہ تقاضا کر سکتا ہے۔ (شامی صفحہ ۱۵۷)

مسئلہ: روٹی کا قرض لینا درست ہے۔ (شامی صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ: سو روپیہ قرض لیا تھا۔ پچاس سال کے بعد ادا کرنے کی نوبت آرہی ہے۔ اس درمیان روپیہ کی مالیت کافی گھٹ گئی تب بھی سو روپیہ ہی ادا کرنے ہوں گے۔ مالیت کا اعتبار کر کے زائد لینا سود ہو جائے گا جو حرام ہے۔ (شامی صفحہ ۱۶۲)

مسئلہ: قرض معمولی گیہوں لیا تھا ادائیگی کے وقت عمدہ ادا کر رہا ہے تو یہ جائز ہے مگر شرط نہ ہو۔ (شامی صفحہ ۱۶۵)

مسئلہ: شرط لگائی کہ جیسا بھی دے رہا ہوں مگر اس سے عمدہ لوں گا تو یہ حرام ہے۔ (شامی صفحہ ۱۶۵)

مسئلہ: اگر قرض ایک شہر میں دے رہا ہے اور شرط لگا رہا ہے کہ دوسرے شہر میں ادا کرنا ہوگا تو یہ شرط لگانا درست نہیں۔ ہاں اگر بلا شرط کے دوسرے شہر میں لیا تو یہ درست ہے۔ (جلد ۵ صفحہ ۱۶۶)

مسئلہ: اگر کسی نے کسی کو روپیہ دیا۔ مثلاً پانچ ہزار روپیہ دیا کہ ہر ماہ اسے پچاس روپیہ نفع دیتا رہے۔ تو یہ سود ہے کہ محض روپیہ پر نفع لینا جائز نہیں۔ تاوقتیکہ شرکت اور مضاربت کی شکل نہ ہو۔

ادائے قرض کی بعض اہم دعائیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک مکاتب آیا جو اپنی بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہونے پر آپ سے اعانت کا طالب تھا۔ آپ نے فرمایا ایسا کلمہ نہ سکھا دوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے۔ اگر جبل صبیر (یمن کی ایک پہاڑی کا نام ہے) کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ پاک ادا کر دے:

"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ"

ترجمہ: "اے اللہ کافی فرما دے حرام کے مقابلہ میں اور اپنے فضل سے مجھے غنی بنا دے اپنے علاوہ

سے۔" (ترمذی، ترغیب جلد۲ صفحہ ۶۱۳)

حضرت معاذ ابن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ نے جمعہ کے دن نہیں پایا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا؟ اے معاذ کیا بات ہے کہ میں تم کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ کہا اے اللہ کے رسول، ایک یہودی کا ایک اوقیہ سونا قرضہ ہے۔ میں نکلا تو اس نے مجھے روک لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے معاذ میں ایسی دعا سکھا دوں کہ تم اس دعا کو پڑھو گے تو صبیر کے برابر بھی قرضہ ہوگا تو ادا ہو جائے گا۔ یہ دعا پڑھو اے معاذ:

"قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ" (ترغیب جلد۲ صفحہ ۶۱۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ تشریف لائے تو کہا کہ مجھے حضور پاک (ﷺ) نے ایک دعا سکھائی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے اصحاب کو سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہوگا۔ اس سے دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ پورا کر دے گا۔

"اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْغَمِّ وَمُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَرَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ" (ترغیب جلد۲ صفحہ ۶۱۶)

تَرجَمَۃ: "اے غم کے کھولنے اور رنج کے دور کرنے والے، پریشان حال کی دعاء کے قبول کرنے والے، دین و دنیا کے شفیق و مہربان تو مجھ پر رحم فرما کہ تیرے غیر کی رحمت سے ہم مستغنی ہو جائیں۔"

حضرت ام ابی سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضور پاک ﷺ ایک دن مسجد تشریف لائے تو ایک انصاری شخص جس کا نام ابوامامہ تھا مسجد میں تھا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے میں تم کو وقت نماز کے علاوہ مسجد میں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا قرضہ نے پریشان کر رکھا ہے اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں ایسی دعا نہ سکھا دوں جس سے غم اور قرضہ دور ہو جائے۔ کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ صبح و شام یہ پڑھ لیا کرو۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ"

تَرْجَمَہ: "اے اللہ میں غم و رنج سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، عجز اور سستی سے پناہ مانگتا ہوں۔ بزدلی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں، قرضہ کے غلبہ اور آدمی کے تشدد سے پناہ مانگتا ہوں۔"

انہوں نے کہا میں نے پڑھا تو میرے غم کو خدا نے دور کر دیا اور قرضہ ادا کر دیا۔

(نزل الابرار صفحہ ۱۱۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

مرغ پالنے کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ سفید مرغ جس کے سر پر تاج ہو۔ میرا دوست ہے اور میرے دوست کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۱۶)

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں مرغ آپ کے ساتھ رات میں رہتا تھا۔

شیخ محبّ الدین طبری نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس سفید مرغ تھا۔ (حیوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

ابوزید انصاری کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا سفید مرغ میرا دوست اور میرے دوست (مؤمن) کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے اپنے آقا کے گھر کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے ارد گرد نو گھروں کی حفاظت کرتا ہے۔ (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۳۶۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید مرغ میرا دوست اور میرے دوست (مؤمن) کا دوست ہے اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔ (جامع صغیر صفحہ ۲۶۱)

فائدہ: دوست کا مطلب خیر خواہی اور فائدہ پہنچانا ہے اس کی بانگ سے تہجد کے لئے بیدار ہو جاتے تھے۔ جو خیر کا باعث ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے اسے صدیق دوست بتایا۔ کافر اور فاسق و غافل لوگ اس کی بانگ سے کراہیت و تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کے حق میں آپ نے دشمن کا دشمن قرار دیا ہے۔ حفاظت کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے اس کی بانگ سے شیاطین بھاگتے ہیں اور اس سے حفاظت ہوتی ہے۔

مرغ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے

حضرت خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا مرغ کو برا مت کہو یہ تم کو نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۹۶، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۱۴)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو برا مت کہو یہ تم کو نماز کے

لئے بلاتا ہے۔ (مسند طیالسی، سیرۃ الشامی صفحہ ۴۱۴)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مرغ صبح صادق کے وقت بانگ جو دیتا ہے وہ سونے والے کو نماز کے لئے جگاتا ہے اور نیند کی غفلت سے بیدار کر کے نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔ گویا وہ ایک نیک خادم ہے جو اسے نماز کے لئے اٹھاتا ہے۔

مرغ کو برا کہنا منع ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک مرغ نکلا تو ایک شخص نے اسے برا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا نہ اس کو ملامت کرو نہ اسے برا کہو یہ تم کو نماز کے لئے بلاتا ہے۔

(ابوالشیخ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۴)

فائدہ: مرغ کی بانگ سے نیند کے ٹوٹ جانے پر بعض آدمی برا کہتے ہیں اور اسے گالی دیتے ہیں۔ اس سے آپ نے منع فرمایا ایسا مت کہو، یہ تمہارا خیر خواہ ہے۔ اللہ کے فریضہ ادا کرنے کے لئے تم کو جگاتا ہے۔

مرغ پالنے کا حکم اور اس کا فائدہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید مرغ کے رکھنے اور پالنے کا حکم دیا۔ جس گھر میں یہ سفید مرغ ہوگا۔ شیطان اور جادوگر قریب نہ آئے گا اور سانپ، بچھو وغیرہ بھی قریب نہ آئیں گے۔

(بیہقی، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۴)

جادو اور شیاطین سے حفاظت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ مرغ نماز کے لئے جگاتا ہے جو سفید مرغ پالے گا۔ اللہ پاک تین چیزوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ ہر شیطان، جادوگر اور کاہن سے۔

(بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۱۴، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۱۴، جامع صغیر صفحہ ۲۶۱)

فائدہ: مرغ کا گھر میں رکھنا متعدد فوائد کا باعث ہے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تہجد اور صبح صادق کے وقت بانگ دے کر اہل خانہ کو جگاتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ ایسے گھر میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا اور جادو سے بھی ایسا گھر محفوظ رہتا ہے اور وقت ضرورت ذبح کر کے کھایا بھی جا سکتا ہے۔

خیال رہے کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ ضعیف ہیں۔ مگر متعدد طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔

مرغ کے بانگ سے اٹھنا سنت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیدار ہو جاتے جس وقت مرغ

بانگ دیتا۔ (بخاری صفحہ ۱۵۴)

ابن بطال نے کہا کہ مرغ دو حصہ رات گزرنے کے بعد ایک ثلث رات رہ جاتی ہے تب بانگ دیتا ہے۔ (فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۱۷)

خیال رہے کہ مرغ بسا اوقات دو مرتبہ بانگ دیتا ہے۔

❶ ثلث لیل کے وقت۔

❷ صبح صادق سے ذرا قبل۔

تہجد پڑھنے والے بسہولت اس سے بیدار ہو کر عبادت میں لگ سکتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے پاس مرغ تھا۔ جیسا کہ ابوزید انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس روایت کے اعتبار سے مرغ کا رکھنا سنت ہے اور اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مرغ کے بانگ دینے کے وقت بیدار ہو جائے۔

شیخ محب الدین طبری نے بیان کیا کہ حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نماز کے اوقات کی معرفت کے لئے مرغ سفر میں رکھتے تھے۔ (حیوۃ الحیوان جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

مرغ بانگ دے تو کیا کرے؟

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ پاک سے اس کے فضل کا سوال کرو کہ اس نے فرشتوں کو دیکھا۔ (بخاری، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۱)

پرندوں کا پالنا یا رکھنا

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کے یہاں جاتے اور ان کے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے "یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ" (شمائل ترمذی)

فَائِدَہ: امام ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چھوٹے بھائی ابوعمیر نغیر نامی پرندہ سے کھیلتے تھے۔ وہ مرگیا تو آپ اس سے مزاحاً فرماتے تھے تمہارا نغیر کہاں گیا۔ امام ترمذی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو پرندہ چھوٹی چڑیا کھیلنے کے لئے دینا درست ہے۔

علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شرح شمائل میں ذکر کرتے ہیں کہ پرندوں کو پنجرہ وغیرہ میں بند کر کے رکھنا جب کہ اس کو کھانا پانی وغیرہ دیا جاتا ہو درست ہے۔ (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۶)

اسی طرح علامہ نووی نے شرح مسلم میں بھی بیان کیا ہے کہ بچوں کا چڑیوں سے کھیلنا اور اس کا محبوس رکھنا

درست ہے مگر یہ کہ اسے اذیت نہ دی جائے اسے بھوکا پیاسا نہ مارا جائے۔ (شرح مسلم جلد۲ صفحہ ۲۱۰)

پرندوں کا کھیل کے لئے پالنا درست نہیں

خیال رہے کہ یہ حکم چھوٹے بچوں کا ہے بڑوں کا کھیل اور شوق سے پالنا اور کھیلنا اور اس سے انس حاصل کرنا درست نہیں۔ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے بڑوں کا پرندوں کے ساتھ کھیل کرنا درست نہیں۔

(جلد۲ صفحہ ۲۶)

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے۔ بڑے بڑے پنجروں میں انواع واقسام کے پرندے رکھتے ہیں۔ انہیں شوق اشتیاق سے پالتے ہیں اور اس سے انس حاصل کرتے ہیں۔ شرعاً درست نہیں۔ آپ ﷺ سے اس کی ممانعت منقول ہے۔ آپ ﷺ نے جانوروں کو مثلاً بکری، اونٹ، گھوڑے، وغیرہ کو ضرورت ہی کی وجہ سے پالا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ان جانوروں کے علاوہ کسی کو نہ رکھا ہے نہ پالا ہے۔ لہٰذا سواری اور کھانے کے مصرف کے علاوہ کسی جانور کو شوق سے پالنا لہو لعب کے لئے درست نہیں کہ وقت کی بربادی اور لایعنی امور ہیں۔

گھوڑے کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میں نے استقبال کیا آپ گھوڑے پر تشریف لا رہے تھے جس پر زین بھی نہیں تھا اور گردن میں تلوار تھی۔ (بخاری صفحہ ۴۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کو عاریۃً لیا۔ جس کا نام مندوب تھا اور اس پر سوار ہوئے۔ (بخاری صفحہ ۴۰۱)

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر و بیشتر گھوڑے کی سواری فرمائی ہے متعدد گھوڑے آپ کے پاس تھے۔ جس کی دیکھ بھال آپ بہت اہتمام سے فرماتے تھے۔

گھوڑے کے ساتھ برکت متعلق ہے

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بھلائی بندھی ہوئی ہے۔ (ابن ماجہ، بخاری صفحہ ۳۹۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت ہے۔ (بخاری صفحہ ۳۹۹)

گھوڑا پالنے کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا پر ایمان لاتے ہوئے اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کے واسطے گھوڑا پالے گا۔ تو اس کے کھلانے پلانے کو اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن وزن کیا جائے گا۔ (بخاری صفحہ ۴۰۰)

فائدہ: یعنی اس کے وزن کے برابر ثواب ملے گا۔

گھوڑا پالنے کی تین صورتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لئے تین قسم کے گھوڑے ہیں۔

❶ ایک باعث ثواب۔
❷ ایک باعث عفت۔
❸ ایک باعث گناہ اور حساب ہے۔

❶ جو باعث ثواب ہے وہ یہ ہے کہ جسے جہاد کی تیاری کے لئے پالے۔ اس کی لمبی رسی کر دیتا ہے جو ہری بھری زمین میں یا باغیچہ وغیرہ میں چرتا رہتا ہے۔ بس جہاں تک وہ لمبی رسی سے چرتا رہتا ہے۔ اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔ اگر رسی ٹوٹ جائے اور وہ چرتے ہوئے ایک بلندی یا دو بلندی پر چڑھ جائے تو وہ لید وغیرہ کرے اس کا ثواب پائے گا۔ اسی طرح وہ نہر سے گزرے اور خود پی لے اور اس (مالک) نے پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ تب بھی اسے ثواب دیا جائے گا۔ ایسے گھوڑے میں وہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

❷ دوسرا وہ شخص جس نے غنا اور سوال سے بچنے کے لئے پالا اور اس کے حق کو نہ بھولا (یعنی زکواۃ ادا کی) یہ اس کی پاکدامنی کے لئے ہے۔

❸ تیسرا وہ شخص جس نے فخر و مباہات کے لئے پالا اور مسلمانوں سے عداوت (لڑنے) کے لئے پالا۔ سو یہ گھوڑا اس پر بوجھ گناہ کا باعث ہے۔

آپ ﷺ کے گھوڑے کا ذکر

حضرت سہل نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ایک گھوڑا جسے لحیف کہا جاتا تھا۔ ہمارے باغ میں رہتا تھا۔ (بخاری صفحہ ۴۸۰)

سہل بن حثمہ ذکر کرتے ہیں کہ سب سے پہلا گھوڑا جس کے آپ مالک ہوئے تھے۔ اسے دس اوقیہ میں قبیلہ فزارہ کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ جس کا نام ضرس تھا۔ آپ نے اس کا نام سکب رکھا۔ آپ ﷺ جنگ احد میں اسی پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس اس گھوڑے کے علاوہ کوئی گھوڑا نہ تھا۔

(ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۸۹، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام المرتجز تھا۔
(ابن سعد صفحہ ۴۹۰)

سہل ابن حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہی وہ گھوڑا تھا۔ جس کے اعرابی سے خریدنے پر حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی تھی۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۹۰)

سہل نے اپنے دادا سے روایت کی کہ تمیم داری نے نبی پاک ﷺ کو ایک گھوڑا ہدیہ دیا تھا۔ جس کا نام الورد تھا جسے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۹۰)

ابن مندہ نے ذکر کیا کہ سہل نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے پاس نبی پاک ﷺ کے تین گھوڑے نگرانی میں رہتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۸)

جن کے گھاس چارے کا انتظام کرتے تھے۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ۷ گھوڑے تو متفق علیہ تھے جس کے نام یہ تھے۔ السکب، مرتجز، لحیف، مزاز، ظرب، سبحہ، الورد اور باقی پندرہ اور گھوڑے تھے جن کے بارے میں اختلاف ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۳۴)

سواری کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

گھوڑے کی سواری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار تشریف لائے۔ جس پر زین نہیں تھا۔ اور گردن میں تلوار لٹکی تھی۔ (بخاری صفحہ ۴۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کو عاریۃً (سواری کے لئے) لیا۔ جس کا نام مندوب تھا۔ (بخاری صفحہ ۴۰۱)

پہلا گھوڑا جس پر جنگ احد میں سوار تھے

حضرت سہل بن حثمہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا گھوڑا جس کو آپ نے قبیلہ فزارہ کے ایک آدمی سے دس اوقیہ میں خریدا تھا اس کا نام ضرس تھا۔ آپ نے اس کا نام السکب رکھا آپ جنگ احد میں اسی پر سوار تھے۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۸۹، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۶)

حضرت سہل اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا لحیف تھا جو ہمارے باغ میں رہتا تھا۔ (بخاری صفحہ ۴۰۰)

اس لحیف گھوڑے کو شاہ مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھوڑے پر اکثر غزوات کا سفر کیا ہے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۹۷)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے کہ آپ کے پاس چوبیس گھوڑے تھے جن میں سے سات کے متعلق تو اتفاق تھا اور باقی کے متعلق اختلاف ہے۔ (جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس پر سواری فرمائی ہے؟

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے، اونٹ، خچر اور گدھے پر سواری فرمائی ہے اور گھوڑے پر کبھی زین کے ساتھ اور کبھی بلا زین خالی پیٹھ پر بھی سوار ہو جاتے۔ کبھی تیز دوڑاتے، اکثر

تنہا سوار ہوتے اور بسا اوقات اپنے بغل میں کسی کو ردیف بھی بنا لیتے۔ کبھی اپنی بیوی کو بھی سوار فرما لیتے۔

(زاد المعاد صفحہ ۱۵۹)

اونٹنی پر سواری

محمد بن ابراہیم تیمی ذکر کرتے ہیں کہ قصویٰ اونٹنی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تھی۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۰۹)

حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ حج کے موقع پر ناقہ صہباء پر رمی فرما رہے تھے۔ (جلد ۷ صفحہ ۴۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا سفر اونٹنی پر کیا اور اسی پر آپ کا سامان سفر بھی تھا۔ (سامان سفر کے لئے الگ سے اونٹنی نہیں تھی)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (سفر حج کے موقع پر) ذی الحلیفہ میں اونٹنی پر سوار دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) اونٹنی پر سوار کھڑے تھے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع اور دیگر اکثر و بیشتر غزوات کا سفر اونٹنی پر کیا ہے اور عرب کی اصل سواری اونٹنی ہی تھی۔

اونٹوں کی تفصیل

❶ قصویٰ: اسی اونٹنی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا مبارک سفر فرمایا۔

❷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔

(بخاری صفحہ ۴۰۲، ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۹۳)

❸ صہباء: حضرت قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے موقع پر صہبا اونٹنی پر رمی جمرہ کرتے دیکھا۔ (ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۹۳)

❹ عسکر: عبدالملک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی کا نام عسکر تھا۔

❺ ثعلب: ابواسحاق نے ذکر کیا کہ حدیبیہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب جس اونٹنی پر سوار کر کے فراش ابن امیہ کو قریش کے پاس بھیجا تھا۔ اس کا نام ثعلب تھا۔

❻ سہریا: غزوہ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کے اونٹ کو غنیمت کے طور پر حاصل کیا تھا۔ اسے

سہریا کہا جاتا تھا۔ آپ اس پر غزوہ کا سفر فرماتے تھے۔ اسی اونٹ کو آپ نے ایک موقع پر ہدی بنایا تھا تاکہ کفار مکہ کو اسے دیکھ کر غصہ آئے۔

نبیط نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کو عرفہ میں حج کے موقع پر جوان اونٹنی پر جو سرخ تھی دیکھا۔

ابوامامہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جدعا پر حجۃ الوداع کا سفر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ خاص موقع پر آپ نے لے لی ہو۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۴۹۳، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۰۹)

خیال رہے کہ یہ وہ اونٹنیاں تھیں جن پر آپ نے سفر کیا یا سوار ہوئے تھے۔ دودھ کے لئے اس کے علاوہ اونٹنیاں تھیں چنانچہ اصحاب سیر نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کی سات اونٹنیاں ایسی تھیں۔ جو دودھ کے لئے تھیں۔ جن کے نام یہ تھے۔ مہرہ، شقراء، الریاء، بردہ، سمراء، عریس، حناء۔

خیال رہے کہ آپ ﷺ کی عادت طیبہ ہر چیز کے نام رکھنے کی تھی۔ حتی کہ آپ جانوروں کے علاوہ کپڑوں کا نام بھی تجویز فرماتے۔ چنانچہ آپ کے عمامہ کا نام سحاب تھا۔

آپ ﷺ کے خچروں کا بیان

آپ ﷺ کے پاس سات خچر تھے۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ نے خچروں کی سواری کی ہے اور عرب میں خچروں کا رواج نہیں تھا۔ (صفحہ ۴۰۲)

آپ نے ان میں سے کسی کو خریدا نہیں تھا۔ سب ہدیہ کے تھے۔ آپ کے پاس متعدد خچر تھے۔ جس پر آپ سواری فرماتے تھے جس کی تفصیل یہ ہے۔

❶ دلدل: زہری نے کہا کہ فروہ جذامی نے آپ ﷺ کو ہدیۃً دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ شاہ مقوقس نے دیا تھا۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۴۹۱)

علقمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ کے خچر کا نام دلدل تھا آپ اس پر سوار ہو کر سفر فرماتے تھے۔ ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے تک رہا۔ آپ نے اس پر سوار ہو کر خوارج سے قتال کیا۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۴۰۳)

❷ فضہ: ابوحمید الساعدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ذکر کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ کو شاہ ایلہ نے دیا تھا۔ اسی نے آپ ﷺ کو چادر بھی دی تھی اور خط بھی لکھا تھا۔

ابن سعد میں ہے کہ فضہ نامی خچر فروہ نے دیا تھا۔ (جلد ا صفحہ ۴۹۱)

فَائِدَہ: اسی کو بیضاء بھی کہا گیا ہے۔ جنگ حنین میں آپ اس پر سوار فرماتے تھے اور ابوسفیان اس کی لگام پکڑے

تھے۔ (بخاری صفحہ ۴۰۳)

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے ترکہ میں یہ خچر بھی تھا۔ آپ نے چھوڑ کر اسے وفات پائی ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۴۰۲)

۳ یہ وہ خچر تھا جسے ابن العلماء نے ہدیۃً دیا تھا۔

ابوحمید الساعدی رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ابن العلماء کا قاصد آیا۔ اس نے آپ کو خط اور ایک خچر دیا۔ (مسلم، بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۴۸، سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۰۴)

۴ یہ وہ خچر تھا جسے شاہ کسریٰ نے دیا تھا۔ ابوصالح الشامی نے ذکر کیا ہے کہ اس کے لڑکے نے دیا تھا۔

۵ دومۃ الجندل نے بھیجا تھا۔

۶ نجاشی نے بھیجا تھا۔

۷ حمارہ شامیہ۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۰۵)

حافظ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک خچر تھا۔
(جلد ۱ صفحہ ۱۵۹)

گدھے کی سواری

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے گدھے پر بھی سواری فرمائی ہے۔ حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۳۷۶)

گدھے کی سواری حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سواری ہے۔ چونکہ اس میں تواضع و مسکنت ہے اور غرباء مساکین کی سواری ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جابرہ کے مقابلہ میں مساکین کا طرز حیات پسند تھا۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس چار گدھے تھے

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ صوف پہنتے تھے۔ بکریوں کا دودھ نکال لیتے تھے۔ گدھے کی سواری فرماتے تھے۔ آپ کے گدھے کا نام عفیر تھا۔

یعفور زامل بن عمر فرماتے ہیں کہ فروہ جذامی نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ گدھا ہدیۃً دیا تھا۔
(سیرۃ الشامی صفحہ ۴۰۶، ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۹۲)

اس گدھے کے متعلق سہیل نے عجیب واقعہ بیان کیا ہے کہ جس دن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وفات ہوئی اس دن اپنے آپ کو اس نے کنوئیں میں ڈال دیا اور مر گیا۔

فَائِدَۃ: عشق نبی سے سرشار تھا جدائی برداشت نہ کر سکا اور زندگی پر موت کو ترجیح دی۔

۳ ایک گدھا حضرت سعد ابن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیا تھا۔

۴ ایک صحابی نے دیا تھا۔ جس کا واقعہ یہ ہے۔ حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ چل رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ گدھا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول سوار ہو جایئے یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم اپنی سواری کے زیادہ مستحق ہو۔ ہاں مگر یہ کہ تم مجھے دے دو۔ اس نے کہا میں نے آپ کو بخش دیا۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۵۴)

آپ پیدل تشریف لے جا رہے تھے۔ اس پر اس شخص نے آپ کی خدمت میں پیش کیا یہ تھی حقیقی محبت کہ آپ کو پیدل خود کو سواری کے ساتھ دیکھا تو سواری بخش دی۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے گدھے کی سواری فرمائی ہے۔

اپنی سواری پر بٹھانے کے متعلق آپ کی عادت مبارکہ

ابو یعلی نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب بھی کوئی سفر فرماتے یا غزوہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے اصحاب میں سے کسی کو ہمیشہ بٹھاتے۔ مسند احمد اور بخاری کی روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے تو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے ساتھ سوار تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کبھی تنہا بھی سواری پر تشریف فرماتے اور کبھی اپنے ساتھ دوسرں کو بھی ردیف بنا کر سوار فرما لیتے۔ چنانچہ ابو صالح الشامی نے ان حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی فہرست شمار کرائی ہے۔ جن کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مختلف موقع پر اپنے ساتھ سوار فرما کر سفر کیا۔ ۱ صدیق اکبر ۲ ابوذر ۳ علی بن ابی طالب ۴ حضرت عثمان ۵ عبداللہ بن عباس ۶ اسامہ بن زید ۷ ابو ملیح بن اسامہ ۸ زید بن ثابت ۹ سہل بن بیضا ۱۰ معاذ ابن جبل ۱۱ حذیفہ بن یمان ۱۲ فضل بن عباس ۱۳ عبداللہ بن جعفر ۱۴ ابو ہریرہ ۱۵ حضرت قثم ۱۶ زید بن حارثہ ۱۷ ثابت الضحاک ۱۸ شرید بن السوید ۱۹ سلمہ بن عمر ۲۰ علی بن ابی العاص ۲۱ بنی مطلب کا ایک غلام ۲۲ عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وغیرہ۔ اکتالیس صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو ردیف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی ردیف بنایا ہے۔ (سبل الہدیٰ صفحہ ۳۷۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ گنجائش ہو تو ساتھ میں کسی کو سوار کر لے۔ خصوصاً اسکوٹر موٹر سائیکل میں تو آسان سہل ہے۔ تنہا ہو تو کسی کو بٹھانے سے انکار کرنا مروت انسانی کے خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جو کار و اسکوٹر پر کسی کو بٹھانا شان اور وقار کے خلاف سمجھتے ہیں یہ کبر یا ناپسندیدہ بات ہے۔ کسی کو نفع حاصل ہو جائے تو یہ بڑی مبارک بات ہے۔

سواری کے پیچھے بچوں کا بٹھانا

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے میں بھی گیا۔ آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک بچہ آیا آپ نے اسے پیچھے بٹھایا۔ ہم لوگ تین سوار مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے اور آپ نے قثم (ابن عباس کے بھائی) کو سامنے بٹھا رکھا تھا اور فضل کو پیچھے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس ہوتے تو یہ بچے آپ کے پاس استقبال اور شوق ملاقات سے پہنچتے۔ آپ ان کو آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ یہ محبت اور ملاطفت کی بات ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص سفر سے واپس آئے یا کسی کی سواری پر بچے ازراہِ محبت بیٹھ جائیں تو ان کو ڈانٹنا اور اتارنا اچھی بات نہیں ہے۔ گاڑی خالی ہے اور بچے شوق سے بیٹھ جاتے ہیں تو ان کو ازراہ محبت بیٹھنے دیں۔ ہاں مگر یہ کہ وہ شرارت نہ کریں۔ اسی طرح اگر گھر کے بچے اسٹیشن وغیرہ پہنچ جائیں تو ان کو ساتھ لانا ازراہ محبت مسنون ہے۔

بکری پالنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

بکریاں پالنا سنت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکریاں تھیں۔

محمد بن عبداللہ بن حصین ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکریاں تھیں جو احد پہاڑ کے پاس دن میں چرتی تھیں اور رات کے وقت آپ کے گھر کے اردگرد پھرتی تھیں۔ ایک بکری جس کا نام قمر تھا۔ ایک دن آپ نے نہیں پایا۔ آپ نے معلوم کیا کہ کیا ہوئی۔ کہا گیا مر گئی اللہ کے رسول۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا چمڑا کیا ہوا۔ کہا وہ تو مر گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

(ابن سعد صفحہ ۴۹۶، سبل جلد ۷ صفحہ ۴۱۳)

کتنی بکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں

لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں وفد کے ساتھ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہوئی۔ ایک تھال پیش کیا گیا جس میں کھجور تھے اور حریرہ پکانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ بنا اسے ہم نے کھایا، تھوڑی دیر گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا تمہارے لئے کچھ بنا تم نے کچھ کھایا۔ ہم نے کہاں ہاں۔ پھر چرانے والا بکریوں کو چراگاہ کی طرف لے جا رہا تھا کہ ایک بکری کے چیخنے کی آواز ہوئی۔ آپ نے فرمایا بچہ دیا کیا۔ اس نے کہا ہاں بچہ دیا۔ آپ نے فرمایا اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم یہ نہ سوچو کہ میں نے تمہاری وجہ سے ذبح کیا۔ ہمارے پاس سو بکریاں ہیں۔ اس سے زائد ہم نہیں رکھنا چاہتے۔ جب چرانے والا بچہ پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے تو اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔ (مسند احمد، سبل الہدیٰ جلد ا صفحہ ۴۱۲)

آپ کے پاس سو بکریاں رہتیں۔ اس سے زائد آپ نہ ہونے دیتے۔ چنانچہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو بکریاں پالی تھیں۔ سو سے زائد نہیں ہونے دیتے جہاں زیادہ ہوتیں ذبح کر دیتے۔ (جلد ا صفحہ ۱۶۰، ابن سعد)

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ ہر چیز کا نام رکھتے۔ گھوڑے، اونٹ حتیٰ کہ عمامہ تک کا بھی نام رکھ رکھا تھا۔ عربوں کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز کے ناموں کو متعین کر کے اس سے پکارتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے بعض بکریوں کا نام بھی متعین کر رکھا تھا۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی دس بکریوں کے نام یہ تھے:

عجوہ، زمزم، سقیا، برکۃ، ورسہ، اطلال، اطراف، فجرہ، غوثہ، یمن۔

آپ ﷺ کی بکریاں ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا چرایا کرتی تھیں۔ (ابن سعد صفحہ ۴۹۵، سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۱۳)

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ کے پاس سات بکریاں وہ رہتی تھیں جو دودھ دیتی تھیں۔ ام ایمن ان کو چرایا کرتی تھیں۔ (زاد المعاد جلد ا صفحہ ۱۳۵)

گائے

ابوصالح شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عیون کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے گائے نہیں پالی ہے۔ عورتوں کی جانب سے جو گائے کی قربانی کا واقعہ آتا ہے۔ شاید آپ نے قربانی کے وقت خریدا ہو۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۱۳)

بھینس کے پالنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ خطہ عرب میں اس کی پیداوار نہیں ہے۔

بکریوں کے دودھ پر آپ ﷺ کا اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا گزر بسر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں کے لئے سات بکریاں تھیں۔ چرانے والا ان بکریوں کو کبھی جمار میں کبھی احد کے مقام پر چراتا اور شام کو ہم لوگوں کے یہاں چلی آتی تھیں۔ ہم لوگوں کا گزر بسر اونٹ اور بکریوں کے دودھ پر تھا۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۴۹۶)

عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کھاتے تھے کس چیز پر گزر بسر تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہمارے انصاری پڑوسی خدائے پاک ان کو جزائے خیر دے۔ ان کے پاس بکریوں کا دودھ ہوتا تھا۔ وہ ہدیۃً نبی پاک ﷺ کو دے دیتے تھے۔ (ابن سعد جلد ا صفحہ ۴۰۳)

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بکریاں چرائی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسے نہیں آئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا آپ نے بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ مکہ والوں کی بکریاں چند قراریط کے عوض چراتا تھا۔ (بخاری صفحہ ۱۲۵، ابن سعد جلد ا صفحہ ۱۲۵)

عبید ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمام نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ پوچھا

کہ کیا آپ نے بھی چرائی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے بھی۔ (ابن سعد جلدا صفحہ ۱۲۵)

قراریط، قیراط کی جمع ہے۔ یہ کسی مقام کا نام نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اجرت پر چرایا کرتے تھے۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ پیلو درخت کے پاس سے گزر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم پر اس کا سیاہ لازم ہے۔ یعنی جو کالا ہے وہ لینا کہ مفید ہوتا ہے۔ میں جب بکریاں چرایا کرتا تھا تو اسے توڑتا تھا۔ یعنی میرا تجربہ ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنھوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (ابن سعد جلدا صفحہ ۱۲۶)

ابواسحاق نے ذکر کیا ہے کہ اونٹ بکری والوں نے آپس میں مفاخرانہ باتیں کہیں۔ اونٹ والوں نے خوب اپنی فوقیت ظاہر کی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خبر پہنچائی گئی۔ آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ نبی بنائے گئے اور وہ بکریاں چراتے تھے۔ حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَامُ نبی بنائے گئے اور وہ بکریاں چراتے تھے۔ میں نبی بنایا گیا اور اپنے خاندان کی بکریاں مقام جیاد میں چرایا کرتا تھا۔ (ادب مفرد صفحہ ۱۷۵، فتح الباری صفحہ ۴۴۱)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ محمد بن اسحاق اور واقدی کی رائے کے مطابق آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بیس سال کی عمر میں بکریاں چرائی ہیں۔ آپ نے حضرت حلیمہ کے یہاں بچپن میں اپنے رضائی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں۔ (جلد ۱۲ صفحہ ۷۹)

بکریاں چرانے کی حکمت

تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ سے بکریاں چرانے کا کام لیا گیا۔ اس وجہ سے کہ تواضع و مسکنت پیدا ہو۔ بردباری آئے۔ قوت برداشت پیدا ہو۔ شفقت و مہربانی کی عادت پیدا ہو تاکہ قوم کی قیادت اور رہنمائی پر مصائب و شدائد جھیلنے کی عادت ہو۔ تحمل اور برداشت کرتے ہوئے اپنی محنت دعوت تبلیغ باقی رکھے (ورنہ تو گھبرا کر چھوڑ دے گا) بکریاں اس وجہ سے اختیار کی گئیں کہ یہ کمزور ہوتی ہیں۔ اگر غصہ سے کہیں ماردیا تو مر جائیں گی اس لئے برداشت کا مادہ رہے گا اور یہ کہ ضد نہیں کرتیں مان لیتی ہیں اور ڈرتی ہیں۔

نیز اس وجہ سے کہ بکریاں جنتی جانور ہیں اور ان کی فطرت میں سلامتی اور صفائی ہے، جو انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے مزاج کے مناسب ہے۔

حضرات انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا بکریاں چرانا امت کی گلہ بانی کا دیباچہ اور پیش خیمہ تھا۔ امت کے افراد بھیڑوں اور بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اور انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کمال شفقت و رافت سے ان کو للکار کر اپنی طرف بلاتے رہتے ہیں اور امت کی اس بے اعتنائی سے ان حضرات کو جو تکلیف اور مشقت پہنچتی ہے اس پر صبر اور تحمل فرماتے ہیں۔ (سیرۃ مصطفیٰ صفحہ ۹۸)

بکریوں کا پالنا بہترین معیشت ہے

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اعمال میں بہترین عمل کھیتی اور بکریاں پالنے کا ہے، یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مشغلہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک نے معیشت کھیتی اور بکریوں میں رکھی ہے۔ (ابن ابی الدنیا صفحہ ۹)

بکریوں کے پالنے کا حکم

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکری پالو، بلاشبہ اس میں برکت ہے۔

(ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر بکریوں کا پالنا لازم ہے کہ وہ جنتی جانور ہے۔ (مجمع صفحہ ۷۰)

فائدہ: بکریوں کے پالنے کا حکم سنت اور استحباب کے اعتبار سے ہے۔ چونکہ اس میں بڑے فوائد و برکات ہیں۔ دنیاوی نفع بیچ کر مال کا حاصل کرنا یا گوشت کا فائدہ ہے۔ دینی نفع اس کی خدمت اور دیکھ بھال کا ثواب ہے۔

اس سے معلوم ہوا جو لوگ بکریوں کے پالنے پر نکیر کرتے ہیں۔ اسے برا سمجھتے ہیں۔ اس معصوم جانور سے اگر کوئی نقصان ہو جائے تو برہم ہو جاتے ہیں۔ جانور کو اور اس کے مالک پر سخت سست کہتے ہیں۔ یہ اصول و مزاج شریعت سے ناواقفیت کی بات ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں اہل تمول کو بکریاں اور غریبوں کو مرغیاں پالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (محدثین نے اس حدیث پر جو ابن ماجہ میں ہے سخت کلام کیا ہے)۔

بکریاں جنتی جانور ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریاں جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۳۶، ادب مفرد صفحہ ۲۲۹، موطا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریوں کی خوب خدمت کرو۔ اس کی تکلیف دہ چیزیں دور کرو کہ یہ جانور جنت میں سے ہے۔ (مجمع جلد ۴ صفحہ ۶۹)

فائدہ: اس کے جسم پر اگر کیڑے آجائیں تو ان کو دور کر دے۔ زخم وغیرہ ہو جائے تو اسے دھوئے صفائی وغیرہ کر کے مرہم پٹی کر دے۔ دست کی کثرت سے پیچھے کا حصہ متاثر ہو جائے تو اسے دھو کر تیل وغیرہ لگا دے۔ غرض

کہ اس کی تکلیف و بیماری میں اس سے نفرت نہ کرے۔ خدمت کر کے ثواب پائے۔

بکریوں کی خدمت کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر بکریاں لازم ہیں کہ وہ جنتی جانور ہے۔ اس کے باڑہ میں نماز پڑھو۔ اس کی ناک صاف کرو۔ (طبرانی، مجمع صفحہ ۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بکریوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو (اس کی تکلیف و راحت کا خیال رکھو اس سے تکلیف دہ امور کو دور کرو)۔ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔
(بزار صفحہ ۱۱۳، سبل جلد ۷ ج صفحہ ۴۱۱)

بکری پالنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا بکری والوں میں سکینہ اور وقار ہے۔ (مجمع جلد ۴ صفحہ ۶۹)

مسند بزار میں ہے کہ گائے اور بکری میں سنجیدگی ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

سکینہ یا سنجیدگی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مزاج میں شرافت اور رعایت ہے۔ سخت اور باہمی عناد کا مزاج نہیں ہے جیسے کہ کتے میں ہے۔

بکریاں کمزور جانور ہیں ان کی رعایت کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بکریوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت فرمائی ہے کہ یہ کمزور جانور ہے۔ (طبرانی، سبل جلد ۷ صفحہ ۴۱۲)

بسا اوقات جانوروں کی شرارت سے غصہ آ جاتا ہے اور غصہ میں اسے مارنے لگتا ہے۔ اسی طرح کچھ سامان ضائع کر دے یا کچھ کھا لے تو اس کی سخت پٹائی کرنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ بے عقل جانور ہے۔

سب دودھ نہ نکالے

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بکریوں کا دودھ نکال رہا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا۔ اے فلاں جب تم دودھ نکالو تو اس کے بچے کے لئے چھوڑ دو۔
(مجمع جلد ۸ صفحہ ۱۹۶)

یعنی بالکل ختم ہی نہ کر ڈالو بلکہ اس کے بچے کے پینے کے لئے چھوڑ دو۔ ایک روایت میں ہے کہ جس کے سبب دودھ ہوا اس کے لئے چھوڑ دو۔ بعض لوگ تھن میں ایک قطرہ دودھ نہیں رہنے دیتے۔ اس کی ممانعت ہے۔

بکریاں باعث برکت ہیں

حضرت ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے تمہارے یہاں برکت میں سے کچھ نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ام ہانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے فرمایا کون سی برکت (آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مراد لے رہے ہیں)۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں میں برکت اتاری ہے۔ بکری، کھجور کے درخت اور آگ میں۔ (مجمع جلد۴ صفحہ۶۹)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کسی شخص نے پوچھا تمہارے گھر میں کتنی برکت ہے یعنی بکریاں۔ (مطالب عالیہ صفحہ۳۰۳)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بکری برکت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے معیشت کو پیدا کیا تو کھیتی اور بکریوں میں برکت رکھی۔ (کنز جلد۴ صفحہ۳۲)

بکریوں سے برکتوں کی تعداد

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بکری گھر میں برکت ہے۔ دو بکریاں دو برکت، تین بکریاں تین برکت ہے۔ (ادب مفرد صفحہ۱۷۴)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس کے گھر میں یا جس کے پاس بکریاں ہوں مگر دن میں دو مرتبہ اس پر برکت نازل ہوتی ہے۔ یعنی دو مرتبہ دودھ جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے۔
(سبل الہدیٰ جلد۷ صفحہ۴۱۱، بزار)

فرشتوں کی دعاءِ رحمت

حضرت خالد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ نے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت کی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس گھر میں تین بکریاں رہتی ہوں فرشتے ان گھر والوں پر صبح تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (ابن سعد جلد۱ صفحہ۴۹۶)

فَائِدَہ: معلوم ہوا کہ گھر میں بکریوں کا ہونا باعث رحمت ہے۔

جانوروں کے نقصان پہنچانے پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا فرمان مبارک

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جانوروں کے نقصانات معاف ہیں ضمان اور تاوان واجب نہیں۔ (بخاری صفحہ۱۰۲۱، مسلم صفحہ۷۳)

مطلب یہ ہے کہ جانور اگر خود سے نقصان پہنچا دے مثلاً کسی کی روٹی وغیرہ کھالے یا دال وغیرہ پی لے یا

گھاس وغیرہ چر جائے یا کھیت کا نقصان کر جائے یا کپڑا کاغذ وغیرہ چبا جائے جیسا کہ عموماً بکریوں کی عادت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں اس جانور کو زدوکوب کرنا مار پیٹ یا مالک سے لڑنا جھگڑنا اور اس سے تاوان اور نقصان پہنچائی چیز کا بدل مانگنا درست نہیں۔

جصاص رازی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے احکام القرآن میں ذکر کیا ہے کہ جانور خود سے پھرتے ہوئے کسی کے مال یا جان میں نقصان پہنچادے تو اس کا کوئی تاوان اور جرمانہ نہیں لیا جائے گا۔ (صفحہ ۳۴۰)

اسی طرح علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ جانور خواہ دن میں یا رات میں کسی قسم کا نقصان پہنچادے تو اس کا کوئی ضمان یا بدل اور عوض واجب نہ ہوگا۔ (جلد۴ صفحہ ۷۰)

فقہاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ جانور کے کسی قسم کے نقصان پہنچانے کا جسے وہ چرتے یا گھومتے ہوئے پہنچادے کوئی تاوان اور نقصان کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ (جلد۲ صفحہ ۲۰۲)

آپ ﷺ کے عہد میں کسی کے اونٹ کے نقصان پہنچانے کا واقعہ پیش آیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دن کو لوگوں کو خود حفاظت کرنی چاہئے اور رات کو جانوروں کے مالکان حفاظت کریں کہ وہ باندھ کر رکھیں۔

چنانچہ حرام بن محیصہ بیان کرتے ہیں کہ براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے اونٹ نے کسی کے باغ میں گھس کر نقصان پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن کو لوگ اپنے اپنے مالوں کی حفاظت کریں اور رات کو جانوروں کے مالک اس کی حفاظت کریں۔ باندھ کر رکھیں۔ (ابن ماجہ، طحاوی صفحہ ۱۱۶، احکام القرآن جلد۲ صفحہ ۳۴۰)

اس سے معلوم ہوا کہ دن کو جانوروں کو چرنے کا موقع دیا جائے گا اور جانوروں کو چرنے وغیرہ سے منع نہیں کیا جائے گا اور نقصان کا تاوان نہیں لیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے براء ابن عازب پر کوئی تاوان مقرر نہیں فرمایا۔ بعض لوگ قاہرانہ مزاج کے ہوتے ہیں اگر ان کو جانور بکرا بکری وغیرہ ذرا نقصان پہنچا دے تو سخت نکیر کرتے ہیں نقصان کا تاوان بڑھ چڑھ کر لیتے ہیں۔ جانوروں کو باندھ دیتے ہیں بند کر دیتے ہیں۔ یہ ہرگز درست نہیں ہے جانوروں کو باندھ کر اذیت دینا تو حد درجہ ظالمانہ مزاج کی باتیں ہیں۔ شریعت اور خدائی قانون سے ناواقفیت کی بات ہے یا باوجود واقف ہونے کے ایسا کرنا انتہائی سفاکانہ باتیں ہیں۔ صاحب شریعت نے دن میں جانوروں کے چرنے کی اجازت دی ہے۔ تاہم فساد اور کسی کو نقصان میں ڈالنے کے اسباب سے احتیاط ضروری ہے کہ جانوروں کو پورا چارہ دیں۔ عادت خراب ہوگئی ہو تو باندھ کر رکھیں۔ اپنی وسعت کے اختیار کے اعتبار سے کسی کو ضرر پہنچانے کی شکل اختیار نہ کریں۔ لاضرر ولا اضرار کہ نہ خود نقصان اٹھانا اور نہ دوسروں کو نقصان میں ڈالنا اسلام کا اولین اصول ہے۔ احتیاط کے باوجود ایسا ہو جائے تو درگزر کریں۔

سفر کے سلسلہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاکیزہ اسوہ کا بیان

سفر باعث صحت ہے

حضرت ابو سعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سفر کرو صحت حاصل ہوگی۔

(جامع صغیر صفحہ ۲۸۴، ابونعیم فی الطب)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ روایت ہے کہ سفر کرو صحت مند رہو گے۔ (کنز العمال جلد صفحہ ۳۹۹)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات گھر میں طول قیام سے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ سفر سے ہوا پانی کی تبدیلی ہوتی ہے۔ مختلف علاقوں کی ہوا اور کھانے پینے سے صحت پر اثر پڑتا ہے اور تبدیلی ہوا سے طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے، مختلف لوگوں سے ملاقات وگفتگو سے طبیعت کو حظ حاصل ہوتی ہے جو صحت اور نشاط کا باعث ہے اور اس سے تجربات میں اضافہ ہوتا ہے۔

سفر جہنم کا ایک ٹکڑا ہے مشقت کا باعث ہے

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سفر مشقت کا ایک حصہ ہے کہ آدمی (حسب عادت وآرام) کھانے پینے اور سونے سے محروم رہتا ہے۔ جب ضرورت پوری ہو جائے تو گھر آنے میں جلدی کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹، بخاری مسلم، صفحہ ۲۴۲، دیلمی)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت سفر نہ کرے اور ضرورت پوری ہو جائے تو پڑا نہ رہے کہ مال اور وقت کا ضیاع ہے کہ زندگی کے دینی ودنیاوی معمولات صحیح طور پر سہولت کے ساتھ پورے نہیں ہو پاتے۔

سفر کس دن بہتر ہے؟

حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے، آپ کو جمعرات کے دن سفر کرنا پسند تھا۔ (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۴۱۴)

حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے۔
(طبرانی کبیر صفحہ ۶۰)

مسند ابی یعلیٰ میں بریدہ بن حصیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو جمعرات کے دن بہتر سمجھتے۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ جب بھی آپ سفر کے لئے نکلتے تو جمعرات کو نکلتے۔
ابوطاہر کی روایت میں ہے کہ جب بھی آپ کسی لشکر کو بھیجتے تو جمعرات ہی کے دن بھیجتے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۱۹)

ایک مرفوع روایت میں ہے کہ ہماری امت میں برکت جمعرات کی صبح کو ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۱۳)

فَائِدَة: آپ ﷺ کو جمعرات کے دن کا سفر بہت پسند تھا اسی وجہ سے آپ ﷺ کسی جماعت کو سفر میں جہاد وغیرہ کے لئے روانہ فرماتے تو جمعرات ہی کے دن روانہ فرماتے۔ آپ ﷺ جمعرات کے علاوہ کو جلد سفر کے لئے اختیار نہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کا سفر بھی مدینہ سے جمعرات ہی کے دن شروع کیا تھا اور آپ ﷺ کا یہ سفر ۲۴ ذیقعد کو ہوا تھا۔

عزالدین بن جماعۃ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی حج کے سفر کی ابتداء جمعرات ہی کے دن لکھی ہے۔

(ہدایۃ السالک جلد ۱ صفحہ ۴۳۴)

خیال رہے کہ اکثر و بیشتر تو ایسا ہی کیا ہے مگر کسی وجہ سے جمعرات کے دن کی ترتیب نہ بیٹھی تو دوسرے دن بھی نکل جاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہجرت کا اہم سفر دوشنبہ کے دن کیا تھا۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۵۱)
عزالدین بن جماعۃ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ پیر کے دن آپ ﷺ نے ہجرت کا سفر کیا تھا۔
(ہدایۃ السالک صفحہ ۴۳۵)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ہفتہ کے دن سفر کیا۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۲)

اسی طرح حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ہفتہ کے دن بھی سفر کیا۔ (جلد ۶ صفحہ ۱۱۳)
سہولت اور آسانی سے جمعرات کے دن کی ترتیب بن جائے تو اسی دن سفر مسنون ہے ورنہ پھر جس دن ضرورت اور موقع ہو کہ تمام دن برابر ہیں۔

صبح کی نماز کے بعد سفر

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ سفر میں صبح کی نماز پڑھتے اور کوچ فرماتے۔
(سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۲۱)

فائدہ: یعنی درمیان سفر بھی آپ ﷺ کوچ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھتے اور کوچ فرماتے اس کا مطلب یہ ہے کہ اشراق کے انتظار تک مؤخر نہ فرماتے۔

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ ایک مرفوع روایت میں ہے کہ ہماری امت کے لئے برکت جمعرات کی صبح میں ہے۔ (فتح جلد ۶ صفحہ ۱۱۳)

شروع دن میں سفر کرنا بہتر ہے

حضرت صخر عنابدی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ ہماری امت کے صبح کے کام میں برکت عطا فرما۔ آپ ﷺ کوئی لشکر بھیجتے تو صبح کو بھیجتے۔

راوی حدیث حضرت صخر بیان کرتے ہیں کہ میں جب تجارتی سفر کرتا تو صبح ہی کرتا، خوب نفع حاصل ہوتا۔
(سنن کبریٰ صفحہ ۱۵۱، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)

فائدہ: محدثین نے "اَلِابْتِکَارُ فِی السَّفَرِ" باب قائم کر کے اس کی سنیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ سہولت سفر ہو تو دن کے شروع میں سفر کی ابتداء کرے۔

ظہر کے بعد سفر کے لئے نکلنا

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھی (پھر سفر شروع کیا) اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری صفحہ ۲۱۴)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ شروع دن میں بہتر ہے مگر اس کی ترتیب نہ بن سکے تو ظہر کی نماز کے بعد نکلے کہ آپ ﷺ نے ظہر کے بعد بھی سفر کیا ہے۔ اگر وقت اپنے اختیار میں ہو تو مسنون ترتیب کی رعایت کر لے یہ بہتر ہے۔

رمضان میں سفر

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے رمضان میں سفر کیا اور روزہ کی حالت میں تھے اور مقام کدید میں پہنچ کر افطار کر لیا۔ (بخاری صفحہ ۲۶۰، صفحہ ۴۱۵)

فائدہ: رمضان المبارک میں سفر کرنا کوئی حرج کی بات نہیں۔ اب اسے سفر میں اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ (عمدہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۹)

حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس سے جو لوگ ماہ مبارک میں سفر کو مکروہ خیال کرتے ہیں اس کا دفاع ہوتا ہے۔ (جلد ۶ صفحہ ۱۱۴)

رمضان میں سفر بلا کراہت درست ہے

ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ مدینہ سے مکہ سفر فرما ہوئے اور روزہ رکھا اور مقام عسفان میں آپ نے پانی سے لوگوں کو دکھاتے ہوئے افطار کرلیا پھر روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ مکہ آگئے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ (بخاری جلد۱صفحہ۲۶۱)

امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے رمضان میں سفر کا باب قائم کرکے اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جمعہ کے دن سفر کی اجازت

ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب کو جمعہ کے دن سفر کرتے دیکھا۔ میں نے کہا آپ جمعہ کو سفر کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ رسول پاک ﷺ نے جمعہ کے دن سفر کیا ہے۔ (ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۰۶)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ سفر سے نہیں روکتا تاوقتیکہ نماز کا وقت نہ آجائے۔ (کنز العمال جلد۴صفحہ۴۱۴)

قیس ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر سفر کے نشانات تھے۔ آپ نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ اگر جمعہ نہ ہوتا تو آج میں سفر میں نکل جاتا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا۔ سفر کرلو، جمعہ سفر سے نہیں روکتا۔ (کنز جلد۶صفحہ۱۴۱۴)

جمعہ کے دن سفر کب ممنوع ہے؟

حضرت حسن بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن سفر میں کوئی حرج نہیں تاوقتیکہ جمعہ کا وقت نہ آجائے۔ (ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۰۶)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں جب جمعہ (کا وقت) آجائے تو سفر میں مت نکلو، یہاں تک کہ جمعہ پڑھ لو۔ (ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۰۶)

جمعہ کے دن سفر کی شرعی حیثیت

جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن چاشت کے وقت نماز جمعہ سے پہلے سفر کیا۔ (مصنف نمبر ۵۵۴۰، زاد المعاد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے دن سفر پر روانہ فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہاد کے لئے بھیجنا چاہا تو اتفاق سے وہ جمعہ کا دن پڑا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقاء کو بھیج دیا اور خود یہ ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر نکلوں گا اور پھر ان سے جا ملوں گا۔ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز میں دیکھا تو پوچھا۔ رفقاء کے ساتھ جانے سے تم کو کس نے روکا؟ انہوں نے کہا۔ میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، پھر ان سے جا ملوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم زمین کے سارے خزانے کو صرف کر ڈالو پھر بھی تم ان کے صبح چلے جانے کے ثواب کو نہیں پا سکتے۔ (مسند احمد، زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)

اس سے معلوم ہوا کہ زوال سے قبل جمعہ کے دن سفر کرنے میں کسی بھی درجہ کی قباحت نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جمعہ سفر کو نہیں روکتا۔

ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فراغت جمعہ کے بعد ایک شخص کو دیکھا جس پر سفر کے کپڑے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا میں نے سفر کا ارادہ کیا تو مکروہ سمجھا کہ جمعہ کی نماز سے قبل نکل جاؤں (اسی وجہ سے نماز کا منتظر رہا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جمعہ تم کو سفر سے نہیں روکتا تا وقتیکہ جمعہ کی نماز کا وقت نہ آ جائے۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۷۵)

اس کے برخلاف بعض حضرات جمعہ کے دن سفر کو اچھا نہیں سمجھتے، چنانچہ معمر سے منقول ہے کہ انہوں نے یحییٰ بن کثیر سے جمعہ کے دن سفر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے مکروہ قرار دیا۔

اسی طرح امیر المؤمنین ابن مبارک نے اوزاعی سے انہوں نے حسان بن عطیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آدمی جب جمعہ کے دن سفر کرتا ہے تو دن اس پر بد دعا دیتے ہوئے یہ کہتا ہے اس کی ضرورت میں اس کی اعانت نہ کی جائے اور کوئی اس کا مصاحب نہ بنے۔ (مصنف ۵۵۴۲، زاد المعاد صفحہ ۳۸۵)

حضرت امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے دوقولوں میں سے ایک قول میں ممانعت منقول ہے۔

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے زاد المعاد میں احناف کا قول جمعہ کے دن جواز سفر کا مطلقاً لکھا ہے جو بظاہر اطلاق کی وجہ سے تحقیقاً درست نہیں۔ درمختار میں شرح منیہ کے حوالہ سے صحیح قول یہ ہے کہ زوال کے بعد نماز سے قبل سفر مکروہ ہے۔ البتہ زوال سے قبل مکروہ نہیں ہے۔

علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تحقیق فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ زوال سے قبل چونکہ وجوب متوجہ نہیں ہوتا اس وجہ سے سفر جائز ہے۔ (جلد۲ صفحہ۱۳۶)

یہی معمول بہ اور مفتی بہ قول ہے۔

رات کا سفر بہتر ہے

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا رات میں سفر کیا کرو، زمین رات میں لپٹتی ہے، یعنی جلدی مسافت طے ہوتی ہے۔ (حاکم، کنز العمال جلد۶ صفحہ۷۰۳)

خالد بن معدان کی حدیث میں ہے کہ رات میں جس طرح زمین لپٹتی ہے اس طرح دن میں نہیں لپٹتی۔
(کنز جلد۶ صفحہ۷۰۳)

فَائِدَۃ: رات میں سفر میں برکت ہوتی ہے۔ مسافت کا احساس نہیں ہوتا، اگر پیدل ہو تو بھی تعب کا احساس نہیں ہوتا۔ دھوپ اور گرمی سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ عرب جیسے گرم علاقے کے لئے رات کا سفر موزوں ہے۔ ویسے بھی ہر علاقے کے لئے ہر موسم میں رات کا سفر بہتر اور پرسکون ہوتا ہے۔

سفر سے پہلے رفیق سفر کی تلاش

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ گھر سے پہلے پڑوسی کو سفر سے پہلے رفیق کو تلاش کرلو اور کوچ کرنے سے پہلے سفر خرچ کا انتظام کرلو۔ (اتحاف جلد۶ صفحہ۲۹۸)

حضرت خفاف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: اے خفاف سفر کرنے سے پہلے اپنے ساتھی کو تلاش کرلو۔ (اتحاف جلد۶ صفحہ۲۹۸)

فَائِدَۃ: سفر سے پہلے کوئی شریک و رفیق سفر کا انتظام کرلے تاکہ سفر میں ایک دوسرے سے تعاون حاصل ہو۔ تنہائی کی وحشت سے پریشان نہ ہو، رفاقت سے سفر خوشگوار ہوتا ہے۔

شرح احیاء میں ہے کہ ایسا رفیق تلاش کرے جو اس سے محبت رکھنے والا اور اس کی اعانت کرنے والا ہو۔
(جلد۴ صفحہ۲۲۴)

تنہا سفر کی ممانعت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگ جان لیتے کہ تنہا سفر میں کیا نقصان ہے تو کوئی رات میں تنہا نہ چلتا۔ (بخاری صفحہ ۴۲۱، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔
(مسند احمد، اتحاف جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے۔ دو بھی شیطان ہے اور تین جماعت و قافلہ ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے نہ تو کوئی تنہا سفر کرے اور نہ کوئی اکیلے گھر میں سوئے۔
(مصنف عبدالرزاق جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۱)

فائدہ: عہد قدیم میں چونکہ سفر پیدل یا اونٹ یا گھوڑوں پر ہوتا تھا۔ پر خطر، مہیب لق و دق جنگل و بیابان سے گزرنا ہوتا تھا۔ چوروں ڈاکوؤں کا خطرہ لگا رہتا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اب اس زمانہ میں اس قدر پر خطر نہیں اس لئے ضرورت پر یا اچانک واتفاقاً نوبت تنہا سفر کی آجائے تو ممانعت میں داخل نہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے باب "سَیْرُ الرَّحُلِ وَحْدَہٗ" سے حسب ضرورت جائز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تاہم پھر بھی اکیلے سفر نہ کرے۔ رفیق سفر تلاش کرے تاکہ پاخانہ پیشاب کے موقع پر، اسی طرح وضو نماز اور سامان وغیرہ کی حفاظت میں سہولت ہو۔ کوئی پریشانی پیش آجائے تو اعانت حاصل ہو سکے۔ دو آدمی سفر میں ہو جائیں تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "سَفَرُ الْاِثْنَیْنِ" باب قائم کر کے اس کے درست اور مشروع ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۳۹۹)

خیال رہے کہ اچانک کسی ضرورت سے تنہا سفر کی نوبت آجائے تو اکیلے بھی سفر کرنا بلا کراہت شرعی درست ہے۔

سفر سے پہلے نماز مسنون ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں تجارت کے سلسلے میں بحرین کے سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کو کہا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم گھر آؤ تو دو رکعت نماز پڑھو، آمد کے تمام ناپسندیدہ امور سے محفوظ رہو گے اور گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھو۔ سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

حضرت معطی بن مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے گھر والوں

میں سفر کے ارادہ کے وقت جو دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ اس سے بہتر کوئی نائب نہیں چھوڑ جاتا۔

(ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۸۷، اذکار نووی صفحہ ۲۵۰)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ سفر کرنے والا اپنے اہل وعیال میں اپنا جانشین اور کارپرداز جو خدائے تعالیٰ کو محبوب ہے ان چار رکعت سے بڑھ کر نہیں چھوڑ جاتا جسے وہ اپنے گھر میں پڑھے۔ (اتحاف جلد۶ صفحہ۴۰۲)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب سفر کے ارادہ سے گھر سے نکلتے تو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔

(ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۸۱)

فَائِدَہ: سفر کا جب ارادہ کرے اور گھر سے نکلنے لگے تو ۲ یا ۴ رکعت نماز پڑھ لینا مسنون ہے۔ اس کے بڑے فوائد و برکات ہیں۔

افسوس کہ آج یہ مسنون طریقہ امت سے جاتا رہا۔ کہیں سفر میں جانا ہو سامان اٹھایا اور اہل وعیال سے گفتگو کی اور چل دیا۔ عوام تو عوام اہل علم وفضل بھی اس میں متساہل ہیں۔ اللہ پاک اس سنت کو ماحول میں زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ سفر کی ۲ رکعت نماز میں اول میں سورۂ کافرون اور دوم میں قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ اول میں سورۂ فلق اور دوسری میں سورۂ ناس پڑھے۔ جب سلام سے فارغ ہو جائے تو آیۃ الکرسی پڑھے۔ روایت میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھ لے گا واپسی تک تمام مکارہ اور ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہے گا۔ (اذکار صفحہ۲۵۰)

اس کے بعد سفر کی دعائیں پڑھے جو دعاؤں کے ذیل میں ہے۔ جو بڑی برکات اور دینی و دنیوی فوائد کا حامل ہے۔

سفر میں کھانے پینے کا سامان ساتھ رکھنا

حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جب ہجرت کا ارادہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان سے کیا تو میں نے سفر کا کھانا آپ کے لئے تیار کیا۔ (بخاری جلد۱ صفحہ۴۱۸)

حضرت سوید بن النعمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ذکر کیا کہ وہ خیبر کے سال نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے تو جب نشیب خیبر کے مقام صہبا میں ہم لوگ پہنچے تو عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے کھانا منگوایا تو ستو کے سوا کچھ نہ آسکا (رفیقوں کے پاس ستو ہی تھا جو زاد سفر تھا) اسے ہی ہم لوگوں نے پھانکا اور پانی پی لیا۔

(جلد۱ صفحہ۴۱۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ۳ سو آدمی نکلے اور توشۂ سفر اپنی اپنی گردن پر لادے ہوئے تھے۔ جب وہ ختم ہوگیا تو ایک ایک کھجور پر ہم لوگ گزر کرنے لگے۔ (جلد ۱ صفحہ ۴۱۹)

فَائِدَۃٌ: سفر کے لئے ضروری سامان روپیہ اور سہولت کے لئے کھانا پینا لے کر جانا شریعت نے حکم دیا ہے تاکہ دوسروں سے ذلت سوال کی نوبت نہ آئے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نسائی کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں۔ لوگ حج کا سفر بلا توشہ اور اخراجات سفر کے کیا کرتے تھے (اور راستہ میں مانگتے تھے) تو اس پر اللہ پاک نے "تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی" نازل فرمائی۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶)

سفر کرتے وقت کھانے پینے کا حسب ضرورت سامان اور اخراجات سفر رکھنا لازم ہے۔

کھانے پینے کا سامان لے کر چلنا یہ توکل کے خلاف نہیں ہے۔ علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ توشۂ سفر ساتھ رکھنا مشروع ہے۔ یعنی سنت کے خلاف نہیں بلکہ سنت ہے۔ اس میں سہولت بھی رہتی ہے اور بندوں پر دھیان نہیں رہتا، فراغت و اطمینان کے ساتھ وقت یاد الٰہی میں گزرتا ہے۔

اسلاف صالحین کا یہی معمول رہا ہے۔ عموماً سفر کے لئے ایسا خورد و نوش کا سامان لے جو خشک ہو جلدی خراب نہ ہو۔

سفر میں جانے والے کو کیا وصیت و نصیحت کرے؟

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول میں سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ہمیں نصیحت فرمائیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ تقویٰ کو اختیار کرو، اونچی جگہوں پر چلو یا چڑھو تو تکبیر اللہ اکبر کہو۔

جب وہ شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے رخصت ہوا تو آپ نے (دعا دیتے ہوئے) کہا:

"اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ"

تَرْجَمَۃٌ: "اے اللہ اس کی مسافت طے فرما اور سفر آسان فرما۔" (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۴)

سفر میں جاتے وقت اللہ کے حوالہ کرنا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان کلمات سے رخصت فرماتے تھے:

"اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ" (اذکار صفحہ ۲۵۲)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے نقل فرماتے ہیں کہ لقمان حکیم نے کہا۔ جب کوئی چیز اللہ پاک کے حوالہ کردی جائے تو وہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جو سفر کا ارادہ کرے تو اس

کے متعلقین کو چاہئے کہ یہ کہیں:

"اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ" (اتحاف جلد ۶ صفحہ ۴۰۳)

ترجمہ: "تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو سپرد کردہ کو ضائع نہیں کرتا۔"

حضرت موسیٰ وردان رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر کا ارادہ کیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا، انہوں نے کہا میں تم کو وہ نہ سکھا دوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا رخصت سفر کے وقت۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا (یہ کلمہ ہے)

"اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَہٗ"

ترجمہ: "میں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں جو حوالہ کردہ کو ضائع نہیں کرتا۔" (اتحاف جلد ۶ صفحہ ۴۰۱)

سنت یہ ہے کہ سفر میں جانے والے کو اس کے احباب و متعلقین و اہل خانہ تو ودیع کریں۔ اللہ کے حوالہ ہونے کی دعا دیں۔ اس طرح وہ مسافر خدا تعالیٰ کے نزدیک محفوظ ہو جاتا ہے۔ وہ انشاء اللہ ضیاع وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ اللہ پاک کے حوالہ وسپرد کرنے سے حفاظت کا ایک عجیب واقعہ ہے جو کتب حدیث میں مذکور ہے۔

سفر میں جانے والے کو فی حفظ اللہ کہنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا۔ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کب؟ اس نے کہا کل انشاء اللہ۔ چنانچہ وہ آیا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا "فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَفِیْ کَنْفِہٖ" پھر فرمایا۔ اللہ تجھے توشۂ تقویٰ عطا فرمائے۔ تیرے گناہ معاف فرمائے۔ جہاں جائے جب جائے خیر اور بھلائی تیرے ساتھ رہے۔ (طبرانی، اتحاف صفحہ ۴۰۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ رخصت کرتے وقت فی حفظ اللہ کہنا مشروع و مسنون ہے۔ البتہ سلام کے بجائے صرف خدا حافظ کہنا خلاف سنت رسم ہے جو قابل ترک ہے۔

سفر میں جانے والے کو "جاؤ اللہ کے نام سے" کہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت کیا تو بقیع غرقد تک ساتھ تشریف لائے اور فرمایا "جاؤ اللہ کے نام سے" اے اللہ ان کی مدد فرما۔ (حاکم جلد ۲ صفحہ ۹۷)

فائدہ: سفر میں جانے والے کو "جاؤ اللہ کے نام سے" کہنا سنت ہے۔ چنانچہ ہمارے ماحول میں رائج بھی ہے۔ یہ حدیث اس کی اصل ہے۔

امیر کسے بنائے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سفر کرو تم میں سے جو

سب سے زیادہ پڑھا ہوا سے امام بناؤ خواہ کم عمر ہی سہی۔ جب وہ امام ہو جائے گا تو وہی امیر بھی ہوگا۔

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۵۸)

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ جو عالم، صالح، صاحب فہم ہو اسے امیر بنائے۔ محض مال کی بنیاد پر امیر نہ بنائے۔

اتحاف السادہ میں ہے کہ امیر ایسے کو بنائے جو اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو، نرم برتاؤ کرنے والا ہو، ایثار کا مزاج رکھتا ہو۔ (جلد ۶ صفحہ ۳۹۸)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں امیر ان اوصاف کا حامل ہو۔

مناسب یہ ہے کہ امیر ایسے شخص کو بنائیں جو ایک جانب خوش اخلاق اور نرم مزاج ہو اور دوسری جانب عاقل اور تجربہ کار ہو۔ سلوک واحسان کرنے میں راغب اور ایثار پیشہ ہو اور ایثار کا معنی یہ ہے کہ اپنی حاجت پر دوسروں کو مقدم رکھنے والا ہو۔ (اسوۃ الصالحین صفحہ ۲۱۲)

امیر ہو جائے تو حاکمانہ اور متکبرانہ طرز اختیار نہ کرے کہ امیر خادم ہوتا ہے۔ اپنے رفقاء کے ساتھ تواضع سے پیش آئے اور ان کی خدمت کرے۔

اگر سفر میں دو سے زائد ہوں تو کسی کو امیر بنانا سنت ہے

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ایک کو امیر بنالو۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۳۹، ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سفر میں ہو تو ایک کو اپنا امیر بنالے۔ (مسند بزار جلد ۲ صفحہ ۲۶۷، مجمع جلد ۵ صفحہ ۲۵۸)

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب تم تین آدمی ہو تو سفر میں اپنا ایک امیر بناؤ۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ (بزار جلد ۲ صفحہ ۲۶۷)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ دو بھی ہوں تب بھی امیر بنالے۔ (مرقات جلد ۴ صفحہ ۲۱۶)

سفر میں متعدد رفقاء ہوں تو ایک کو امیر مقرر کر لینا سنت ہے۔ لوگ امیر سے مشورہ کریں اور مشورہ سے امور انجام دیں۔

علامہ طیبی نے لکھا ہے کہ امیر کے تحت رہے، اختلاف میں اس کا فیصلہ انتشار سے محفوظ رکھے گا۔

(جلد ۷ صفحہ ۳۳۹)

سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے عمرہ کی اجازت آپ

ﷺ سے چاہی تو آپ نے اجازت دی اور فرمایا۔ اے میرے بھائی، اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں یاد رکھنا، ہمیں بھولنا نہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۴۲۷)

فائدہ: مسافر کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ اس لئے سفر میں جانے والے کو جہاں دعا دے وہاں اس سے دعا کی درخواست بھی کرے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ روزہ دار کی دعاء، مسافر کی دعاء، مظلوم کی دعا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۶۱، بیہقی، جامع صغیر صفحہ ۲۰۸)

سفر میں بیوی کو ساتھ رکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب سفر میں ازواج مطہرات میں سے کسی کو ساتھ لے جانا چاہتے تو قرعہ اندازی فرماتے۔ جس کا نام نکلتا آپ ﷺ اسی کو لے جاتے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۰۳)

اگر سفر میں عورتوں کی سہولت ہو، قیام کا مسئلہ بھی آسان ہو اور سفر بھی کچھ لمبا نہ ہو تو اپنے ساتھ بیوی کو رکھنا بہتر ہے۔ آپ ﷺ سفر جہاد میں بیویوں میں سے کسی کو ساتھ رکھتے کہ سہولت کے ساتھ نفس کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور ضرورت پر آدمی پریشان نہیں ہوتا۔ اگر دو یا اس سے زائد بیوی ہوں تو قرعہ اندازی کرنا مسنون ہے تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔

سفر میں کیا ساتھ رکھنا مسنون ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سفر اور حضر میں ان چیزوں کو چھوڑتے نہیں تھے۔ ضرور رکھتے تھے۔ ① آئینہ ② سرمہ دانی ③ کنگھا ④ مسواک ⑤ کھجانے کی ایک لکڑی (جس سے بوقت ضرورت بدن کھجاتے تھے)۔ (بیہقی، کنز جلد ۷ صفحہ ۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، مسواک، اور تیل کا ذکر ہے۔ (بجائے لکڑی کے)۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۵)

حضرت ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پاک ﷺ سفر میں سرمہ دانی اور آئینہ کو ضرور ساتھ رکھتے اسے نہ چھوڑتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سفر و حضر میں ان چیزوں کو اپنے پاس رکھتے۔ شیشی، کنگھی، سرمہ دانی، قینچی، مسواک۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۵۴۷)

مطلب یہ ہے کہ وقتی اعتبار سے جو چیزیں ضروری ہوتیں ان کو آپ رکھتے۔ چنانچہ ضرورت کا سامان سفر میں رکھنا ضروری ہے تاکہ پریشان اور دوسروں کا محتاج نہ ہو، عموماً ایسا سامان ہو جس میں بوجھ اور پریشانی نہ ہو۔

مذکورہ چیزیں اسی قسم میں داخل ہیں کہ ضرورت کی چیزیں ہیں اور کوئی بوجھ نہیں۔

سفر میں سونے کا مسنون طریقہ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور رات میں آرام فرماتے تو دائیں کروٹ (حسب معمول) سوتے اور آخری رات میں سوتے تو پہلو پر سر رکھ کر سوتے۔

(مسلم، مشکوۃ صفحہ ۳۴۰، شمائل صفحہ ۱۹)

فَائِدَہ: صبح سے قبل جب آخری رات میں آرام فرماتے تو عام عادت کی طرح اطمینان سے نہ سوتے تاکہ غلبۂ نیند سے فجر میں تاخیر نہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقت کم اور نماز کا قریب ہو تو اطمینان اور غفلت سے نہ سوئے تاکہ نماز کے لئے آسانی سے بیدار ہو سکے۔

سفر میں سامان کی حفاظت کا خیال

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی جگہ قیام کرو اور اپنا سامان رکھو تو سامان کے اردگرد ایک دائرہ کھینچ لو اور یہ کہو "اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْكَ لَہٗ" سامان محفوظ رہے گا۔

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۹)

فَائِدَہ: سفر میں اپنے اپنے سامان کی نگرانی اور حفاظت رکھے، بے خبر، غافل محض ساتھی کے بھروسہ پر نہ رہے، بے پرواہی سے سامان گم ہو جانے کی وجہ سے شدید پریشانی ہوتی ہے۔

سفر میں خادم کو ساتھ رکھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور کہا اے اللہ کے رسول یہ انس ایک تیز چالاک لڑکا ہے۔ یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے سفر میں حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میرے لئے کوئی لڑکا تلاش کر دو جو میری خدمت کرے کہ خیبر کی جانب کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر نزول فرماتے تو میں آپ کی خدمت کرتا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۰۵)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر سہولت ہو تو سفر میں کسی خادم کو ساتھ میں رکھ لینا بہتر ہے تاکہ خدمت سے راحت ملے اور اگر کوئی بچہ ہو تو اس سے کام لینے میں سہولت ہوتی ہے اور تکلیف نہیں ہوتی بشرطیکہ کسی فتنہ یا

اندیشہ فتنہ کا باعث نہ ہو۔ ایسی صورت میں کسی بڑے کو ساتھ رکھے۔ یہی بہتر ہے۔

سفر میں حضر کے اعمال صالحہ کا ثواب

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بیمار ہو جائے یا سفر کرے تو صحت اور اقامت کی حالت میں جو عمل کرتا تھا اس کا ثواب اس حالت میں بھی پائے گا۔ (فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۴۴۴، بخاری صفحہ ۴۲۰)

فائدہ: جو شخص گھر میں جو نیک عمل مثلاً تلاوت وذکر ونوافل وغیرہ کی کثرت کرتا تھا سفر کی وجہ سے ان اعمال کا موقعہ نہیں ملتا تو ایسا شخص سفر کی حالت میں گھر کی تمام عبادتوں کا ثواب پائے گا۔ اسی طرح بیماری میں بھی۔

(عمدہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۷)

یہ خداوند کریم کا کرم ہے کہ نہ کرنے پر بھی عمل کا ثواب ملتا ہے۔ ویسے اعمال واذکار کو جاری رکھے تو بہت فضیلت ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۳۶)

اگر وقت ہو موقعہ ہو تو حضر یعنی اقامت کے معمولات کو سفر میں جاری رکھے کہ اس سے دوام کے برکات باقی رہتے ہیں اور سفر کی حالت میں کرنے سے اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

سفر کی حالت میں موت کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سفر کی موت شہادت ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۱۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا جو مدینہ میں پیدا ہوا تھا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جنازہ پڑھی، اور فرمایا کہ کاش اس کا انتقال وطن کے علاوہ (سفر میں کسی مقام پر) ہوتا۔ کسی نے پوچھا کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر یہ کہیں وطن کے علاوہ (سفر میں کسی مقام پر) مرتا تو اس کے لئے وطن سے لے کر جہاں مرا ہے جنت ملتی۔" (ابن ماجہ)

سفری لباس

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر کی حالت میں غزوۂ تبوک کے موقعہ پر) تنگ آستین والا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۳)

زاد المعاد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے موقعہ پر تنگ آستینوں والا جبہ پہنتے تھے۔ (صفحہ ۵۱)

اسی طرح حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے۔ (صفحہ ۲۶۸)

عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ آستینوں والا جبہ پہنتے تھے مگر سفر میں نہیں۔

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ''شرح السنن'' میں لکھا ہے کہ کرتے گٹوں تک آپ ﷺ سفر کی حالت میں پہنتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۶۵)

''مدارج النبوۃ'' میں بھی ہے کہ سفر کی حالت میں آپ ﷺ تنگ لباس پہنتے تھے، تاکہ سہولت و آسانی رہے۔

سفر کی ٹوپی

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کے پاس تین قسم کی ٹوپیاں تھیں:

1. سفید مصری ٹوپی۔
2. منقش دھاری دار یا بوٹی دار سبز ٹوپی۔
3. باڑ دار اونچی ٹوپی جسے آپ ﷺ سفر میں پہنا کرتے تھے۔

بسا اوقات اسے سترہ بھی بنا لیتے تھے۔ (سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۴۸)

ابن عساکر رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے بھی حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ باڑ دار ذرا اونچی ٹوپی جنگ وغیرہ (سفر) کے موقع پر پہنتے تھے جسے سترہ بھی بنا لیتے تھے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۷۳)

سفر کی نماز

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (قصر) اللہ کی جانب سے ایک ہدیہ ہے جو تم پر (سہولت کے لئے) کیا ہے تم اسے قبول کرو۔

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ پر حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت مقرر کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا کی روایت ہے کہ نبی پاک (ﷺ) نے سفر میں دو رکعت مقرر فرمایا ہے اور یہ دو رکعت ثواب میں کم نہیں، (چار رکعت کے برابر ہیں)۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹)

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب نکلے تو آپ ﷺ دو دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس لوٹ آئے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۸)

فائدہ: اگر شرعی سفر ہو (جس کی مقدار ۷۸ کلومیٹر ہے) تو ایسی صورت میں وہ نمازیں جو چار رکعت والی ہیں، دو پڑھی جائیں گی۔ مغرب کی تین رکعتیں علی حالہ رہیں گی۔ اسی طرح سفر کی حالت کی باقی ماندہ نمازیں گھر پر دو ہی رکعت پڑھی جائیں گی۔ البتہ اگر مسافر شخص کسی مقیم کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہے تو اقتداء کی رعایت میں چار رکعت پڑھے گا۔ (کتب فقہ)

سفر میں اذان واقامت

مالک بن الحویرث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ ہم اور چچازاد بھائی رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جب تم سفر کرو تو اذان دو، اقامت کہو اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔
(ترمذی صفحہ ۲۹)

سفر میں نفل اور سنت کی نمازیں

حضرت قتادہ اور حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں سفر میں نماز سے قبل اور بعد کی سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۶۶)

فَائِدَہ: اگر سہولت اور موقع ہو اور سفر میں کوئی حرج نہ ہو تو سنن اور نوافل کو ادا کر لینا چاہئے۔

سفر میں سنتوں کا پڑھنا

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ظہر میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد دو رکعت (یعنی سنت)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں نے حضر اور سفر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے حضر میں ظہر کی چار رکعت پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت (سنت پڑھی)۔ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت (سنت پڑھی)۔ (پھر) عصر دو رکعت پڑھی اس کے بعد آپ نے کچھ نہیں پڑھی۔ اور مغرب کی سفر اور حضر میں تین ہی رکعت پڑھتے تھے۔ اس سے کم وبیش نہیں کرتے تھے اور اس کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۸)

فَائِدَہ: اس میں فرض دو رکعت کے علاوہ اس کے بعد کی سنتوں کا بھی ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت بھی پڑھنی چاہئے۔

سفر میں سنتوں کے نہ پڑھنے کی اجازت

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر میں پہلے اور بعد کی سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایسا بھی کیا ہے۔ دراصل موقع کی بات ہے۔ ممکن ہے کہ درمیان سفر کی یہ بات ہو کہ سفر کی حالت میں اس کا موقعہ نہیں ملتا۔ لہٰذا گاڑی وغیرہ پر صرف فرض پر اکتفا بھی سنت ہے۔

کون سی سنت سفر میں بھی نہ چھوڑے؟

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فجر کی دو رکعت سنت نہ سفر میں، نہ گھر میں، نہ صحت میں نہ مرض کی حالت میں چھوڑا کرتے تھے۔

حضرت ابوجعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مغرب کے بعد کی دو رکعت فجر سے قبل کی ۲ رکعت نہ سفر میں نہ حضر میں چھوڑا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۹)

سفر کی نمازوں میں تخفیف قرأت

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سفر میں فجر کی نماز میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھا۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر میں تھے۔ آپ نے عشاء کی پہلی رکعت میں سورۂ تین پڑھی۔ (ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۵۷، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان تھا، انہوں نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی تو الم ترکیف اور لایلف قریش پڑھا۔ ایک مرتبہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے صاحبزادے کے ساتھ سفر میں تھے تو صاحبزادے نے نماز پڑھائی اور سورۂ تبارک الذی پڑھا۔ تو حضرت انس نے (اعتراضاً) کہا تم نے بڑی لمبی کر دی۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

عتبہ بن عامر جہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب صبح کا وقت ہوا، اذان اور اقامت کہی گئی۔ آپ نے ہمیں اپنے دائیں کھڑا کیا اور معوذتین پڑھا۔ فراغت کے بعد آپ نے مجھ سے پوچھا؟ کیا دیکھا تم نے، ہم نے کہا آپ کو یہ دونوں سورتیں پڑھتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے سوتے اٹھتے پڑھا کرو۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۷)

ابراہیم نخعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے مروی ہے کہ حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سفر میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔ (یعنی چھوٹی سورتیں)۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۶)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سفر میں مختصر قرأت کیا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ مسنون مقدار قرأت کی رعایت حضر کی حالت میں سنت ہے۔ مسافر کو رخصت ہے۔

سفر میں اذان کے ساتھ جماعت

حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر میں تھا۔ مؤذن نے اذان کا ارادہ کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ذرا ٹھنڈا ہونے دو۔ پھر اس نے ارادہ کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ٹھنڈا ہونے دو۔ پھر اس نے ارادہ کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ ذرا ٹھنڈا ہونے دو۔ (مختصر بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۸)

حضرت مالک بن حویرث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں دو آدمی آئے جو سفر کا

ارادہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ جب تم سفر میں جاؤ تو (نماز با جماعت کے لئے) اذان دو اور جو تم میں سے بڑا ہو امامت کرے۔ (جلد ا صفحہ ۸۸)

مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور چچا کا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم سفر کرو تو اذان دیا کرو، اور تمہارا بڑا نماز پڑھا دیا کرے۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۲۹)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ سفر میں بھی جماعت کے لئے اذان دے دیا کرے کہ یہ سنت ہے۔ اگر ماحول کی وجہ سے زور سے نہ دے سکے تو آہستہ ہی دے دیا کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ تمام علماء کے نزدیک سفر میں اذان سنت ہے۔ قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص سفر یا گھر میں بلا اذان واقامت کے نماز پڑھے تو یہ مکروہ (خلافِ اولیٰ) ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۴۴)

عموماً ہمارے ماحول میں جماعت تو رائج ہے۔ مگر اذان کا معمول نہیں۔ سو جماعت سے قبل سفر وغیرہ کے موقع پر اذان کی سنت متروک ہوتی جا رہی ہے۔ سفر کرنے والوں کو اس میں اہتمام چاہئے تا کہ یہ سنت عام اور رائج ہو جائے۔ مثلاً بستی سے باہر اسٹیشن وغیرہ پر جماعت کرنی ہو تو اذان دے کر جماعت کرنی چاہئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بَابُ الْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِيْنَ" سے مسافر کے لئے اذان کی سنیت کو ثابت کیا ہے۔

سفر میں نفلی نماز

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ سفر کی حالت میں سواری پر نماز شب ادا فرماتے تھے۔ سوائے فرائض کے، اشارہ سے جس جانب سواری کا رخ ہوتا۔ (بخاری صفحہ ۵۸، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ اونٹنی کی پیٹھ پر جس جانب اس کا رخ ہوتا نماز ادا فرماتے۔ سر سے اشارہ فرماتے ہوئے۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی کرتے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بیٹے کو سفر میں نوافل ادا کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو اس پر کوئی نکیر نہ فرماتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سفر میں سنت ونفل نہیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ رہا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ سفر میں نفل پڑھتے ہوں۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۷۵)

آپ ﷺ سے دونوں منقول ہے۔ بعض موقعوں پر پڑھنا منقول ہے، بعض موقعوں پر نہ پڑھنا منقول

ہے۔ بہتر یہ ہے کہ موقع اور وقت ہو عجلت کی حالت نہ ہو تو سنت پڑھ لے۔

چنانچہ جمہور کا مسلک ہے کہ سفر میں سنتوں کا پڑھ لینا بہتر ہے۔ (زرقانی صفحہ ۷۵)

سفر میں تہجد

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سفر میں رات کو سواری پر تہجد پڑھ رہے تھے جس جانب کہ سواری کا رخ تھا۔ (بخاری صفحہ ۱۴۹)

مسافر کی دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمیوں کی دعا بلا شک وشبہ قبول کی جاتی ہے۔ والد کی دعا، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا۔ (ترغیب صفحہ ۸۴)

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے جلد قبول ہونے والی دعاء غائب کے حق میں ہے۔ (یعنی مسافر کی دعاء)۔ (ترغیب صفحہ ۸۴)

سفر میں روزہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال رمضان میں سفر فرمایا یہاں تک کہ کراع الغمیم تک پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا، لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اسے دیکھا، پھر آپ نے پی لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ بعض لوگ روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ (مسلم، ترغیب صفحہ ۱۳۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے۔ لوگوں پر روزہ مشکل معلوم ہوا۔ آپ نے برتن (پانی کا) منگایا اور پی لیا اور آپ سواری پر تھے اور لوگ دیکھ رہے تھے۔ (طحاوی صفحہ ۳۳۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے بعض تو روزہ سے تھے اور بعض بلا روزہ کے۔ کسی نے بھی ایک دوسرے کو برا نہیں کہا۔ (طحاوی صفحہ ۳۳۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور نہ بھی رکھتے تھے۔ (صفحہ ۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھا ہے۔ (صفحہ ۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سفر میں رکھا بھی ہے اور

نہیں بھی رکھا ہے۔ چنانچہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۱)

حالت سفر میں قربانی

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی فرمائی اور فرمایا۔ اے ثوبان! اس بکری کے گوشت کو درست فرمادو۔ چنانچہ ہم لوگ سفر میں کھاتے رہے یہاں تک کہ مدینہ آ گئے۔

(ابوداؤد جلد ۲ ج صفحہ ۳۸۹)

فائدہ: درست فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ مصالحہ وغیرہ لگا کر اس لائق کردو کہ کچھ دن چل سکے۔ (ابوداؤد)

مسافر پر حالت سفر میں قربانی واجب نہیں، لیکن کرے تو بہتر اور سنت ہے کہ قربانی مقیم پر واجب ہے۔

سفر کے موقعہ پر رفقاء کی خدمت کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلا اور میں سفر میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (صفحہ ۴۰۳، بخاری جلد ا صفحہ ۴۰۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جریر بن عبداللہ کے ساتھ سفر میں نکلا۔ باوجودیکہ وہ عمر میں بڑے تھے وہ ہماری خدمت کیا کرتے تھے۔ (جلد ا صفحہ ۴۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اوپر ہر دن ہڈیوں کے جوڑ کا صدقہ ہے۔

آدمی کسی کی سواری میں مدد کرے۔ اس کا سامان اٹھادے، صدقہ ہے۔ اچھی بات کہے صدقہ ہے۔ نماز کی جانب جو قدم اٹھے صدقہ ہے۔ کسی کو راستہ بتادے صدقہ ہے۔ (بخاری صفحہ ۴۰۴)

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیادت و سرداری کے وہ لائق ہے جو سفر میں اپنے ساتھیوں کی خدمت کرے اور ثواب میں خدمت کرنے والے سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔ ہاں مگر یہ کہ شہادت ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۰)

یعنی نوافل کے مقابلہ میں بھی خدمت رفقاء کا زیادہ ثواب ہے صرف شہادت ہی ایک ایسی دولت ہے جس کا ثواب اس سے بڑھ سکتا ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدمت فی السفر کا باب قائم کر کے اس کی اہمیت اور سنیت اور ثواب عظیم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سفر کے موقعہ پر ایک ساتھی دوسرے ساتھی کی خدمت کرے۔ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ چنانچہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہونے کے باوجود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثواب اور فضیلت کی وجہ سے خدمت کیا کرتے تھے۔

خدمت کا مفہوم بہت عام ہے۔ مثلاً سامان اٹھالیا، سامان بازار سے لادیا۔ اس کے ذمہ جو مشورہ سے کام طے ہوا اس میں ہاتھ بٹادیا، اس کا بستر لگادیا، وضو غسل کا پانی لادیا۔ جس قدر مشکل کام ہوگا اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا۔ چنانچہ سفر میں دوسرے کا سامان اٹھانا ذرا گراں پڑتا ہے۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس پر مستقل باب قائم کیا ہے۔ "**فضل من حمل مناع صاحبه فی السفر**" اس شخص کی فضیلت جو اپنے ساتھی کا سامان اٹھائے۔ (جلد ا صفحہ ۴۰۴)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ ساتھیوں کی خدمت کی وجہ سے نفل روزہ نہ رکھ کر خدمت کرنا نفل روزے سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۴)

چنانچہ ایک سفر میں چند صحابہ نے نفل روزہ نہ رکھ کر ساتھیوں کی خدمت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ روزہ رکھنے والوں سے اس کا ثواب بڑھ گیا۔ (صفحہ ۴۰۴)

افسوس آج یہ خدمت اور مسنون جذبہ لوگوں سے ختم ہوتا جارہا ہے اور اپنے کبر کی وجہ سے ثواب عظیم سے محروم ہوجاتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ استاد اور شاگرد کا سفر ساتھ ہو تو شاگرد خدمت سے فرار اختیار کرتا ہے بلکہ خدمت کی وجہ سے سفر ساتھ نہیں کرنا چاہتا۔ "اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا"

سفر کی حالت میں شادی اور رخصتی

معمر بن مثنی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خیبر سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ عمرہ کے لئے تشریف لائے۔ یہ ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ادھر حضرت جعفر حبشہ سے تشریف لائے۔ آپ نے اسی حالت سفر میں میمونہ سے نکاح کا پیغام دیا اور حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو وکیل بنایا۔ چنانچہ آپ ﷺ احرام ہی کی حالت میں تھے کہ حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے نکاح کردیا۔ جب آپ ﷺ (عمرہ سے فارغ ہوکر) واپس آئے تو مقام سرف میں رخصتی ہوئی۔ (سیرۃ الشامی صفحہ ۲۰۸)

حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے ذکر کیا کہ عمرہ کے لئے جب آپ ﷺ مکہ تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے میمونہ سے شادی کی۔ (جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۷)

طبرانی نے حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے مقام سرف میں شادی کی اور مقام سرف میں رخصتی ہوئی۔ اسی مقام سرف میں حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کی وفات ہوئی۔

(سیرۃ صفحہ ۲۰۸)

فَائِدَہ: آپ ﷺ نے عمرہ کے سفر کے موقع پر حضرت میمونہ سے شادی کی اور مکہ سے واپسی کے موقع پر مقام سرف ہی میں رخصتی ہوئی اور میمونہ کے پاس داخل ہوئے۔ سرف مکہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

سفر میں شادی اور پھر رخصتی بھی سادگی کی بات ہے۔ آج کل کے دور میں تو اس کے بارے میں سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا کہ رخصتی ہو جائے۔ اس سے نکاح کے معاملہ میں عربوں کی سادگی اور سہولت کا پتہ چلتا ہے اور یہ کہ آج کل کی طرح اس کا اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ عبادت کی یہی شان ہے، نکاح عبادت کی ایک قسم ہے عیش پرستی نہیں ہے۔

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے **"البناء فی السفر"** کا باب قائم کر کے اس کی جانب اشارہ کیا ہے کہ ہمیں نکاح میں سادگی اور سہولت کا حکم ہے۔ لہٰذا نکاح اور رخصتی وغیرہ سفر کے موقعہ پر بھی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سفر میں اس کے متعلقات کا کیا اہتمام ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نکاح اور رخصتی کے موقعہ پر جو تکلفات کئے جاتے ہیں شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

رخصتی اور دعوت ولیمہ سفر میں

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا قیام خیبر اور مدینہ کے درمیان ۳ دن رہا۔ یہاں ان کی رخصتی ہوئی۔ میں نے ولیمہ کے لئے لوگوں کو بلایا، چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا، اس پر گھی، کھجور، مکھن ڈال دیا گیا۔ یہی ولیمہ تھا۔ (بخاری جلد۲ صفحہ۷۷۵)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (خیبر سے واپسی پر) مقام صہباء میں پہنچے تو آپ نے صفیہ بنت حیی سے شادی کی۔ چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا۔ کھجور، پنیر، گھی سے بنا حلوہ رکھ دیا گیا اور اردگرد کے لوگوں کو بلا دیا۔ یہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ولیمہ تھا۔ (سیرۃ الشامی جلد۱۱ صفحہ۲۱۴)

فَائِدَہ: یہ ولیمہ حالت سفر میں بمقام صہباء تھا۔ چمڑے کا ایک دستر خوان بچھا دیا گیا۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا اعلان کر دو جس کے پاس جو کچھ سامان ہو وہ لے آئے۔ کوئی کھجور لایا، کوئی پنیر لایا، کوئی ستو لایا، کوئی گھی لایا۔ جب اس طرح کچھ سامان جمع ہوگیا تو سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھا لیا۔ اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی کچھ نہ تھا۔ (سیرۃ مصطفیٰ جلد۲ صفحہ۳۴۵)

سفر سے واپسی کس وقت بہتر ہے؟

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رات کو سفر سے واپس تشریف نہ لاتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صبح یا شام کو تشریف لاتے۔ (بخاری، مسلم جلد۱ صفحہ۲۴۲، مشکوٰۃ صفحہ۳۳۹)

فَائِدَہ: رات کو گھر نہ آئے ایسی ترتیب ہو تو بہتر ہے۔ رات میں آنا بسا اوقات اہل خانہ کے لئے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سفر سے چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ جب تشریف لاتے تو اولاً مسجد میں تشریف لے جاتے۔ دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں میں تشریف فرما ہوتے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رات کے وقت تشریف نہ لاتے بلکہ دن کے حصہ میں تشریف لاتے۔ جس کی حکمت ابھی ماقبل میں گزری۔ ہاں شروع رات میں بھی اجازت ہے۔

شروع رات میں گھر آنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ سفر سے آکر گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت شروع رات ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۰)

فائدہ: اس کا فائدہ ظاہر ہے کہ رات راحت سے گزرتی ہے۔

ظہر کی نماز پڑھ کر گھر آنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب تک کہ ظہر نہ پڑھ لیتے گھر نہ آتے پوچھا گیا۔ خواہ زوال کے وقت ہی آ جائیں؟ کہا ہاں، چاہے زوال ہی کے وقت آ جائیں۔

(سیرۃ الشامی جلد ۷ صفحہ ۴۲۳)

فائدہ: اگر نماز سے قبل آ جائے تو مسجد میں نماز پڑھ کر گھر جائے تاکہ مسجد میں اولاً آمد کا شرف حاصل ہو جائے اور گھر کا شغل ترک جماعت کا باعث نہ ہو جائے۔

رات کو گھر آنے کی ممانعت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سفر سے رات میں گھر تشریف نہ لاتے۔

(مختصر)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب زیادہ دن سفر میں ہو جائے اپنے گھر رات کو مت آؤ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات میں تم آ جاؤ تو رات ہی گھر مت جاؤ تاکہ تمہاری بیوی بالوں کی صفائی، سر وغیرہ کو درست کر لے۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں کوئی اہل سے زیادہ دن سفر میں رہے تو رات میں گھر میں داخل نہ ہو۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی پاک ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔

سفر سے واپس لوٹے تو گھر جانے لگے، آپ نے فرمایا۔ رات میں گھر جانے سے رکے رہو، تا کہ وہ بالوں کی صفائی وغیرہ اور سر وغیرہ جھاڑ لے۔ (عشرۃ النساء صفحہ ۲۲۲)

فائدہ: یہ ممانعت سفر طویل میں ہے چونکہ عموماً شوہر کے نہ رہنے پر عورت صفائی ستھرائی کا اہتمام نہیں کرتی، نہ کپڑے کا نہ اپنے جسم کا ایسے موقع پر اچانک آ جانا نفرت کا باعث نہ ہو، اسی طرح کوئی ناپسندیدہ بات سے آپس کے تعلقات خراب نہ ہوں۔ اس وجہ سے آپ نے حکم دیا تاہم اگر سفر قریب کا ہو یا عورت کو آمد کا علم ہو تو ایسی صورت میں کوئی قباحت نہیں۔ (مرقات صفحہ ۳۱۵، طیبی صفحہ ۲۳۷)

سفر حج وعمرہ میں خرچ کا ثواب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے کہ ایک کا بدلہ سات سو ہے۔ (احمد، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے کہ ایک کے بدلے سات سو ہے۔ (طبرانی، ترغیب صفحہ ۱۸۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حج وعمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں جو سوال کرتے ہیں ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل پاتے ہیں اور ایک درہم کا خرچ ایک کروڑ کے برابر ملتا ہے۔ (بزار، ترغیب صفحہ ۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔ حج وعمرہ کرنے والے خدا کے مہمان ہیں جو وہ مانگتے ہیں ان کو ملتا ہے جو دعاء کرتے ہیں قبول ہوتی ہے۔ جو خرچ کرتے ہیں پا لیتے ہیں۔ اس راہ میں ایک درہم خرچ کرتے ہیں ایک لاکھ کا ثواب پاتے ہیں۔ خدا کی قسم جس نے ہمیں حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ (اس راہ میں) ایک درہم ایک پہاڑ سے بھی زیادہ وزن رکھتا ہے۔ پھر آپ نے جبل ابی قبیس کی جانب اشارہ کیا۔ (ہدایۃ السالک جلد ا صفحہ ۲۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عمرہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہاری مشقت اور خرچ کے برابر تم کو عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (حاکم، ترغیب جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بہترین حاجی وہ ہے جس کی نیت میں اخلاص ہو، نفقہ بہتر ہو اور اللہ کے ساتھ یقین کامل ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے کریم ہونے کے آثار میں سے یہ ہے کہ اس کے سفر کا توشہ عمدہ ہو۔ (فضائل حج صفحہ ۲۳)

فائدہ: ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ سفر حج وعمرہ میں اپنے اوپر مناسب اور ضروری اخراجات کا ثواب عام

صدقات وخیرات سے بہت زیادہ ہے۔

سفر سے واپسی میں اہل خانہ کے لئے کچھ تحفہ لانا مسنون ہے

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم سفر سے واپس لوٹو تو اہل خانہ کے لئے کچھ تحفے ہدیہ لیتے آؤ۔ (دار قطنی جلد۲ صفحہ ۳۰۰، کنز العمال جلد۶ صفحہ ۷۰۲)

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ جب تم سفر سے واپس آؤ تو تحفہ (کچھ کھانے پینے کی چیزوں) کے ساتھ ان کے پاس آؤ، خواہ اپنے تھیلے میں پتھر ہی ڈال لو۔

(فیض القدیر جلد۱ صفحہ ۴۱۵، کنز العمال جلد۶ صفحہ ۷۰۳)

فَائِدَہ: مسنون ہے کہ واپسی سفر پر اہل وعیال بیوی بچوں کے لئے کچھ کھانے پینے یا اس کے علاوہ طبیعت کو خوش کرنے کے لئے کچھ لیتا جائے کہ ان کو انتظار رہتا ہے کہ سفر سے آئیں گے تو کچھ ضرور لائیں گے۔ ان کو مایوس نہ کرے۔ اسلاف اور ہر دور کے اکابرین کا اس پر تعامل بھی رہا ہے۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اپنے بیوی بچوں اور خادموں کے طیب خاطر کے لئے (خصوصاً طویل سفر سے) کچھ لے لینا مندوب ہے۔ (فیض القدیر جلد۱ صفحہ ۴۱۵)

رخصت کرتے ہوئے تھوڑی دور ساتھ چلنا مسنون ہے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ سفر کے لئے رخصت کرتے وقت ان کے ساتھ بقیع غرقد تک چلے۔ پھر کہا جاؤ اللہ کے نام پر۔ اے اللہ ان کی مدد فرما۔ (حاکم جلد۲ صفحہ ۹۸)

فَائِدَہ: بقیع مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے جو مسجد نبوی سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھا۔

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ نے مجھے یمن (کا قاضی بنا کر) بھیجا تو نصیحت فرماتے ہوئے ساتھ چلے۔ حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سوار تھے، اور آپ ﷺ پیدل چل رہے تھے۔

(سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ ۴۲۶)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک لڑکا آپ ﷺ کی خدمت میں آیا کہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ (تھوڑی دور) چلے۔ آپ نے اس کی طرف رخ کیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا۔ خدا تجھے توشۂ تقویٰ دے اور خیر کے راستہ سے نوازے۔ (سیرۃ جلد۷ صفحہ ۴۲۶)

عبداللہ بن یزید الخطمی بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو ثنیۃ الوداع تک اس کے ساتھ چلتے۔ (عمل الیوم للنسائی صفحہ ۵۰۷)

"ثنیۃ الوداع" شہر مدینہ سے باہر ایک مقام تھا جہاں اس وقت لوگ مسافروں کو رخصت کرتے اور آنے

والوں کا استقبال کرتے۔

ان احادیث مذکورہ کے پیش نظر علماء نے سنت قرار دیا ہے کہ سفر میں جانے والے یا رخصت ہونے والے مہمان کے ساتھ تھوڑی دور چلے۔ اسٹیشن یا بس اڈہ قریب ہو تو وہاں تک پہنچا دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو گھر سے باہر چند قدم ساتھ چلے۔

احباب واقارب کے لئے مسنون ہے کہ جانے والے کو اس حد تک رخصت کرے۔ چند قدم بھی چلنے سے سنت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ اتحاف السادۃ میں ساتھ چلنے کو سنت قرار دیا ہے۔ (جلد۶ صفحہ ۴۰۶)

کسی منزل سے کوچ کے وقت نماز مسنون ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ قیام کرتے اور پھر وہاں سے چلتے تو دو رکعت نماز ضرور پڑھتے۔ (بیہقی، کنز جلد ۷ صفحہ ۵۹)

فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوران سفر کسی جگہ قیام فرماتے یا گھر تشریف لاتے تو دو رکعت نماز ضرور پڑھتے۔ (طبرانی، کنز جلد ۷ صفحہ ۵۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ درمیان سفر جہاں قیام کرے وہاں سے چلتے وقت نماز پڑھ کر پھر سفر شروع کرے کہ یہ سنت ہے۔

سفر سے قبل ملنا جلنا سلام ومصافحہ مسنون ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم سفر کا ارادہ کرو تو اپنے بھائیوں کو (رفقاء ملنے جلنے والوں کو) سلام کرو۔ ان کی دعاؤں کے ساتھ تمہاری دعائیں زیادتی خیر کا باعث ہوں گی۔ (مطالب عالیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۸، مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۲۱۳، جلد ۵ صفحہ ۲۵۹)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سفر سے قبل رفقاء وغیرہ سے مل لینا چاہئے۔ ان کی دعائیں خیر وبھلائی کا ذریعہ ہوں گی۔ سفر میں بسا اوقات حوادث وپریشانیوں اور مزاج کے خلاف ناپسندیدہ امور سے سابقہ پڑتا ہے۔ ان کی دعائیں ان کے حق میں خیر وعافیت کا باعث ہوں گی۔

وطن کی واپسی پر تیز رفتاری مسنون ہے

ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (سفر سے واپسی کے موقعہ پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں جو جلدی جانا چاہے وہ میرے ساتھ جلدی چلے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سفر مشقت وتکلیف کا ایک حصہ ہے جو آدمی کو کھانے پینے اور سونے سے روکے رکھتا ہے۔ (یعنی اس کا صحیح نظم قائم نہیں رہ پاتا) جب ضرورت پوری

ہو جائے تو گھر کی طرف جلدی کرے۔ (بخاری جلد اصفحہ ۴۲۱)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت سفر سے واپسی میں تاخیر نہ کرے۔ جلد واپس آجائے تاکہ معمولات اور دیگر امور گھر میں بسہولت انجام دے۔

سفر سے واپسی پر بھی اولاً نماز مسنون ہے

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر سے جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۲۱ ق)

فَائِدَہ: اسی وجہ سے امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے "الصلوٰۃ اذا قدم" سے نماز کی سنیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (جلد اصفحہ ۴۳۴)

سفر سے واپسی پر اولاً مسجد آنا مسنون ہے

حضرت ابوثعلبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر سے گھر تشریف لاتے تو اولاً دو رکعت نماز پڑھتے، پھر حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کے یہاں تشریف لے جاتے پھر ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُنَّ کے یہاں تشریف لاتے۔ (طبرانی، کنز جلد اصفحہ ۵۹)

حضرت کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دن کے وقت سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہوتے، اور بیٹھنے سے قبل دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری جلد اصفحہ ۴۳۴)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب میں مدینہ آیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا۔ مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔ (بخاری جلد اصفحہ ۴۳۴)

فَائِدَہ: اس سے معلوم ہوا کہ واپسی پر مسجد جانا اور دو رکعت نماز پڑھنا اس کا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بھی اہتمام کیا ہے اور حضرات صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کو بھی اس کی تاکید فرمائی ہے۔ افسوس کہ یہ سنت آج عوام اور خواص سے بھی جاتی رہی۔ سفر حج کی واپسی پر تو بعضوں میں یہ عمل دیکھا جاتا ہے۔ عام سفر میں تو بالکل نہیں۔ ہر سفر کی واپسی پر یہ سنت ہے۔ گھر سے پہلے خانۂ خدا کی حاضری ہے جو برکت کی بات ہے۔ (مرقات م صفحہ ۲۱۵)

واپسی سفر میں بچوں سے ملاقات

حضرت عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو گھر کے بچوں سے ملاقات فرماتے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹، کنز العم	د ۷ صفحہ ۵۹)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد گھر تشریف لاتے اور بچوں سے تواضعاً و اخلاقاً ملاقات فرماتے۔

سفر سے جلد واپسی کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ کھانے پینے سے آدمی محروم رہتا ہے۔ (مشکلات کا سامنا اور سہولت اور وقت پر کھانا نہیں ملتا) جب ضرورت پوری ہو جائے اہل وعیال میں جلد واپس چلا آئے۔ (بخاری صفحہ ۲۴۲، مسلم)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی حج سے فارغ ہو جائے تو اہل وعیال میں آنے میں جلدی کرے۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ (بیہقی جلد ۵ صفحہ ۲۵۲)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فیض القدیر میں لکھا ہے کہ کوئی بھی سفر ہو گھر واپسی میں جلدی کرے کہ اہل و عیال کے خوشی کی بات ہے سفر میں ذکر و عبادت کے معمولات بھی وقت پر ہو نہیں پاتے۔ گھر میں حسن وخوبی سے انجام پائیں گے۔

سفر سے واپس آنے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا معمول

حضرت ابو ثعلبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ پھر اس کے بعد حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لے جاتے۔ پھر ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے۔ (مستدرک حاکم، جامع صغیر صفحہ ۴۲۰)

فَائِدَۃ: واپسی پر یہ مسنون ترتیب ہے۔ اگر کسی کی صاحبزادی اس کے علاقے اور قریب میں نہ ہو تو پھر اپنے گھر آئے۔ صاحب اولاد کے لئے نماز سے فارغ ہونے پر گھر آنا اور بچوں اور بیوی سے ملنا مسنون ہے۔ چونکہ یہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی لاڈلی صاحبزادی قریب میں تھیں۔

اول و آخر رخصتی اور ابتدائی ملاقات

حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سفر فرماتے تو اپنے اہل میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے (وداعی) ملاقات فرماتے۔ اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اولاً حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ملاقات فرماتے۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ جلد ۷ صفحہ ۴۲۷)

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس چھوٹی بیٹی سے غایت درجہ محبت تھی۔ اسی بنیاد پر ازواج مطہرات سے پہلے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ملاقات فرماتے۔ ان کا گھر حجرۂ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بالکل متصل تھا۔ اگر گھر ہی کے قریب کوئی صاحبزادی خصوصاً چھوٹی ہو تو سنت کی رعایت میں اس سے ابتداءً ملاقات باعث فضیلت ہے۔

واپسی سفر پر مصافحہ اور معانقہ

حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ملاقات کی تو آپ نے مصافحہ کیا۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۳۴)

حضرت براء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو دونوں کے جدا ہونے سے قبل ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(ابوداؤد، ترمذی جلد۳ صفحہ۴۳۲)

حضرت حذیفہ بن الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مؤمن جب بھی مؤمن سے ملاقات کرے، سلام کرے، ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (ترغیب جلد۳ صفحہ۴۳۳)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ جب ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔ (طبرانی، ترغیب جلد۳ صفحہ۴۳۳)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ گھر میں تشریف فرما تھے۔ زید آئے تو دروازہ پر دستک دی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خالی بدن کپڑا چادر کھینچتے ہوئے اٹھے۔ خدا کی قسم نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خالی بدن دیکھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے زید سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا۔

(سیرۃ الشامی جلد۷ صفحہ۴۲۷، مشکوۃ صفحہ۴۰۲)

حضرت شعبی سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جعفر سے (سفر سے واپس ہونے پر) ملاقات فرمائی تو معانقہ کیا اور پیشانی کا بوسہ لیا۔ (ترمذی مصری جلد۵ صفحہ۸۶، سیرۃ جلد۷ صفحہ۴۲)

حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں حبشہ کی زمین سے جب واپس آیا اور مدینہ حاضر ہوا۔ ہماری ملاقات رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ (مشکوۃ صفحہ۴۰۲)

شعبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اصحاب جب ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔ (طحاوی جلد۲ صفحہ۳۶۲)

حضرت ام درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ ہمارے یہاں حضرت سلمان تشریف لائے تو پوچھا ہمارے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ مسجد میں۔ چنانچہ وہ مسجد آئے جب ملاقات کی تو معانقہ کیا۔ (طحاوی صفحہ۳۶۲)

معانقہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ سے

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سب سے پہلے معانقہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ نے کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ میں تشریف فرما تھے کہ ذوالقرنین بادشاہ مکہ مکرمہ آیا۔ اسے خبر دی گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہیں تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور معانقہ کیا۔ (بحر الرائق جلد ۸ صفحہ ۲۲۶)

ردالمختار میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے سنت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب حضرت جعفر حبشہ سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا۔ (جلد ۶ صفحہ ۳۸۰)

سفر سے آنے والوں کے لئے مصافحہ و معانقہ مسنون ہے

ان احادیث و آثار مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سفر سے آنے والوں سے مصافحہ و معانقہ مسنون ہے۔ چنانچہ محدثین نے معانقہ کی سنیت پر باب قائم کیا ہے۔ چنانچہ محدث تبریزی نے مشکوٰۃ میں۔ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں باب قائم کر کے اس کے مسنون ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عزالدین ابن جماعۃ نے ذکر کیا ہے کہ سفر سے واپس آنے والوں سے مصافحہ و معانقہ کرنا مسنون ہے۔

ابن علان المکی نے بیان کیا ہے کہ سفر سے آنے والے سے مصافحہ اور معانقہ مسنون ہے۔

(ہدایۃ السالک جلد ۳ صفحہ ۱۴۲۵، الفتوحات الربانیہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۳)

سفر سے واپس آنے پر حاضرین ان کا استقبال کریں

❶ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے ہم لوگ بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک گئے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے ہم لوگ بستی سے باہر گئے۔

❷ عزالدین ابن جماعۃ نے ہدایۃ السالک میں ذکر کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اصحاب کے پاس تشریف لاتے اور سلام فرماتے اور سفر سے جب واپس تشریف لاتے تو اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے اور سلام کرتے۔ (ہدایۃ السالک صفحہ ۴۴۳)

فائدہ: یعنی واپسی سفر سے آنے والے پر یہ حق نہیں کہ وہ احباب کے پاس ملاقات کو جائے بلکہ احباب کا ان سے ملاقات کرنا اور سلام و مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

اسی لئے کہا گیا ہے "القادم یزار" آنے والے سے ملاقات کی جاتی ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی سفر کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے احباب کے پاس آئے اور ان سے سلام دعاء کرے اور ان کے احباب کا یہ حق ہے کہ جب یہ سفر سے واپس آئے تو ان کے پاس جائیں اور سلام کریں۔

اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب وہ سفر کر رہا ہے تو احباب سے جدا ہو رہا ہے پس یہ تودیع ان کی جانب سے ہو۔

اور جب یہ سفر سے واپس آ جائے تو پھر یہ لوگ اس کو خیریت و عافیت کی مبارک بادی دینے کے لئے جائیں۔ (ہدایۃ السالک)

مزید یہ بھی حکمت ہے کہ سفر کے وقت دعاء کی ضرورت ہے۔ لہٰذا احباب سے وہ عافیت وسلامتی کی دعا کے لئے حاضر ہو اور واپسی سفر کے بعد احباب اس کے پاس احوال، سفر، سفر کیسے گزرا، کیا حال رہا، خیریت و عافیت معلوم کرنے کے لئے جائیں۔

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والے سے یہ شکایت کہ آ کے ملاقات بھی نہیں کی، درست نہیں۔ بلکہ ان کا حق یہ ہے کہ ان سے بالقصد ملاقات کریں۔ خیال رہے کہ کسی اہم اور طویل سفر کے بارے میں یہ حکم ہے۔ بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ معزز مہمان یا سفر سے آنے والے کے استقبال میں جانا بھی مسنون ہے۔

واپسی سفر پر کھانے کا اہتمام ودعوت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جب سفر سے واپس) مدینہ تشریف لائے تو ایک گائے یا ایک اونٹ ذبح کیا۔ (اور لوگوں کو کھلایا)۔ (بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، ابوداؤد، بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو (کھانے اور کھلانے کی رعایت سے) روزہ نہ رکھتے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۳)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت تھی کہ جب گھر پر رہتے تو بیشتر روزہ سے رہتے اور سفر میں روزہ نہ رکھتے۔ جب واپس گھر تشریف لاتے تو فوراً روزہ نہ رکھتے بلکہ دعوتوں کا سلسلہ رہتا۔

(حاشیہ بخاری، فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۹۴)

کسی اہم سفر (مثلاً حج وغیرہ سے) واپسی پر خوشی و مسرت کے پیش نظر دعوت کرنا، احباب و اقارب کو کھانے پر مدعو کرنا سنت ہے۔ نام ونمود کے لئے نہ کرے محض سنت کے ثواب کی خاطر کرے۔

طیبی شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ سفر سے واپس آنے پر اپنی وسعت کے موافق دعوت مسنون ہے۔

(جلد ۷ صفحہ ۳۴۷)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ واپسی سفر پر دعوت مسنون ہے۔

(مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۱۵)

اگر دعوت نام وشہرت، فخر ووقار کو باقی رکھنے کی وجہ سے ہو تو ایسی دعوت میں شرکت ممنوع ہے۔

امام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے صحیح بخاری میں ”الطعام عند القدوم“ باب قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ کسی اہم سفر کی واپسی پر دعوت طعام سنت ہے۔

ابن علان المکی نے بھی واپسی سفر پر اطعام طعام (دعوت) کو مسنون قرار دیا ہے۔

(الفتوحات الربانیہ جلد۵ صفحہ۱۷۳)

حافظ ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ اسلاف نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ (جلد۶ صفحہ۱۹۴)

اس دعوت کو نقیعہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ فقہاء نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ لکھتے ہیں۔ ”ولقیعة لقدومه“ اور نقیعہ وہ دعوت ہے جو سفر کے آنے کے بعد کی جاتی ہے۔

دراصل یہ دعوت بعافیت واپسی سفر کی خوشی پر ہے اور خوشی کے موقعہ پر دعوت مشروع و محبوب ہے۔

سفر کی حالت میں ذکر الٰہی کی فضیلت

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص سفر کی حالت میں خدا کے ذکر میں لگا رہتا ہے تو فرشتے اس کے ہمسفر ہو جاتے ہیں اور اگر شعر و شاعری میں مشغول رہتا ہے تو شیطان اس کا رفیق سفر بن جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد۳ صفحہ۳۸)

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ ذکر، تلاوت، دینی اعمال میں لگا رہا تو حضرات ملائکہ کی برکت اور ان کی رفاقت پاتا ہے۔ اگر دنیاوی باتوں میں مشغول رہتا ہے یا ادھر ادھر کی واہی تباہی اور فضول گوئی میں مصروف رہتا ہے تو شیطان اس کا ہم سفر ہو جاتا ہے۔

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ بعضوں کو دیکھا گیا ہے کہ دنیاوی رسائل ناول افسانہ وغیرہ جیسی واہی کتابیں سفر میں رکھتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں جو بالکل صلحاء کے طریق اور اسلامی مزاج کے خلاف امور ہیں۔ تسبیح دینی اور دعاؤں کی کتابوں کے ساتھ میں رکھنے کا معمول بنائے تاکہ سفر اعمال حسنہ کے ساتھ طے ہو اور خدائے پاک کی رحمت و برکت نازل ہو۔ کبھی ذکر، تلاوت، کبھی دینی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوا سفر کی منزل طے کرے۔ ”اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی“

حالت سفر کے چھ اہم کام

حضرت علی مرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا ارشاد ہے شرافت و انسانیت کے چھ اہم کام ہیں۔ تین حضر کے تین سفر کے۔ حضر کے تین یہ ہیں۔ مسجدوں کو آباد کرنا، ایسے دوستوں کی جمعیت بنانا جو اللہ تعالیٰ اور دین کے کاموں میں امداد کریں۔

اور سفر کے تین کام یہ ہیں۔ اپنے توشہ سے غریب ساتھیوں پر خرچ کرنا، حسن خلق سے پیش آنا اور رفقاء سفر

کے ساتھ ہنسی خوشی تفریح اور خوش طبعی کا طرز عمل رکھنا بشرطیکہ یہ خوش طبعی گناہ کی حد میں داخل نہ ہو جائے۔

(معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

آداب سفر کا بیان

احادیث و آثار کی روشنی میں علماء محققین نے یہ آداب بیان کئے ہیں:

1. جب سفر کا ارادہ ہو تو اہل حق کے حقوق، قرض خواہوں کے قرض وغیرہ ادا کر دیئے جائیں۔ لوگوں کی امانتیں واپس کر دی جائیں۔ (حقوق ادا کرے یا بطیب خاطر معاف کرائے)۔
2. اہل و عیال کے نفقہ کا معقول و مناسب انتظام کر کے جائے ان کو کلفت و پریشانی و فکر معاش میں نہ ڈال جائے کہ حق واجب کو تلف کرنا ہے۔
3. اپنے لئے خرچہ سفر کا معقول انتظام کر لے تاکہ سفر میں اسے دوسروں کے سامنے دست سوال نہ پھیلانا پڑے اور اندازہ سے زائد ہی رکھے تاکہ فراخی سے صرف کر سکے اور دوسروں کی بھی خدمت کر سکے۔
4. سفر میں خوش اخلاق و نرم طبیعت سے رہے۔ تحمل اور مزاج میں وسعت رکھے۔ تیز مزاج نہ رہے، ذرا ذرا سی بات پر غصہ نہ ہو۔ کسی بات سے متاثر ہو کر پریشان نہ ہو۔
5. رفقاء سفر کے ساتھ احسان و سلوک کا معاملہ رکھے۔ ہر ممکن طریقے سے ان کی اعانت کرے۔ دوسروں کی اعانت کا خواہش مند نہ ہو، کر دے تو خدا کا شکر، بندے کا احسان سمجھے۔
6. رفیق سفر تلاش کر لے تاکہ سفر میں سہولت ہو اور وحشت نہ ہو۔ اس سے پاخانہ، پیشاب، وضو غسل اور دیگر ضروریات میں بڑی اعانت حاصل ہوتی ہے۔
7. رفیق دیندار، خوش اخلاق ہو تاکہ دینی امور میں اس کی اعانت حاصل کر سکے۔ بد دینوں کی صحبت سے برا اثر نہ پڑے۔
8. متعدد افراد ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنا لے۔ اختلاف کے وقت اس کا فیصلہ سب کے حق میں قابل قبول ہو اور بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع کرے۔
9. امیر کی اطاعت کرے اس کی مخالفت نہ کرے تاکہ اتفاق، اتحاد اور جمعیت قائم رہے۔
10. امور مشورہ سے طے کرے جو من میں آئے اسے نہ کر بیٹھے۔

مشورہ سے خیر کا پہلو نمایاں اور ظاہر ہوتا ہے۔ مشورہ میں جو طے ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے۔ اگر خلاف مزاج یا توقع کے خلاف ہو جائے تو انکار، رد اور طعن نہ کرے۔ درگزر کرے۔ اگر اس کی بات نہ مانی جائے متاثر نہ ہو۔

⓫ سفر میں جانے والے کو اعزہ واقارب اور رفقاء واحباب رخصت کریں۔

⓬ جاتے وقت رفقاء، احباب کو اللہ کے سپرد کریں اور ان کو دعائیں دیں اور ان سے دعائیں لیں۔ اس سے جانے والا خدا کی حفاظت میں ہو جاتا ہے۔

⓭ سفر میں جاتے وقت احباب و رفقاء اور بڑوں سے مل لے، سلام و مصافحہ کر لے، ان کی دعاء لے اور ان کی نصیحت قبول کرے۔

⓮ اہم سفر سے قبل استخارہ کرے۔ (کب جائے کس طرح جائے) جو استخارہ کر لیتا ہے اس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ خواہ ابتداءً اس کا نفع ظاہر نہ ہو اور استخارہ کر لینے سے اطمینان بھی رہتا ہے۔

⓯ سفر سے قبل دو رکعت نماز یا چار رکعت نماز پڑھ لے۔ حدیث پاک میں دونوں کا ذکر ہے۔

⓰ بہتر ہے کہ سفر جمعرات کے دن کرے۔ یہ آپ ﷺ کا محبوب اور پسندیدہ دن تھا سفر کے لئے۔

⓱ علی الصبح سفر شروع کرے کہ دن کے اول حصہ میں برکت ہے۔

⓲ جمعہ کا دن نہ ہو تو بہتر ہے۔ لیکن جمعہ کا وقت آ جائے تو بلا جمعہ پڑھے سفر شروع نہ کرے۔

⓳ دوپہر میں سفر کرے تو ظہر کی جماعت کے بعد سفر کرے۔

⓴ گھر سے جب نکلنے کا ارادہ کرے تو دعائیں جو سفر کے متعلق وارد ہیں ان کو پڑھ لیں۔ (جو دعائیں مسنون کے باب میں مذکور ہیں)۔

㉑ جب بلندی پر چڑھے تو تکبیر اور جب نشیب میں آئے تو تسبیح کا معمول رکھے۔

㉒ جب کسی منزل پر اترے اور قیام کرے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے اور دعائے مسنون پڑھے تاکہ قیام کے دوران کی برائیوں اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے۔

㉓ جب قیام کے بعد کوچ کرے تو دو رکعت نماز پڑھ کر سفر شروع کرے۔

㉔ رات میں سفر زیادہ طے کرے کہ زمین رات میں لپٹتی ہے اور سفر میں سہولت رہتی ہے۔

㉕ رات میں تنہا (پیدل) سفر نہ کرے۔ (البتہ گاڑیوں پر کوئی حرج نہیں)۔

㉖ اپنے رفقاء سے علیحدہ نہ ہو، بسا اوقات رفقاء کے لئے زحمت ہو جاتی ہے۔ اگر کسی ضرورت سے ہو تو اسے بتا دے۔

㉗ اگر سفر کی حالت میں شب میں سوئے تو آرام سے سوئے اور اگر آخر شب میں سوئے تو بازو کو اٹھا کر سر کو ہتھیلی پر رکھ کر آرام فرمائے تاکہ گہری نیند نہ آئے اور فجر کا وقت نیند و غفلت میں نہ گزرے کہ نماز قضا ہو جائے۔

۲۸ اگر سواری ہے تو اس کی بھی رعایت کرے۔ اگر جانور ہے تو اس کے دانہ پانی اور تعب کا خیال رکھے۔ اگر آج کل کی سواری موٹر کار وغیرہ ہے تو اس کی بھی رعایت کرے اس پر اور اس کی مشین پر کوئی اثر نہ پڑے۔ اس کی مشین وغیرہ کی رعایت کرے ورنہ سفر میں زحمت اٹھانی پڑے گی۔

۲۹ سامان سفر اپنے ساتھ رکھے، جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کو سفر میں اپنے ساتھ ضرور رکھے۔ تا کہ وقت پر دوسروں کا محتاج نہ ہو اور پریشان نہ ہو۔ آئینہ، کنگھی (جبکہ سر کے بال بڑے ہوں) تیل کی شیشی، قینچی، اسی طرح لوٹا، صابن، لنگی، چادر، کھانے کے برتن وغیرہ تا کہ پریشانی اور دوسروں کا محتاج نہ ہو۔

۳۰ جس شہر یا بستی میں جائے اگر وہاں والدین و اقرباء رشتہ دار ہوں تو ان سے ملاقات اور جب مزاج و موقعہ ہو خدمت و صحبت کی نیت کر لے کہ رشتہ داروں کی ملاقات و زیارت ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمت و زیارت کا تو کیا کہنا۔

۳۰ جہاں قیام کر رہا ہے یا جانے کا ارادہ ہے وہاں کے مشائخ اور بزرگوں کی ملاقات و زیارت کا ارادہ کر لیں کہ لقائے بزرگاں مستقل نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

۳۲ شہر یا بستی میں داخل ہو تو ضرورت وغیرہ سے فارغ ہو کر اکابرین و مشائخ سے ملاقات کرے اور ان کے مرتبہ کا خیال کرے اور اس سے مناسب برتاؤ کرے۔

۳۳ اگر بزرگ اندر ہوں تو ان کے دروازے کو نہ کھٹکھٹائے بلکہ ان کا خود انتظار کرے، وہ خود ہی باہر آئیں تو ان سے ملاقات کرے۔

۳۴ وقت اور فرصت ہو تو ان کی مجلس اور صحبت و خدمت سے فائدہ اٹھائیں۔ پوچھنا اور معلوم کرنا ہو تو ان سے اجازت لے لیں تا کہ وہ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

۳۵ جس شہر اور بستی میں جانا ہو وہاں کے وفات شدہ مشائخ اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کرے۔ معلوم نہ ہو تو وہاں کا واقفین سے معلوم کرے۔

۳۶ سفر کے دوران جو فتوحات ہوں ان کا ذکر نہ کرے۔ جو عجائبات و غرائبات کا مشاہدہ ہو تو بقدر ضرورت بیان کرے۔ (ایسے طور پر نہ ہو کہ بڑائی ظاہر ہو)۔

۳۷ سفر میں عیش و عشرت و کسی دنیاوی امور میں مشغول رہنا اچھا نہیں۔ اس سے سفر کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۳۸ (اگر سیاحت مقصود ہو تو) کسی شہر یا بستی میں ہفتہ عشرہ سے زیادہ قیام نہ کرے۔ البتہ مشائخ یا جن کے یہاں قیام ہو وہی زیادہ کا حکم کریں تو دوسری بات ہے ورنہ اگر کسی دوست یا ملاقاتی کے یہاں رہنا ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے کہ مہمانی کی یہی حد ہے۔ اگر کسی شیخ یا عالم کی زیارت و ملاقات کے لئے جائے

تو ایک دن سے زیادہ قیام نہ کرے کہ بزرگوں کو تکلیف دینی اچھی بات نہیں اور زیارت کے لئے ۲۴ گھنٹہ کا وقت کافی ہے۔

(۳۹) بلا ضرورت شدیدہ کے اپنی حاجت کسی سے نہ کہے، اگرچہ جانتا ہو کہ وہ قبول کر لے گا۔ البتہ خدائے پاک سے خوب الحاح کے ساتھ دعاء کرے اور کوئی خود اعانت کرے تو قبول کرے۔

(۴۰) سفر میں کسی وقت بھی غافل نہ رہے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں لگا رہے۔ خلاصہ یہ کہ دل کو یاد خدا سے معمور رکھے، غفلت کو اور نامناسب امور کو پاس نہ آنے دے۔

(۴۱) جب سفر کی حالت میں عبادت و طاعت میں کچھ کمی محسوس کرے، دین کا نقصان ہو تو چاہئے کہ سفر منقطع کر دے اور سمجھ لے کہ یہ سفر اس کے حق میں ضرر رساں ہے۔

(۴۲) سفر کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے اندر سے نفس کی خواہشات اور مرغوبات نکالے، پھر کوئی بری عادت ہو تو اس کو زائل کرے پھر سفر کرے تاکہ سفر میں ذلیل و خوار نہ ہو۔

(۴۳) اگر سفر سے مقصد دین ہو، صلحاء کی زیارت ہو اور اپنے ہی وطن میں صلحاء و فقراء کی خدمت میسر آ جائے تو پھر سفر نہ کرے ان کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا ناشکری ہے کہ گھر کی نعمت کی قدر نہ کی اور بلاوجہ سفر کیا۔ البتہ مشائخ اور مرشدین حضرات سفر کا حکم دیں کہ جاؤ اب تم دوسری جگہ سفر کرو تو پھر دوسری بات ہے۔

(۴۴) واپسی سفر کے آداب میں سے یہ ہے کہ جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو واپسی میں جلدی کرے کہ بلا ضرورت حالت سفر میں رہنا اچھا نہیں۔

(۴۵) واپسی سفر میں بھی وہی آداب ہیں جو سفر میں چلنے کے آداب تھے۔ مثلاً کسی منزل پر اترے اور رخصت ہونے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لے وغیرہ وغیرہ۔

(۴۶) واپسی سفر میں احباب و متعلقین و اہل عیال کے لئے بقدر وسعت کوئی تحفہ، ہدیہ، کھانے پینے کی چیز ضرور لے لے کہ وہ منتظر رہتے ہیں۔ ان کی مسرت اور باہم ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے۔

(۴۷) واپسی کی تمام مسنون دعائیں ورد میں رکھے۔

(۴۸) وطن رات میں پہنچنے کی ترتیب نہ بنائے، البتہ پہلے سے اطلاع کر دے یا ہو جائے، یا اکثر یہ سفر کی نوبت آتی رہتی ہے تو دوسری بات ہے۔

(۴۹) گھر میں رات میں داخل نہ ہو بلکہ کسی اور جگہ، مسجد یا اور عام جگہ قیام کر لے کہ گھر میں رات میں داخل ہونا منع ہے۔ پھر صبح گھر اہل و عیال میں داخل ہو۔ البتہ شروع رات ہو مثلاً مغرب و عشاء کا وقت یا اس کے درمیان ہو تو پھر گھر میں آنا بہتر ہے۔

۵۰ جب بستی اور شہر میں داخل ہو تو سیدھے گھر نہ جائے، بلکہ اولاً مسجد جائے وہاں دوگانہ ادا کرے پھر گھر کا رخ کرے۔

۵۱ مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے بعد اگر لوگ ملاقاتی ہوں اور ملنے آئیں تو ان سے ملاقات کر لے۔ ان سے سلام وکلام کے بعد گھر میں داخل ہو۔

۵۲ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کے ساتھ داخل ہو۔ ان میں جن سے زیادہ تعلق ہو اولاً ان سے ملے، پھر تمام اہل وعیال سے ملے۔

۵۳ اگر مسجد میں اولاً نہ گیا گھر میں آگیا، وقت مکروہ نہ ہو تو طہارت و وضو غسل کے بعد دو رکعت پڑھ لے۔ پھر ملاقات وگفت شنید کرے۔

۵۴ گھر میں داخل ہونے کے وقت مسنون دعائیں ورد میں رکھے۔

۵۵ اہل وعیال و متعلقین وغیرہ کی خیریت معلوم کرے۔

۵۶ احباب اور متعلقین کے لئے ادب ہے کہ وہ آنے والے کی زیارت اور ملاقات کو جائیں۔

۵۷ (اہم سفر سے واپسی ہو تو) واپسی سفر پر احباب و متعلقین کی وسعت وحیثیت کے مطابق خلوص نیت سے دعوت کریں۔ جو ریا، یا فخر مباہات سے خالی ہو کہ آپ ﷺ نے بعض واپسی سفر پر دعوت کی ہے۔

۵۸ مستحب ہے کہ آمد سے قبل آنے کی اطلاع کر دے تاکہ اچانک داخل ہونا نہ ہو۔ (ہدایۃ المناسک صفحہ ۱۴۲۳)
شرح احیاء میں ہے کہ اپنے آنے کی اطلاع اہل خانہ کو بھیج دے۔ (جلد ۴ صفحہ ۴۳۱)

۵۹ اگر گھر کے بچے گھر پہنچنے سے قبل پہنچ جائیں یعنی استقبال کے لئے تو ان بچوں کو اپنے ساتھ سواری میں لانا مسنون ہے۔

۶۰ سفر سے واپس آنے پر مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے بعد اسی قریب میں اگر کوئی صاحبزادی خصوصاً چھوٹی ہو تو اپنے بیوی بچوں میں پہنچنے سے پہلے اس صاحبزادی کے پاس آئے۔ اس کے بعد گھر آئے۔

۶۱ سفر کے بعد گھر آنے پر متصلاً روزہ نہ رکھے بلکہ احباب اور رفقاء کے ساتھ کھانے میں شریک رہے۔ بعد میں پھر نفل یا قضا روزہ رکھے۔ یہ حکم احباب کی رعایت کے لئے ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہی معمول تھا۔

۶۲ اگر سفر میں کسی وجہ سے فرض نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو ملاقات اور ضروریات سے فارغ ہو کر اولاً ان قضا نمازوں کو اطمینان کے ساتھ ادا کرے۔ پھر دوسری مصروفیتوں میں مشغول ہو۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِاتِّبَاعِ سُنَّۃِ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

چند فقہی مسائل

مسئلہ: شرعی مسافر پر قصر واجب ہے۔ خواہ کتنی یہ سہولت و راحت کے ساتھ ہو۔ ظہر، عصر و عشاء میں فرض چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھی جائے گی۔ مغرب، فجر اور وتر کی نمازوں میں قصر نہیں ہے۔ (شامی جلد۲ صفحہ۱۲۳)

مسئلہ: سنتوں اور نفلوں میں قصر نہیں ہے۔ ان کو جب پڑھے گا پوری پڑھے گا۔ (شامی صفحہ۱۲۳)

مسئلہ: شرعی مسافر جو اپنے وطن سے ۴۸ میل انگریزی یا آج کل کے اعتبار سے ۷۷ ½ کلومیٹر سفر کے ارادہ سے نکلے گا خواہ سفر کیسا ہی ہو وہ شرعی مسافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد۵ صفحہ۵)

مسئلہ: مسافر اس وقت تک قصر کرتا رہے گا جب تک کہ وطن نہ لوٹ جائے یا پندرہ دن قیام کا ارادہ نہ کرے۔ (ردالمحتار صفحہ۱۲۵)

مسئلہ: مسافر جب سفر شروع کرے اور اپنی بستی کی آبادی سے باہر آ جائے اور نماز کا وقت آ جائے تو قصر شروع کر دے گا۔ (شامی صفحہ۱۲۱)

مسئلہ: اگر اسٹیشن بستی کی آبادی سے باہر ہے تو یہاں بھی قصر کرے گا۔ اگر آبادی کے اندر ہے تو قصر نہ کرے گا یہی حکم بس اسٹینڈ وغیرہ کا ہے۔ (درمختار صفحہ۲۲۱)

خواہ بستی اور شہر کے حدود وسیع و عریض کیوں نہ ہو جیسے بڑے بڑے شہر دہلی، بمبئی، وغیرہ۔ شہر کے مختلف محلے ایک ہی بستی کے حکم میں ہوں گے۔ (جواہر الفقہ جلد۴ صفحہ۲۹۱)

مسئلہ: سفر سے جب وطن اصلی میں آ جائے گا خواہ ایک ہی ساعت کے لئے ہو تو اتمام یعنی پوری چار رکعت پڑھے گا۔ (جواہر الفقہ جلد۴ صفحہ۲۹۲)

وطن اصلی: جہاں اس کی پیدائش ہو اس کے والدین کا سکونت و قیام ہو یا اس کے بیوی بچے رہتے ہوں اپنا مکان جائیداد وغیرہ ہو یا اہل و عیال وغیرہ تو نہ ہوں مگر اس کا مستقل قیام رہتا ہوں اور یہاں سے منتقل ہونے کا ارادہ نہ ہو تو ایسا وطن، وطن اصلی ہے۔ یہاں کے قیام پر اور واپس آنے پر اتمام واجب ہوگا۔ (درمختار شامی صفحہ۱۳۲)

وطن اقامت: جہاں مستقل طور پر قیام اور دائمی طور پر رہنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ ملازمت یا تجارت وغیرہ کی وجہ سے مقیم ہو جب ملازمت ختم ہو جائے گی، تجارت و معیشت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو یہاں سے منتقل ہو جائے گا جیسے دارالمدرسین میں مدرسین کا قیام۔ سرکاری کوارٹروں میں ملازمین کا قیام وغیرہ اور پندرہ دن سے زائد کے قیام کا ارادہ ہو تو یہ وطن اقامت ہے۔ (بحرالرائق جلد۲ صفحہ۱۳۶)

مسئلہ: وطن اقامت میں پندرہ دن سے کم کے قیام کا ارادہ ہو تو قصر واجب ہوگا اور سفر سے آنے پر جب تک کہ مسلسل پندرہ دن کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو قصر ہی کرتا رہے گا۔ (ہندیہ جلد۱ صفحہ۱۳۹)

مسئلہ: وطن اقامت صرف سفر کی نیت سے باطل نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ شرعی سفر نہ کرے۔ (شامی صفحہ ۱۳۶)
مسئلہ: وطن اقامت، وطن اقامت سے باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ مسافر کا سفر شرعی طے ہو یا نہ ہو۔
(رحیمیہ جلد۴ صفحہ ۷)
مسئلہ: وطن اقامت سے جب سفر شروع کرے گا اور یہ سفر شرعی ۴۸ میل ساڑھے ستر ½ ۷۷ کلو میٹر کے ارادہ سے ہوگا تو یہ شخص مسافر ہو جائے گا۔ (مراقی صفحہ ۲۴۹)
مسئلہ: وطن اصلی سے دوسرا وطن اصلی باطل جاتا ہے (اور کبھی نہیں بلکہ دونوں اصلی رہتا ہے)۔
(ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)
مسئلہ: ایک مدت سے ایک شخص کسی مقام پر مع اہل وعیال کے تھا اب اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر رہنے لگا اور مستقل قیام کر لیا، وہاں کا قیام متروک ہو گیا تو پہلا وطن اصلی ختم ہو جائے گا اب یہ شخص اگر پہلے وطن میں جائے گا اور اس کی مسافت ۷۷ کلو میٹر ہے تو مسافرت کی وجہ سے ۱۵ سے کم دن قیام پر قصر کرے گا۔
(ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)
مسئلہ: اگر وطن اصلی میں جائیداد مکان وغیرہ ہے وہاں بھی جاتا ہے۔ اسے بالکل نہیں چھوڑا ہے۔ تو پہلا وطن بھی وطن اصلی رہے گا۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۵)
اس سے معلوم ہوا کہ وطن اصلی متعدد ہو سکتا ہے۔
مسئلہ: وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص کسی مقام پر بلا وطن بنائے رہنے لگ جائے اس کے بعد وہ وطن اصلی جائے تو وہاں مقیم ہو جائے گا اور اتمام کرے گا۔ (علم الفقہ صفحہ ۱۳۴)
مسئلہ: وطن اصلی سے وطن اقامت میں جائے گا تو اس وقت تک مقیم کا حکم نہ ہوگا جب تک کہ وہاں پندرہ دن کی نیت نہ کرے گا۔ (علم الفقہ صفحہ ۱۳۵)
مسئلہ: عورت شادی کے بعد اگر میکے والدین کے یہاں جائے گی اور پندرہ دن سے کم قیام کرے گی تو نماز میں قصر کرے گی چونکہ عورت کے لئے یہ وطن اصلی نہ رہا، وطن اقامت ہو گیا۔ عام طور پر عورتیں اس مسئلہ سے واقف نہیں ہوتیں۔ (امداد جلد ۱ صفحہ ۵۷۹)
مسئلہ: اگر کوئی آدمی اپنے سسرال جا رہا ہے اور وہ شرعی مسافت کی حد میں ہے تو ایسی صورت میں وہ قصر کرے گا۔ (رحیمیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰)
مسئلہ: اگر کوئی شخص سسرال ہی میں رہنے لگ جائے۔ اور وہیں مستقل قیام ہو جائے تو وہ قصر نہ کرے گا۔
(رحیمیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰)

مسئلہ: اگر کوئی شخص روزانہ ملازمت کی وجہ سے ساڑھے ستتر کلو میٹر کا سفر کر کے دفتر یا آفس یا فیکٹری آتا ہے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ جب نماز پڑھے گا تو قصر کرے گا اور گھر واپس آ جائے گا تو پوری نماز پڑھے گا۔

(رحیمیہ جلد۵ صفحہ۱۲)

مسئلہ: ریل کا گارڈ یا ڈرائیور اسی طرح بس کنڈکٹر اور ڈرائیور وغیرہ جب اپنے وطن سے دور ساڑھے ستتر کلو میٹر جانے کا ارادہ رکھے گا تو مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کرے گا تاوقتیکہ وطن لوٹ نہ آئے۔ (احسن الفتاویٰ صفحہ۱۱)

مسئلہ: جو لوگ ہمیشہ سفر کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً سیاح وغیرہ تو یہ لوگ بھی قصر کریں گے۔

(احسن الفتاویٰ جلد۴ صفحہ۸۷)

مسئلہ: اگر مسافر نے کسی مقام پر شادی کر لی اور قیام کر لیا تو وہ بھی مقیم ہو جائے گا چاہے پندرہ دن کا ارادہ نہ کرے۔ (شامی جلد۲ صفحہ۱۳۵)

مسئلہ: اگر کسی نے دریا میں یا جنگل میں پندرہ دن قیام کا ارادہ کر لیا تو اس کا اعتبار نہیں۔ (شرح تنویر جلد۲ صفحہ۱۲۶)

مسئلہ: پانی کے جہاز میں پندرہ دن یا ایک ماہ تک رہنا پڑے تب بھی وہ مسافر ہی رہے گا۔ (ایضاً)

مسئلہ: اگر راستے میں کئی دن ٹھہرنے کا ارادہ ہوا۔ دس دن یہاں پانچ دن وہاں، دو دن وہاں۔ پورے پندرہ دن کا ارادہ کسی ایک مقام پر نہ ہوا تو مسافر ہی رہے گا۔ (درمختار جلد۲ صفحہ۱۲۱)

مسئلہ: اگر کوئی شخص پندرہ دن قیام کا ارادہ کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام پر اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہیں جاتی۔ مثلاً دس روز مکہ مکرمہ میں پانچ روز منیٰ میں تو ایسی صورت میں وہ مسافر ہی رہے گا۔

مسئلہ: شہر کے دو محلوں میں قیام کیا تو وہ ایک ہی مقام کے حکم میں ہے۔ لہٰذا مقیم ہو جائے گا۔ مثلاً دس دن جامع مسجد دہلی کے حلقہ میں رہا اور پانچ دن نظام الدین میں رہا تو مقیم ہو جائے گا۔ (ردالمختار جلد۲ صفحہ۱۲۶)

مسئلہ: اگر کوئی شخص دن کو تو مختلف مقام پر قیام کرتا ہے مگر رات کو ایک مقام پر آ جاتا ہے تو جہاں رات گزار رہا ہے اسی کا اعتبار ہوگا اور پندرہ رات گزارنے پر وہ مقیم ہو جائے گا اور اس سے کم پر مسافر رہے گا۔ (درمختار صفحہ۱۱)

مسئلہ: شہر کے مختلف محلوں میں پندرہ دن رکنے کا ارادہ ہے۔ اگر ایک ہی شہر یا بستی کے مختلف محلوں میں رکنے کا ارادہ ہے تو مقیم ہو جانے کی وجہ سے اتمام کرنا پڑے گا۔ (ہندیہ جلد۱ صفحہ۱۳۹)

مسئلہ: سفر اور اقامت کی نیت میں شوہر کا اور امیر جماعت کا اعتبار ہوگا۔ (شامی جلد۲ صفحہ۱۳۲)

مسئلہ: اگر کسی نے حالت سفر میں کسی مقام پر ارادہ کیا کہ ۵، ۶ دن رک کر چلا جاؤں گا مگر ایسے حالات، ایسی ضرورت پیش آئی کہ ایک دن، دو دن کے بعد جانے کا ارادہ کرتا رہا۔ اسی حالت میں پندرہ دن سے زائد گزر گیا تو

وہ مسافر ہی رہے گا اور قصر کرتا رہے گا۔ (شامی جلد۲صفحہ۱۲۶)

مسئلہ: مسافر مقیم کو نماز پڑھا سکتا ہے مگر وقت کے اندر پڑھا سکتا ہے اور وقت کے بعد ظہر، عصر، عشاء کی امامت نہیں کرسکتا۔ ہاں فجر و مغرب کی امامت کرسکتا ہے۔ (ہندیہ جلد۱صفحہ۱۴۲)

مسئلہ: مسافر اگر مقیم کو نماز پڑھائے تو پہلے بتا دے کہ میں مسافر ہوں۔ دو رکعت پڑھوں گا چنانچہ سلام پھیرے تو کہہ دے کہ میں مسافر ہوں اپنی دو رکعت پوری کرلو۔ (ہندیہ جلد۱صفحہ۱۴۲)

مسئلہ: مقیم کو اپنی دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ، دو رکعتوں کے قیام کی حالت میں کچھ نہ پڑھے خاموش رہے یعنی فاتحہ اور سورہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔ رکوع، سجدہ، تشہد میں حسب سابق پڑھے۔ (شامی صفحہ۱۱)

مسئلہ: تنہا مسافر نے بھول کر چار رکعت نماز پڑھ لی اگر دوسری رکعت میں تشہد پڑھ کر کھڑا ہوا تھا تب تو اس کی نماز ہوگئی۔ صرف سجدہ سہو کرنا ہوگا اور نماز ہوگئی۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو وقت کے اندر نماز کا دوبارہ ۲ رکعت پڑھنا واجب ہوگا۔ اگر دو رکعت پر تشہد کے لئے نہیں بیٹھا تھا بلکہ سیدھے کھڑا ہوگیا تھا تو اب نماز نہ ہوگی دوبارہ پھر سے پڑھنا پڑے گی۔ (درمختار جلد۲صفحہ۱۲۸)

مسئلہ: مقیم امام کے پیچھے اگر مسافر نماز پڑھے تو اقتداء کی وجہ سے پوری پڑھے گا۔ (نورالایضاح صفحہ۱۰۱)

مسئلہ: مسافر امام جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ: مسافر کی نماز جو مقیم کے پیچھے پڑھ رہا تھا کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو بعد میں جب اعادہ کرے گا تو دو رکعت کا کرے گا۔ (شامی جلد۲صفحہ۱۳۰)

مسئلہ: مسافر اگر مسبوق ہوگیا، یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اور اس کی کچھ رکعت چھوٹ گئی تو وہ بعد میں چار رکعت ہی کے اعتبار سے پورا کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ جلد۴صفحہ۸۳)

مسئلہ: مسافر امام نے غلطی سے امامت کرتے ہوئے بجائے دو رکعت کے چار پڑھا دی تو مقیم مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی ان کو چار رکعت دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ البتہ اس مسافر کی جب کہ دوسرا قعدہ کیا ہو نماز ہو جائے گی۔

(شامی صفحہ۱۱)

سفر میں سنتوں کے متعلق

مسئلہ: سفر میں جب قیام کی حالت ہو تو سنتوں کا چھوڑنا بہتر نہیں۔ تمام سنتوں کو ادا کرے۔ خصوصاً فجر کی سنتوں کو ہرگز نہ چھوڑے۔ البتہ سیر اور چلنے کی حالت میں مثلاً اسٹیشن پر نماز ادا کر رہا ہے یا گاڑی یا جہاز پر نماز ادا کر رہا ہے تو ایسی حالتوں میں سنتوں کو چھوڑ دے تو اجازت ہے۔ (شامی جلد۲صفحہ۱۳۱)

مسئلہ: مسافر شرعی کو اختیار ہے کہ رمضان المبارک کے روزے خواہ سفر میں رکھے یا نہ رکھے، مگر وطن واپس

آنے کے بعد تمام روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔ (ہندیہ جلد ا صفحہ ۱۳۸)

مسئلہ: مسافر جب حالت سفر میں نماز پڑھے تو اس کے لئے اذان اور اقامت مندوب و مستحب ہے۔

(بحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۷۹)

مسئلہ: اگر ازدہام کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان کا موقع نہ ہو تو صرف اقامت پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔

(الشامی جلد ا صفحہ ۳۹۴)

سفر کی دعاؤں کا بیان

جب ارادہ سفر کرے تو کیا دعا پڑھے؟

حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَجُوْلُ وَبِکَ اَسِیْرُ" (مسند بزار برجال ثقات مجمع جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

ترجمہ: "اے اللہ میں آپ ہی کی مدد سے حملہ کرتا ہوں۔ آپ ہی کی اعانت سے گھومتا ہوں۔ آپ ہی کی مدد سے سیر کرتا ہوں۔"

حضرت عثمان ابن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب گھر سے بارادہ سفر نکلتے تو نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے:

"اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

(ابن سنی فیہ راوی مجہول صفحہ ۴۳۹)

ترجمہ: "میں ایمان لایا اللہ پر، میں نے مضبوطی سے پکڑا اللہ کو، بھروسہ کیا میں نے اللہ پر، نہ کسی کو طاقت نہ قوت سوائے اللہ کے۔"

عبداللہ بن سرجس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِیْ اَھْلِنَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ"

(مسلم، ابن ماجہ، ابن سنی، صفحہ ۴۴۱، بسند حسن)

ترجمہ: "اے اللہ آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور نائب ہیں گھر والوں میں۔ اے اللہ! ہمارے سفر میں آپ ہمارے رفیق بن جائیں اور ہمارے اہل وعیال میں ہمارے نائب ہو جائیں۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی سفر کی پریشانیوں سے اور بری حالت کے آنے سے اور گناہوں کی طرف لوٹنے سے اور مظلوم کی بد دعا سے اور اہل ومال پر برا منظر دیکھنے سے۔"

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سفر کا ارادہ فرماتے تو جس وقت مجلس سے اٹھتے

تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَرَجَائِيْ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَآ اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ وَزَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں آپ کی مدد سے منتشر ہوتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور آپ ہی کی حفاظت میں آتا ہوں۔ آپ ہی میرے معتمد ہیں اور میری امید ہیں۔ اے اللہ آپ کافی ہو جائیں ان معاملوں میں جو اہم ہیں اور جو اہم نہیں ہیں اور اس میں جو آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور تقویٰ کا توشہ مرحمت فرمائیں۔ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور جہاں بھی رخ کروں، خیر کی جانب رخ کر دیجئے۔"

پھر آپ سفر کے لئے نکل جاتے۔ (بیہقی فی السنن، ابن سنی صفحہ ۴۴۵، مجمع صفحہ ۱۳۰، فیہ راوی ضعیف)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا بِنُصْحٍ وَاَقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَوِّلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ" (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۱، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۰۱، بسند، حسن الدعاء صفحہ ۱۱۷)

تَرجَمَہ: "اے اللہ! آپ ہی مصاحب ہیں سفر میں، نائب ہیں اہل میں۔ اے اللہ بھلائی کے ساتھ ہمارا مصاحب بن جا۔ اپنی حفاظت میں ہمیں واپس فرما۔ اے اللہ سمیٹ دیجئے زمین کو، آسان فرما دیجئے سفر کو۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی تھکان سے اور بری حالت کے آنے سے۔"

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَبْلُغُ خَيْرًا وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِلَنَا الْاَرْضَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ" (ابن سنی صفحہ ۴۴۲، ابویعلی، مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۰، بسند صحیح)

تَرجَمَہ: "اے اللہ! ایسی خیر جو بھلائی کو پہنچے تیری جانب سے مغفرت اور رضا مندی ہو۔ تیرے ہی قبضہ میں بھلائی ہے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے رفیق سفر ہیں گھر والوں میں نائب ہیں۔ اے اللہ ہمارے پر سفر آسان فرما اور زمین ہمارے لئے لپیٹ دے۔ اے اللہ! میں پناہ

مانگتا ہوں سفر کی تھکان سے اور بری حالت کے آنے سے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَاَشْغِلْنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی سَفَرِنَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَہٗ" (مسلم، ابن سنی، صفحہ ۴۴۳، بسند صحیح)

تَرْجَمَہ: "اے اللہ! آپ خلیفہ ہیں ہمارے اہل وعیال میں اور مصاحب ہیں سفر میں۔ اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں آپ سے اپنے سفر میں بھلائی، تقویٰ اور ایسی مشغولی کا جسے آپ پسند کرتے ہیں اور جس سے آپ خوش ہوں۔ اے اللہ! سفر میں ہماری مدد فرما اور اس کی دوری کو لپیٹ دے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الضُّبْنَۃِ فِی السَّفَرِ وَالْکَاٰبَۃِ فِی الْمُنْقَلَبِ اَللّٰھُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ" (ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۹، الدعاء صفحہ ۱۱۷۵، سیرۃ الشامی صفحہ ۴۶۸، سندہ حسن)

تَرْجَمَہ: "اے اللہ آپ ہی میرے مصاحب ہیں سفر میں اور نگران ہیں اہل میں۔ اے اللہ! ہم آپ کی سفر میں بوجھ سے پناہ مانگتے ہیں اور بری واپسی سے۔ اے اللہ! زمین ہمارے لئے طے فرما اور سفر کو آسان فرما۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر فرماتے تو یہ دعا فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ اَللّٰھُمَّ زَوِّلَنَا الْاَرْضَ وَقَرِّبْ لَنَا السَّفَرَ" (الدعاء صفحہ ۱۱۷۹)

تَرْجَمَہ: "اے اللہ! مشقت سفر سے پناہ مانگتا ہوں اور بری واپسی سے، اے اللہ زمین کو ہمارے لئے طے فرما اور سفر قریب کر دے۔"

سفر سے قبل نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھ لو۔ سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۸۷)

حضرت مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر کوئی نہیں کہ سفر میں جاتے ہوئے اہل وعیال میں دو رکعت نماز پڑھ لے۔ (اذکار نووی جلد ۲ صفحہ ۲۸۷)

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسرے میں سورۂ احد یا سورۂ فلق اور سورۂ ناس اور سلام پھیر کر آیۃ الکرسی پڑھے۔ روایت میں ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے جو آیۃ الکرسی پڑھے گا، اس کے واپس آنے تک کوئی ناپسندیدہ بات پیش نہیں آئے گی اور ابوالحسن قزوینی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا کہ سورۂ قریش کا پڑھنا ہر مصائب سے امان ہے۔

اور نماز سفر سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَسْتَعِيْنُ وَعَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ اَللّٰهُمَّ ذَلِّلْ لِيْ صُعُوْبَةَ اَمْرِيْ وَسَهِّلْ عَلَيَّ مَشَقَّةَ سَفَرِيْ وَارْزُقْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ اَكْثَرَ مِمَّا اَطْلُبُ وَاصْرِفْ عَنِّيْ كُلَّ شَيْءٍ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَحْفِظُكَ وَاَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَ اَهْلِيْ وَاَقَارِبِيْ وَكُلَّ مَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ بِهٖ مِنْ اٰخِرَةٍ وَّدُنْيَا فَاحْفَظْنَا اَجْمَعِيْنَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ يَا كَرِيْمُ"

تَرجَمَہ: "اے اللہ تجھ سے ہی اعانت اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے کام کی مشکلات کو آسان فرما اور سفر کی مشقت کو ہم پر سہل فرما اور جو میں مانگوں اس سے زیادہ خیر عطا فرما اور ہر شر سے ہماری حفاظت فرما۔ اے اللہ! میں آپ سے حفاظت طلب کرتا ہوں اور اپنی جان، دین، اہل واقارب اور ان تمام نعمتوں کو جو ہم پر اور ان پر ہیں۔ خواہ اخروی ہوں یا دنیوی سب تیرے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم سب کی تمام نامناسب امور سے حفاظت فرما۔ اے کریم!"

اس کے بعد جب اٹھ کر چلنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا هَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ لَهٗ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ"

(اذکار نووی صفحہ ۱۸۶)

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں آپ ہی کی طرف توجہ کرتا ہوں اور آپ ہی سے چمٹتا ہوں۔ اے اللہ! اہم اور غیر اہم معاملوں میں آپ ہی کافی ہو جایئے۔ اے اللہ! توشۂ تقویٰ سے نوازیئے۔ میرے گناہ معاف کیجئے۔ جدھر میں جاؤں، خیر کو متوجہ کر دیجئے۔"

جب کوئی سفر کے لئے جائے تو اسے کیا دعا دے؟

حضرت انس ابن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَفِیْ کَنْفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّھَکَ فِی الْخَیْرِ حَیْثُ مَا کُنْتَ وَاَیْنَ مَا کُنْتَ" (الدعاء جلد۲ صفحہ ۱۱۸۰، ترمذی صفحہ ۳۴۴، بسند حسن لغیرہ)

ترجمہ: "خدا کی حفاظت اور اسی کی پناہ میں۔ اللہ تجھے تقویٰ کا توشہ دے، تیرے گناہ معاف فرمائے۔ جہاں بھی ہو تجھے خیر کے راستے پر گامزن رکھے۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ کر رخصت کرتے وقت یہ دعا دی:

"جَعَلَ اللّٰہُ التَّقْوٰی زَادَکَ وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَوَجَّھَکَ لِلْخَیْرِ حَیْثُ مَا تَکُوْنُ"

(الدعاء للطبرانی صفحہ ۱۱۸۰، بسند لیس فیہ مقال)

ترجمہ: "خدا تقویٰ تیرا توشہ بنائے۔ تیرے گناہ معاف فرمائے۔ بھلائی کے رخ پر رکھے جہاں تو رہے۔"

رخصت کرنے کے بعد کیا دعا دے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کچھ نصیحت فرمایئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں تمہیں تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور ہر بلند مقام پر تکبیر کی۔ جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی:

"اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ" (الدعاء صفحہ ۱۱۸۲، ترمذی صفحہ ۳۴۵، بسند حسن)

رخصت کے وقت دعا کی درخواست

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمرہ کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور فرمایا مجھے دعاؤں میں نہ بھولنا۔ (ترمذی صفحہ ۳۴۵، بسند حسن، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۱۰)

سفر حج کرنے والے کو کیا دعا دے کر رخصت کرے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حج بیت اللہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ رخصت کرتے ہوئے تھوڑی دیر چلتے رہے پھر سر اٹھا کر فرمایا:

"زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَوَجَّھَکَ فِی الْخَیْرِ وَکَفَاکَ الْھَمَّ"

ترجمہ: "خدا تجھے توشہ کے تقویٰ سے نوازے، خیر کی جانب تجھے متوجہ فرمائے اور تیری ضرورتوں میں کافی ہو۔"

پھر یہ شخص فراغت حج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ سلام کیا۔ آپ نے سر اٹھاتے ہوئے یہ دعا دی:

"قَبَّلَ اللّٰہُ حَجَّکَ وَکَفَّرَ ذَنْبَکَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَکَ"

ترجمہ: ”تیرا حج قبول ہو، گناہ معاف ہو، صرفہ کا بدل عطا ہو۔“

(الدعا، جلد۲صفحہ۱۱۸۶، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد جلد۳صفحہ۲۱۴، بسند ضعیف)

رخصت ہوتے وقت گھر والوں کو کیا دعا دے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تم کو وہ کلمات سکھلاؤں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے ہیں۔ جب سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلو تو اپنے گھر والوں کو یہ دعا دو:

”اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یُخِیْبُ وَدَائِعَهٗ“

ترجمہ: ”میں تمہیں اس خدا کے حوالے کرتا ہوں جو امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔“

(حصن حصین ۲۸۶، ابن سنی ۴۵۵، اذکار ۱۸۶، بسند ضعیف)

رخصت کرنے کی دعا جو گھر کے لئے خیر کثیر کا باعث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو اللہ کے سپرد کرو گے وہ اس کی حفاظت کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے بھائی کو سپرد خدا کرے اللہ پاک اس کی دعا میں خیر کرنے والا ہے۔

(اذکار نووی صفحہ ۱۸۶، بسند غریب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات سے رخصت فرماتے تھے:

”اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ“

(ترمذی جلد۲صفحہ۱۸۲، ابوداؤد، اذکار صفحہ ۱۸۷، بسند صحیح)

ترجمہ: ”میں تمہارا دین، تمہاری امانت (اہل وعیال) اور کاموں کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سفر کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے متعلقین اسے رخصت کرتے وقت یہ دعا دیں:

”اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَهٗ“ (الدعا صفحہ ۱۱۸۲، بسند حسن)

ترجمہ: ”حوالہ کرتا ہوں تم کو اس اللہ کے جو سپرد کردہ چیزوں کو ضائع نہیں کرتا۔“

سفر میں جاتے وقت گھر والوں کے لئے خیر وعافیت کی دعا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبیر! کیا تم چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو اپنے دوستوں سے صورت اور حالت میں بہتر اور توشہ (دولت) میں بڑھ کر رہو۔ (حضرت جبیر نے) عرض کیا جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے فرمایا تو یہ پانچ سورتیں پڑھ

لیا کرو: "قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰهِ. قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ"

ہر سورت کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا کرو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر ختم کیا کرو۔ (یعنی آخر میں سورہ ناس کے بعد بسم اللہ پڑھ لو) حضرت جبیر کہتے ہیں کہ میں دولت منداور مالدار تھا مگر جب سفر کرتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ تباہ حال اور مفلس ہو جاتا تھا۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سورتیں سیکھیں اور ان کو ہمیشہ پڑھنے لگا تو سفر سے واپسی تک اپنے دوستوں سے زیادہ اچھے حال اور دولتمند رہتا تھا۔ (حصن صفحہ ۲۸۷، ابویعلی)

واپسی تک خدا کی نگہبانی

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کے گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو انشاء اللہ سفر سے واپسی تک اللہ پاک اس کا نگہبان ہوگا۔ (الدر المنثور بحوالہ اسوۃ الصالحین)

جب سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سواری کا جانور آپ کے پاس لایا گیا۔ جب آپ نے پیر رکاب میں رکھا تو فرمایا۔ بسم اللہ۔ جب بیٹھ گئے تو فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"

ترجمہ: "تمام تعریف اس اللہ کی جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں رکھنے والے نہ ہوتے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

پھر تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا اور تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا پھر یہ پڑھا:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ"

ترجمہ: "نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، پاک ہیں آپ، میں نے ظلم کیا اپنی جان پر (گناہ کیا) پس ہمیں معاف فرما دیجئے کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا سوائے آپ کے۔"

پھر مسکرا دیئے۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا۔ اے امیر المؤمنین! کس وجہ سے آپ نے مسکرا دیا؟ فرمایا میں نے نبی پاک ﷺ کو اسی طرح پڑھتے پھر مسکراتے دیکھا تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیوں مسکرائے؟ آپ نے فرمایا تیرا رب سبحانہ اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے جب وہ "اِغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ" کہتا ہے، جانتا ہے کہ

میرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرسکتا۔ (ابوداؤد، اذکار صفحہ ۱۸۸، ابن سنی ۴۴۵)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ جانوروں کی پیٹھ پر شیطان رہتا ہے، جب تم بیٹھو تو "بسم اللہ" پڑھ لیا کرو۔ (داری، ابن سنی صفحہ ۴۴۶، برجال صحیح)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب سفر کے لئے نکلتے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا هٰذَا سَفَرَنَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ" (اذکار مسلم صفحہ ۱۸۸)

تَرجَمَہ: "اللہ کی ذات پاک ہے جس نے ہمارے لئے یہ مسخر کیا۔ ورنہ ہم اس پر طاقت پانے والے نہیں تھے۔ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم سفر میں آپ سے بھلائی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا جس سے آپ خوش ہوں اے اللہ! ہمارے پر یہ سفر آسان فرما اور اس کے بُعد کو لپیٹ دے۔ اے اللہ! آپ میرے مصاحب سفر ہیں اور اہل میں نائب ہیں۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سفر کی پریشانیوں سے اور اہل وعیال میں بری حالت کے لوٹنے سے۔"

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ جب سفر کرتے اور سواری پر سوار ہو جاتے تو انگلی سے شارہ فرماتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا بِنُصْحٍ وَّاَقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ" (ابن سنی صفحہ ۴۴۷، ترمذی، بسند غریب)

سفر حج سے واپس آنے والے کو کیا کہے؟

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک غلام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ اس کے ساتھ چند قدم چلے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے غلام!

"زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی وَوَجَّهَكَ فِی الْخَيْرِ وَكَفَاكَ الْهَمَّ"

پھر جب وہ لوٹ کر آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ آپ نے کہا اے غلام! اور یہ دعا

دی:

"قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَكَ"

تَرْجَمَۃ: "اللہ تمہارا حج قبول کرے۔ تمہارے گناہ معاف کرے۔ تمہارے صرفہ کا بدلہ عطا فرمائے۔" (اذکار نمبر ۵۵۴، ابن سنی صفحہ ۴۵۴)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (حجاج کی واپسی پر دعا دیتے ہوئے) کہا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ"

تَرْجَمَۃ: "اے اللہ حاجی کی مغفرت فرما اور جس کے لئے حاجی دعائے مغفرت کرے۔ اس کی بھی مغفرت فرما۔" (بیہقی، اذکار نمبر ۵۵۵)

سفر سے واپس آنے والے کو کیا کہے؟

علامہ نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے سفر سے آنے والے کے لئے مستحب قرار دیا ہے کہ یہ دعا دی جائے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَكَ"

تَرْجَمَۃ: "اللہ کی تعریف جس نے تم کو صحیح سالم پہنچایا۔"

یا یہ کہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَمَعَ الشَّمْلَ بِكَ" (اذکار صفحہ ۱۸۹، نزل الابرار صفحہ ۳۳۹)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک غزوہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے۔ مجھے واپسی کا سخت انتظار تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب تشریف لائے میں نے دروازے پر آگے بڑھ کر استقبال کیا اور کہا:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّكَ وَنَصَرَكَ وَاَكْرَمَكَ" (ابن سنی، الفتوحات جلد ۵ صفحہ ۱۷۴)

تَرْجَمَۃ: "سلامتی اور رحمت خدا ہو آپ پر اے خدا کے رسول! تعریف اس خدا کی جس نے آپ کو عزت دی۔ مدد کی اور اکرام فرمایا۔"

فَائِدَۃ: آنے والے کا آگے بڑھ کر سلام اور مصافحہ سے استقبال کیا جائے۔ پھر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" سے یہ دعا پڑھی جائے۔ (الفتوحات جلد ۵ صفحہ ۱۷۳)

ابن ابی السائب جو رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ایام جاہلیت کے شریک تجارت تھے۔ جب وہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "مَرْحَبًا يَا اَخِیْ" (ابوداود، ابن سنی صفحہ ۵۳۴)

جب سفر میں رات آجائے تو کیا پڑھے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا سفر میں ہوتے اور رات ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

"يَآ اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَحَيَّةٍ وَعقْرَبَ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" (الدعاء صفحہ ۱۸۸، عمل الیوم للنسائی صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ: "اے زمین، تیرا میرا رب خدا ہے۔ تیرے شر سے اور جو شر تیرے اندر ہے۔ خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے بھی جو تیرے اوپر چلتا ہے۔ خدا کی پناہ شیر، سانپ، اژدھا، بچھو اور شہر میں رہنے والے (جنات) کی برائی سے۔ اور جننے والے کی برائی سے اور اس سے جو جنے۔"

سفر میں صبح کی نماز کے بعد کیا پڑھے؟

حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں صبح کی نماز پڑھتے تو اس کے بعد یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ عِصْمَةَ اَمْرِيْ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَایَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ"

ترجمہ: "اے اللہ! ہمارے دین کو جسے آپ نے باعث عصمت بنایا درست کر دیجئے اور دنیا جسے معاش بنایا درست کر دیجئے۔"

تین مرتبہ فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَةَ الَّتِيْ جَعَلْتَ اِلَيْهَا مَرْجِعِيْ"

ترجمہ: "اے اللہ جس آخرت کو ہمارے لئے واپسی کی جگہ بنایا درست کر دیجئے۔"

تین مرتبہ فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ"

پھر یہ پڑھتے (ایک مرتبہ):

"لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

(اذکار صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ: "اے اللہ! آپ کے غضب سے آپ کی رضا کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ

کی پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ آپ جسے دیں کوئی روکنے والا نہیں اور جسے روک دیں، اسے کوئی دینے والا نہیں اور آپ کے سامنے کسی مالدار کی مالداری کوئی کام نہیں دیتی۔"

جب سفر میں سحر کا وقت ہو جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر میں ہوتے اور سحر کا وقت (یعنی صبح صادق کے قریب) ہو جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے:

"سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ" (ابوداود، عمل الیوم للنسائی صفحہ ۳۶۳، حاکم جلد ۱ صفحہ ۴۴۶)

ترجمہ: "سنایا سنانے والے نے اللہ کی تعریف، اس کی آزمائش بہتر ہے ہم پر ہمارا رب ہمارا رفیق ہے۔ ہم پر فضل کیا ہے، خدا کی پناہ جہنم سے۔"

جب گھر میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے گھر تشریف لاتے اور اہل میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَوْبًا اَوْبًا لِّرَبِّنَا تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا" (نزل الابرار صفحہ ۳۳۸)

ترجمہ: "واپس آئے اپنے رب سے توبہ کرتے ہیں کوئی گناہ ہم سے نہ چھوٹے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس ہوتے تو "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" پڑھتے اور جب گھر میں داخل ہو جاتے تو یہ پڑھتے:

"تَوْبًا تَوْبًا لِّرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا" (ابن سنی صفحہ ۵۳۱، احمد جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ بیہقی جلد ۵ صفحہ ۲۵۰)

اپنی بستی کی جانب جب واپس آنے لگے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آرہے تھے ساتھ میں ابوطلحہ بھی تھے اور حضرت صفیہ آپ کی اونٹنی پر تھیں۔ ہم لوگ جب مدینہ کے قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

"اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ"

ترجمہ: "لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ مدینہ میں آگئے۔ (مسلم، اذکار نمبر ۵۵۰)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے

تو تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" فرماتے اور یہ دعا فرماتے:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اٰئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ"

ترجمہ: "کوئی معبود نہیں سوائے خدا کے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت، اسی کے لئے تعریف، وہ ہر شے پر قادر۔ واپس آنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں خدا کا وعدہ سچ ہوا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور گروہ کفار کو ہزیمت دی۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد صفحہ ۳۸۲)

جب کشتی یا جہاز پر سوار ہو

کشتی یا بحری جہاز پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"

ترجمہ: "خدا ہی کے نام سے چلنا اور لنگر ڈالنا ہے۔ یقیناً ہمارا رب مغفرت کرنے والا رحیم ہے۔"

(اذکار، نزل صفحہ ۳۳۳)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری امت کے لئے ڈوبنے سے حفاظت اس میں ہے کہ جب وہ سوار ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔

"بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ"

(الدعاء جلد۲ صفحہ ۱۱۷۲، ابویعلی بسند ضعیف، الفتوحات جلد۵ صفحہ ۱۳۶، اذکار نمبر ۵۳۵، نزل صفحہ ۳۳۳)

ترجمہ: "اللہ ہی کے نام سے چلنا اور لنگر ڈالنا ہے۔ ہمارا رب معاف کرنے والا رحیم ہے۔ لوگوں نے اس کی شایان شان حق ادا نہیں کیا۔ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان دائیں ہاتھ میں لپٹا ہوگا۔ پاک ہے بلند و بالا ہے اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں۔"

جب ٹیلے یا اونچے مقام پر چڑھے تو یہ دعا پڑھے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب اونچائی پر چڑھتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" نیچے اترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اور لشکر جب کسی اونچائی پر چڑھتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے اور جب کسی نشیبی حصہ میں اترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھتے۔ (ابوداؤد، اذکار نمبر ۵۳۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب زمین کی اونچائی پر چلتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرَفُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ"

(ابن سنی نمبر ۵۳۳، نزل صفحہ ۳۳۴، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۷)

تَرجَمَہ: "اے اللہ! آپ ہی کے لئے بلندی ہے ہر بلندی پر اور آپ ہی کے لئے تعریف ہے ہر حال میں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا جو سفر میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمیں نصیحت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور یہ کہ ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر کہو۔ (ابن ماجہ، ترمذی، حاکم جلد ۲ صفحہ ۹۸)

فَائِدَہ: زینہ اور سیڑھی چڑھتے ہوئے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اور اترتے ہوئے "سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہے۔

جب اپنی بستی میں داخل ہو جائے تو یہ پڑھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ میں داخل ہوتے تو تیزی سے آتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا"

تَرجَمَہ: "اے اللہ اس بستی میں مجھے سکون و قرار عطا فرما اور بہترین رزق عطا فرما۔"

جب کسی بستی یا آبادی میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہٖ وَخَیْرِ مَا جَمَعْتَ فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِیْھَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَاَعِذْنَا مِنْ وَّبَاھَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَآ اِلَیْنَا" (اذکار نمبر ۵۴۵، نزل صفحہ ۳۳۶، ابن سنی نمبر ۵۲۷)

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں اس کی بھلائی اور جو بھلائی آپ نے اس میں جمع کیا ہے، اس کا سوال کرتا ہوں اور اس کی برائی سے اور جو آپ نے اس میں جمع کیا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ اس بستی کے فوائد سے ہمیں نوازا اور اس کی برائی سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں بستی والوں کا

محبوب بنا اور اس کے نیک لوگوں کو ہمارا محبوب بنا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو تین مرتبہ یہ پڑھتے ”اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهَا“ اے اللہ ہمیں اس بستی میں برکت عطا فرما۔ پھر یہ فرماتے:

”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَجَنِّبْنَا وَبَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰی اَھْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِهَآ اِلَیْنَا“ (طبرانی، الفتوحات جلد۵ صفحہ۱۵۹)

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! ہمیں اس بستی کے منافع عطا فرما اور اس کی وبا سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں بستی والوں کے نزدیک محبوب بنا اور بستی کے نیکوں کو ہمارا محبوب بنا۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ جب کسی بستی کو دیکھتے جس میں داخل ہونے کا ارادہ ہوتا تو ”اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهَا“ تین مرتبہ فرماتے۔ پھر یہ فرماتے:

”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰی اَھْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِهَآ اِلَیْنَا“

(مجمع الزوائد، نزل الابرار صفحہ۳۴۷)

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! اس کے فوائد و منافع سے ہمیں نواز اور اہل بستی کا محبوب بنا اور اس کے نیک لوگوں کو ہمارا محبوب بنا۔“

دورانِ سفر جب کوئی بستی یا آبادی نظر آئے

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بستی میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے، اسے دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

”اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَآ اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَسْئَلُكَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَھْلِهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَھْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا“ (نسائی، الفتوحات جلد۵ صفحہ۱۵۴، ابن سنی ۵۲۵)

دورانِ سفر کسی منزل پر جب قیام کرے

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے، جو شخص کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے۔ پھر یہ دعا پڑھ لے تو اس مقام سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچائے گی:

”اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ“

تَرجَمَہ: ''اللہ کے کلمات تامہ کے واسطے سے تمام مخلوق کی برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں۔''

(مسلم، اذکار نووی صفحہ ۵۴۸)

سواری (جانور گاڑی وغیرہ) پریشان کرے تو کیا کہے؟

ابوعبداللہ بصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ جو مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ کہتے ہیں کہ سواری کا جانور جب پریشانی میں ڈال دے تو اس کے کان میں یہ پڑھے۔ اللہ کے حکم سے وہ ٹھیک ہو جائے گا.

''اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ''

تَرجَمَہ: ''کیا اللہ کے دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین تلاش کرتے ہو۔ اسی کے تابع ہے خوشی سے یا جبر سے جو آسمان یا زمین میں ہے۔ اسی کی جانب لوٹائے جاؤ گے۔''

فَائِدَہ: اگر گاڑی وغیرہ خراب ہو جائے اس سے پریشان ہو جائے تو یہ دعا پڑھے۔

جب سفر میں کسی دشمن کا خوف ہو

حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب کسی سے خوف یا ڈر محسوس کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ'' (ابوداؤد، اذکار نمبر ۵۴۶)

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میں تجھے ان کے مقابلہ میں پیش کرتا ہوں اور تیری ان کی شرارت سے پناہ چاہتا ہوں۔''

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے (خندق کے موقعہ پر) جب دشمنوں کے خوف سے کلیجہ منہ کو آ لگا تھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ دعا بتائی تھی:

''اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا'' (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۶)

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! ہمارے عیوب کو چھپا اور خوف و دہشت سے امن عطا فرما۔''

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ جب تم کسی جابر و قاہر ظالم (بادشاہ یا کسی آدمی) سے خوف محسوس کرو یہ دعا کرو

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْمُمْسِكِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلٰهِيْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ

ثَنَآءُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ" (مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: "اللہ بڑا ہے، اللہ بڑا ہے تمام مخلوق سے۔ اللہ اس پر غالب ہے جس سے میں خوف اور ڈر محسوس کررہا ہوں۔ اس خدا کی پناہ جو ساتوں آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکے ہے ہاں! مگر یہ اس کی اجازت سے۔ فلاں تیرے بندے کے شر سے اور اس کی فوج سے اور اس کے ہم نواؤں سے اور اس کی جماعت سے خواہ انسانوں میں سے ہو یا جنات میں سے، اس کے شر سے اے خدا ہمیں بچالے۔ بلند ہے تیری تعریف۔ غالب ہے تجھ سے پناہ ڈھونڈنے والا۔ بابرکت ہے تیرا نام۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

جب سواری یا گاڑی وغیرہ گم ہو جائے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی پاک سے گم شدہ (سواری وغیرہ) کے متعلق یہ دعا نقل کرتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ رَآدَّ الضَّآلَّةِ وَهَادِيَ الضَّآلَّةِ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَآلَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَآئِكَ وَفَضْلِكَ"

(مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳، الفتوحات جلد ۵ صفحہ ۱۵۲)

ترجمہ: "اے اللہ! گم شدہ کے لوٹانے والے، راستہ دکھانے والے، گم شدہ کو راستہ دکھاتے ہیں۔ میرا گم شدہ لوٹا دیجئے، اپنی قدرت اور طاقت سے۔ یہ آپ ہی کی اور آپ کا فضل ہے۔"

ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے گم شدہ جانور یا چیزوں کے متعلق اس دعا کو مجرب بتایا ہے:

"يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِجْمَعْ عَلَيَّ ضَآلَّتِيْ" (الفتوحات جلد ۵ صفحہ ۱۵۲)

صاحب رسالہ قشیریہ نے بھی اسے گم شدہ اشیاء کے متعلق نقل کیا ہے۔ بستان العارفین میں بھی اسے مجرب ذکر کیا گیا ہے۔

جب کسی ناگہانی حادثہ و مصیبت میں پھنس جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب سنسان علاقے میں تمہاری سواری کا جانور بے کار ہو جائے تو یہ آواز دو:

"يَا عِبَادَاللّٰهِ اِحْبِسُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا"

ترجمہ: "زمین پر اللہ پاک کے محافظ بندے ہیں جو لوگوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔"

(مجمع جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲، اذکار نووی نمبر ۵۳۲)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب تمہارا کچھ گم ہو جائے

(سواری یا زادراہ) یا ایسے مقام میں جہاں کوئی مددگار نہ ہو اور تم کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو کہو "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" سو اللہ کے بندے ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے۔ اور یہ مجرب ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲)

طبرانی نے عتبہ بن غزوان کی حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب تمہارا کچھ گم ہو جائے یا تم کو مدد کی ضرورت پڑ جائے اور وہاں تمہارا کوئی مددگار نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دو۔ "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو تم دیکھتے نہیں ہو۔ (الفتوحات جلد ۵ صفحہ ۱۵۰، حصن صفحہ ۲۸۲)

جنگل بیابان میں یا کسی ایسے مقام پر جہاں کوئی انسان نہ ہو، کسی ہلاکت خیز مصیبت میں پھنس جائے۔ مثلاً غیر آباد علاقے میں سواری خراب ہو جائے اور جان و مال کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" تین مرتبہ آواز دے کر کہے انشاء اللہ غیب سے حفاظت کے انتظامات ہوں گے اور غیبی شکل ظاہر ہوگی۔ یہ نہایت ہی مجرب ہے۔ چنانچہ ابن حجر ہیثمی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نقل کرنے کے بعد اسے مجرب کہا۔ ابن حجر نے ایضاح المناسک کے حاشیہ میں طبرانی کی اسی حدیث کو نقل کرنے کے بعد اسے مجرب کہا۔ ابن علان مکی نے الفتوحات میں اسے مجرب کہا اور اپنے شیخ ابوالبر سے مجرب ہونا نقل کیا۔ محدث قنوجی نے نزل الابرار میں اسے مجرب کہا اور خود اپنا واقعہ نقل کیا کہ مجھے بھی مرزاپور جبل پور کے درمیان ایسی مصیبت پیش آئی کہ دریائی طوفان میں گھر گیا۔ سو اللہ پاک نے اس کی برکت سے نجات دی۔

خیال رہے کہ یہ عمل کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔ طبرانی، بزار، مجمع الزوائد، ابن سنی، اذکار نوویہ، نزل الابرار، حصن حصین کے مؤلفین نے ذکر کیا ہے۔ عتبہ ابن عباس اور ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے یہ روایتیں ثابت ہیں۔ صاحب مجمع نے رواۃ کو ثقات اور بعض راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن علان نے "الفتوحات" میں اسے حسن کہا ہے۔ محدثین کی ایک جماعت نے اسے مجرب نقل کیا ہے۔

لہٰذا اگر کسی مقام پر ناگہانی مصیبت یا حادثہ میں پھنس جائے یا کسی مدد و تعاون کی ضرورت ہو یا منزل بالکل بھول جائے اور اس پریشانی کا سوائے ہلاکت کے کوئی علاج نظر نہ آرہا ہو تو یہ عمل اختیار کرے مشائخ اور محدثین کا مجرب عمل ہے۔ خود مؤلف کا بھی تجربہ ہے۔ غیب سے اعانت و حفاظت کی شکل پیدا ہوگی۔